انٹرنیشنل

(م)شاعرہ 2004

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

قرآن: اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ ۱۷، الْاَنْبِیَاء ۲۱، ۱۰۷

اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

نعت کا سفر

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت علی علیہ السلام

قَرَنَ الْمَلَاحَةُ طِیْنَہٗ وَالْحُسْنُ صَارَقَرِیْنَہٗ
ملاحت آنحضرتؐ کی سرشت میں ملی ہوئی ہے اور حُسن وخوبی اُن میں

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

پیوست ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو

مَرْبُوْعٌ قَدٌکَانَہٗ وَاللّٰہُ اَعْظَمَ شَانَہٗ
سرورِ کائنات کا جسم اقدس میانہ ہے۔ اور اللہ نے اُن کا مرتبہ بہت

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

بلند رکھا ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

اِذْمَایُمَاشِیْہِ اَحَدٌ قَدْکَانَ یُعْلِیْہِ الصَّمَدُ
جس وقت آنحضرتؐ کے ہمراہ کوئی چلتا ہے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

قد کو اُس سے بلند کر دیتا ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

قَدْکَانَ اَزْھَرَلَوْنُہٗ وَھُوَالْمُبَارَكُ کَوْنُہٗ
بیشک رنگ مبارک روشن ہے۔ اور وجودِ مکمل خیر و برکت ہے۔

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

لِلْجُوْدِوَسَّعَ کَفَّہٗ عَنْ کُلِّ بُخْلٍ کَفَّہٗ
اُن کا کفِ دست بخشش کے لئے کشادہ ہے۔ اُنہوں نے اُس کو ہر

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

بُخل سے پاک رکھا ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

مِنْ تَحْتُ قَدَمِہٖ رِفْعَۃٌ" وَلِعَیْنِ ذَاتِہٖ رِفْعَۃٌ"
اُن کے قدموں کے نیچے بزرگی کا حصول ہے۔ اور نفسِ ذات میں وہ

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

سراپا بزرگ ہیں۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو

بِالْوَسْعِ کَانَ جَبِیْنُہٗ فِیْ الْعِشْقِ کَانَ جَنِیْنُہٗ
آپ کی پیشانی مبارک فراخ ہے۔ اور قلب مطہر عشقِ خدا میں

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

مستغرق ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

قَدْ فَاقَ لِحْیَتُہٗ اللُّحٰی اَلْوَانُھَا نُوْرُالدُّجٰی
یقیناً داڑھی اُن کی تمام داڑھیوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ رنگ اُس کا

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

نورونی کا ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

اَسْنَانُہٗ قَدِانْفَرَجَ وَالنُّوْرُ فِیْھَا اِمْتَزَجَ
دندان مبارک بہ تحسین کشادہ ہیں۔ اور اُن میں سے نور چمکتا ہے۔

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

لَیْسَ الْھُزَالُ بِوَضْعِہٖ لَا شَحْمَ فِیْہِ بِوَصْفِہٖ
آپ کی وضع وخلقت میں لاغری نہیں ہے۔ اور نہ ہی فربہی آپ سے

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

متصف ہوسکتی ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

عَنْ دَرْكِ وَصْفِہٖ جَاھِلٌ" وَبِقَصْرِفَھْمِہٖ قَائِلٌ"
اُن کے پورے وصف جاننے سے مَیں قاصر ہوں۔ اور اپنے فہم کی

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

کمی سے بھی واقف ہوں۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

اَللّٰہُ یَعْلَمُ شَانَہٗ وَھُوَ الْعَلِیْمُ بَیَانَہٗ
اُن کی شان کو صرف اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ اور اُس کے بیان کی بھی

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

قدرت اُسی کو ہے۔۔خدا کی رحمت اُن پر نازل ہو۔

SPONSORED BY DR. SOHAIL, CRESCENTHEALTHCARE INC.

انٹرنیشنل

مشاعرہ

SATURDAY, SEPTEMBER 25, 2004 8:00 PM

Upper Level

BRONCO STUDENT CENTER, ROOM 2359, BLDG 35, CALPOLY, POMONA.

زیرِ اہتمام

نعت کا سفر

مُنتخب نعت نگار ۔۔ مُنتخب اصنافِ نعتیہ شاعری

۷۲۱ ہل اسٹریٹ، سویٹ نمبر ۱۱۱، سینٹا مونیکا، کیلیفورنیا ۹۰۴۰۵۔۴۴۲۵

فون/ فیکس نمبر: ۹۳۰۳۔۳۹۶ (۳۱۰)

ORGANISED BY: URDU MARKAZ INTERNATIONAL

721 HILL STREET, SUITE # 111

SANTA MONICA, CA 90405-4425, U.S.A.

PHONE/FAX: (310) 396-9303

حرفِ آغاز

نیر جہاں

ہر طلوع ہونے والے دن کے ماتھے پر تاریخ اور سال کا لیبل لگا ہوا ہوتا ہے۔ سوائے اذیت کے دنوں کے، جن کی شناخت صرف شدت سے ہی کی جاسکتی ہے۔ دنیا کی تاریخ کو بدلنے والا ایسا ہی ایک مہیب دن، گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء، کتنی نسلوں کے لئے اذیتوں کی فصلیں بو گیا ہے اس کا اندازہ ابھی نہیں لگایا جاسکتا۔ واقعات کی ایک زنجیر ہے جس میں مُلک و مِلت، نسل و رنگ، شہری اور غیر شہری کا لحاظ کئے بغیر بے گناہوں کو باندھا جارہا ہے۔ حقداروں کو غاصب قرار دیا جارہا ہے۔ انصاف کے نام پر کھُلم کھُلا بے انصافی ہو رہی ہے اور ساری دنیا دم سادھے دنیا کے سب سے بڑے bully کا ظلم اور بے انصافی نہایت خاموشی سے دیکھ رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ جھوٹ اگر بار بار بولا جائے تو وہ سچ کا روپ دھار لیتا ہے۔ سو، یہی ہو رہا ہے اور اس جھوٹ نما سچ کا نشانہ اور اس دھاندلی کی چکی میں پسنے والے صرف اور صرف مسلمان ہیں۔ اس لئے اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ ہم آپس کے جھگڑوں اور رنجشوں کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد کی قوت کا مظاہرہ کریں اور اپنی شناخت منوائیں۔

اردو مرکز انٹرنیشنل کا یہ مُجلّہ، جس کا موضوع "نعت کا سفر" ہے، اللہ اور اُس کے رسولؐ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ محض اپنی شناخت کو واضح اور مُسلّم کرنے کے لئے ہم نے نکالا ہے۔ ہر سال ہمارا سووینیر اشتہارات سے اپنا پورا خرچ نکالتا آرہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم اس کو فری تقسیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن اس سال مسئلہ یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ نعتوں کے لئے صفحات کی گنجائش نکالنے کے لئے ہمیں کم سے کم اشتہارات رکھنے پڑے۔ ایسی صورت میں فنانس کی اُلجھن کو دُور کرنے کے لئے اللہ نے ایک نیا راستہ کھول دیا۔ ڈاکٹر سہیل مسعود، کریسنٹ ہیلتھ کیئر، نے نہایت فراخ دلی اور ادب پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشاعرے کی اسپانسر شپ قبول فرمائی۔ اس کے لئے ادارہ اور خصوصی طور پر میں اُن کے انتہائی شکر گزار ہیں۔

جن حضرات نے اس سووینیر کی تکمیل میں ہماری رہنمائی اور مدد کی، اُن میں ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی نے خصوصی وقت نکال کر عربی نعتوں کے متن اور ترجمے پر توجہ فرمائی۔ جناب حمایت علی شاعر نے خصوصی رہنمائی فرمائی۔ محترمہ رشیدہ عیاں، نیو جرسی اور جناب سید ظفر عباس، لاس اینجلس نے اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود عربی و فارسی کی نعتوں کا ترجمہ کرنے کے لئے وقت نکالا۔ ادارہ اردو مرکز انٹرنیشنل ان شخصیات کا انتہائی ممنون ہے۔ ہم مسلم اسٹوڈینٹس ایسوسی ایشن، کیل پولی اور خصوصی طور پر عمرانہ احمد کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس مشاعرے کے لئے اپنی خدمات پیش کرکے ہمارے بوجھ کو ہلکا کیا۔

جناب ابوبکر وکیل، ڈاکٹر مظفر کرمانی، جناب جعفر نقوی، جناب شکیل صولت، جناب متین احمد اور بیگم رفعت احمد، ڈاکٹر رزاق احمد، ڈاکٹر شفیق احمد، جناب اشرف علی، جناب راشد صاحب (حبیب امریکن بینک)، جناب قاضی اسد اور ہمارے صدر، ڈاکٹر خالد احمد، نائب صدر ڈاکٹر شاہین اقبال اور دوسرے رفقائے کار، ان کے علاوہ امریکہ کے مختلف شہروں کی علیگڑھ المنائی ایسوسی ایشنز اور دیگر کوآرڈینیٹر خواتین و حضرات، ان سب کا میں خصوصی شکریہ ادا کر رہی ہوں جن کے دامے درمے سخنے تعاون سے ہم اپنے مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہوئے۔

یہ مُجلّہ آپ کے سامنے ہے۔ اس میں بہت سی خامیاں اور کمزوریاں بھی نظر آئیں گی، مثلاً کچھ معروف شعرا کا نعتیہ کلام شامل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باوجود کوشش کے ہمیں اُن کا نعتیہ کلام دستیاب نہیں ہوسکا۔ ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اپنے محدود وسائل کے ساتھ اردو کے علاوہ بھی بہت سی زبانوں اور اصناف شاعری میں نعتیہ کلام حاصل کرکے شائع کیا جائے۔ ہم کہاں تک اس کوشش میں کامیاب ہوئے ہیں، اس کا فیصلہ آپ کیجیے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری محنتوں کی کہانی اور محبتوں کی داستان کو دیکھ کر یا پڑھ کر ہمارے دوست خوش ہوں گے اور ہمیں ناپسند کرنے والوں کے تاثرات کچھ مختلف ہوں گے۔ خدا ہمارے دوستوں کو قائم و دائم رکھے اور جو بُرا وقت عالم اسلام پر آیا ہے اُسے ختم کرے اور فلاح و ترقی کے نئے دروازے کھولے۔ آمین!!!

سورۂ فلق پڑھتے ہوئے میں اپنے اداریے کو جناب پرویز جعفری کے اس شعر پر ختم کر رہی ہوں، کہ

ملا بھی وقت تو کس کس کو ہم منائیں گے
سُنا ہے شہر کا ہے شہر بدگماں ہم سے

آپ کی
نیر آپا

سرپرست

ڈاکٹر سہیل مسعود، کریسنٹ ہیلتھ کیئر
جناب نوشاد علی (ہندوستان)
ڈاکٹر مظفر کرمانی (لاس ویگاس)
جناب ابوبکر وکیل
ڈاکٹر شفیق احمد / محترمہ فہمیدہ احمد
ڈاکٹر متین احمد / محترمہ رفعت احمد
ڈاکٹر عبدالرزّاق احمد (بوسٹن)
ڈاکٹر مہر طباطبائی / جناب قیصر مدد
ڈاکٹر پروین احمد
جناب عارف احمد / محترمہ نجمہ احمد
محترم راشد صاحب (حبیب امریکن بنک)
ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی
ڈاکٹر خالد شیخ

جناب احمد ادایا / محترمہ امینہ ادایا
جناب سلام قریشی (سان فرانسسکو)
جناب صفی قریشی
جناب جعفر نقوی / محترمہ زہرا نقوی (نیوجرسی)
جناب قاضی اسد
جناب شکیل صولت / محترمہ طاہرہ صولت (فلوریڈا)
جناب احمد علی / محترمہ پروین علی
جناب انس احمد شاہ
ڈاکٹر مہر اقبال
ڈاکٹر جسبیر سنگھ مان
محترم شفیق خان (ولشائر بنک)
جناب محمد اقبال
ڈاکٹر فیروز کبن وار

بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر خالد احمد	صدر	کرشمہ شیخ	ڈائریکٹر ٹریول
ڈاکٹر شاہین اقبال	نائب صدر	صہبا عارف	ڈائریکٹر لیگل افیئرز
سید فضل الضیاء	ایگزیکٹیو ڈائریکٹر	اشرف ہاشمی	ڈائریکٹر میوزک
نیر جہاں	سیکریٹری جنرل	تابش خانزادہ	ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ
سید ذہانت حسین	ٹریژرار	رفعت احمد	ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ
برکات علوی	ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن	فرحانہ علوی	ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ
پرویز بدر	ڈائریکٹر طباعت واشاعت	نیر عالم	ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ

نمائندہ خصوصی

برائے یورپ: بانو ارشد، لندن

برائے پاکستان: اظہر جاوید (لاہور)، احمد ہمیش (کراچی) اور برائے ہندوستان: موج رامپوری

معاونین

عمرانہ احمد، صائمہ اختر، عمر اختر، مجید شیخ، روبینہ صدیقی، راحیلہ، صمد شیخ

ایڈیٹر: سید ذہانت حسین

معاون ایڈیٹر: نیر جہاں، برکات علوی، سید فضل الضیا

سرورق: عامر ملک، گرافک انجینیر

ساؤنڈ سسٹم و آڈیوگرافی: سید اشرف علی شاہ

وڈیوگرافی اور ایڈیٹنگ: خالد ارائیں

طباعت واشاعت: پی، ایچ پرنٹنگ پریس، لاس اینجلس (کیلیفورنیا)، فون نمبر 558-4560 (310)

خصوصی شکریہ: ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی، سید اشرف علی شاہ، عمرانہ احمد، MSA, Calpoly, Pomona اور سید ظفر عباس، اردو ٹائمز

احمد ادایا اردو انٹرنیشنل ایوارڈ

سال ۱۹۸۹ سے اردو مرکز انٹرنیشنل، لاس اینجلس نے ہندوستان، پاکستان سے باہر دنیا کے دوسرے ممالک میں اردو کی ترویج و ترقی کے عمل کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر بہترین شعری ادب کی تخلیق پر جو اردو انٹرنیشنل ایوارڈ دینا شروع کیا تھا، خدا کے فضل و کرم، ہمارے سرپرستوں، معاونین کی مدد اور دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہمارے معزز و محترم ججوں کے تعاون سے ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اب سولہواں (۱۶) سال مکمل کر رہا ہے۔ پچھلے پندرہ سال میں جن شعراء اور ادیبوں کی تخلیقات پر ایوارڈ دیا گیا، اُن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) سال ۱۹۸۸ کا انعام سال ۱۹۸۹ میں جناب باقر نقوی، لندن۔ شعری تخلیق "تازہ ہوا"

(۲) سال ۱۹۸۹ کا انعام سال ۱۹۹۰ میں جناب جمیل احسن، سوئیڈن۔ شعری تخلیق "لفظ پَر رکھتے ہیں"

(۳) سال ۱۹۹۰ کا انعام سال ۱۹۹۱ میں جناب عابد جعفری، کینیڈا۔ شعری تخلیق "سپنے جاگتی آنکھوں کے"

(۴) سال ۱۹۹۱ کا انعام سال ۱۹۹۲ میں جناب فرحت شہزاد، امریکہ۔ شعری تخلیق "مت سوچا کر"

(۵) سال ۱۹۹۲ کا انعام سال ۱۹۹۳ میں ڈاکٹر صفی حسن، برمنگھم، برطانیہ۔ شعری تخلیق "کچی نیند کے گہرے خواب"

(۶) سال ۱۹۹۳ کا انعام سال ۱۹۹۴ میں جناب اکبر حیدرآبادی، آکسفورڈ، برطانیہ۔ شعری تخلیق "ذرّوں سے ستاروں تک"

(۷) سال ۱۹۹۴ کا انعام سال ۱۹۹۵ میں محترمہ نسیم سید، کینیڈا۔ شعری تخلیق "آدھی گواہی"

(۸) سال ۱۹۹۵ کا انعام سال ۱۹۹۶ میں ڈاکٹر صباحت عاصم، لیڈز، برطانیہ۔ شعری تخلیق "آگ کی صلیب"

(۹) سال ۱۹۹۶ کا انعام سال ۱۹۹۷ میں جناب باقر زیدی، میری لینڈ، امریکہ۔ شعری تخلیق "لذّتِ گفتار"

(۱۰) سال ۱۹۹۷ کا انعام سال ۱۹۹۸ میں جناب عبدالرحمان صدیقی، لاس اینجلس، امریکہ۔ شعری تخلیق "نغمۂ زنجیر"

(۱۱) سال ۱۹۹۷/۱۹۹۸ کا انعام سال ۱۹۹۹ میں پہلی مرتبہ نثری تخلیق پر محترمہ نعیمہ ضیاء الدین، جرمنی، افسانوی مجموعہ "منفرد"

(۱۲) سال ۱۹۹۸/۱۹۹۹ کا انعام سال ۲۰۰۰ میں ڈاکٹر ستیہ پال آنند، کولمبیا یونیورسٹی، واشنگٹن ڈی سی۔ شعری تخلیق "مستقبل آ مجھ سے مل"

(۱۳) سال ۱۹۹۹/۲۰۰۰ کا انعام، سال ۲۰۰۱ میں ڈاکٹر محمد مظفر الدین فاروقی، شکاگو، امریکہ۔ افسانوی مجموعہ "تین مُلک ایک کہانی"

(۱۴) سال ۲۰۰۰/۲۰۰۱ کا انعام، سال ۲۰۰۲ میں محترمہ سکینہ ساجد چھباں، کیرلٹن، ٹیکساس، امریکہ۔ شعری تخلیق "خودشکنی"

(۱۵) سال ۲۰۰۱/۲۰۰۲ کا انعام، سال ۲۰۰۳ میں جناب مقصود الٰہی شیخ، بریڈفورڈ، انگلینڈ (برطانیہ)۔ نثری تخلیق "مَن دَرپَن"

ایوارڈ کا فیصلہ انٹرنیشنل ججوں کا ایک پینل کرتا ہے۔ جج مختلف ملکوں میں موجود دانشوروں میں سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ انعامی فیصلے میں اردو مرکز کے کسی فرد کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ ججوں کی رائے نہایت آزاد اور غیر جانبدارانہ ہوتی ہے۔ کوشش یہی کی جاتی ہے کہ ایوارڈ کا فیصلہ انتہائی ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔ صفر سے دس کے سکیل پر ہر کتاب کو مختلف موضوعات کے اعتبار سے نمبر دیئے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والی کتاب کو ایوارڈ کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

سال ۱۹۹۸ سے شیلڈ کے علاوہ لاس اینجلس کی مقتدر اور اردو دوست شخصیت جناب احمد ادایا صاحب کی طرف سے پانچ ہزار ڈالر نقد بھی دیئے جارہے ہیں اور ایوارڈ کا نام "احمد ادایا اردو انٹرنیشنل ایوارڈ" ہوگیا ہے۔

سال ۲۰۰۲ اور ۲۰۰۳ میں چھپی ہوئی جو شعری تخلیقات موصول ہوئیں، اُن میں سے ججوں کے متفقہ فیصلے کے مطابق جناب عرفان دانش سکندری، ٹرینٹن، نیوجرسی (امریکہ) کو اُن کی شعری تخلیق "رقصِ غبار" پر اس سال ۲۵ ستمبر کو لاس اینجلس میں منعقد ہونے والے سالانہ انٹرنیشنل مشاعرے میں احمد ادایا اردو انٹرنیشنل ایوارڈ (شیلڈ اور پانچ ہزار ڈالر نقد) پیش کیا جائے گا۔ جناب عرفان دانش کا مختصر تعارف، عکسِ تحریر اور منتخب کلام اگلے صفحات میں پیش کیا جارہا ہے:۔

IRFAN DANISH SIKANDRI

اصل نام: عرفان شاہ خاں   والد: حسن شاہ خاں (فیض سکندری مرحوم)

پیدائش ۳؍اگست ۱۹۴۳ء، رام پور، یو پی (انڈیا)   آغاز شاعری: ۱۹۴۹ء

تعلیم: ایم۔اے (انگریزی ادب)۔ پی۔سی۔ایس   تصنیف: رقصِ غبار

Address:

1737 South Olden Avenue,TRENTON, NJ 08610 (USA)

Phone: (609) 581-2418

تعارفی حوالہ

"عرفان دانش سکندری حرف ولفظ کے پرانے پارکھ ہیں۔ وہ اپنی تخلیقی سوچ کو بہ آسانی اس طرح حرف ولفظ میں سمو دیتے ہیں کہ شعری صورت گری سب کچھ ان کے مزاج کا حصہ بن جاتا ہے۔ خیال ،لفظ جگمگ اٹھتے ہیں۔ شعر کہنا آسان ہے، شعر تخلیق کرنا مشکل ہے۔ عرفان صاحب یہ مشکل کام اس لئے بھی کر لیتے ہیں کہ وہ شعری تہذیب سے آشنا ہیں۔ اس آشنائی میں اس روایت کا اہم کردار ہے جو نئی نسل کو کم کم نصیب ہے۔ ترقی پسندوں کے ہاں ایسی روایت کی بو باس موجود تھی لیکن جدیدیوں نے اسے کارِ فضول سمجھا۔ عرفان دانش کی فنی بصیرت بہت روشن ہے۔ اُن کی شاعری میں زندگی کو اپنے طور پر دیکھنے کا حوصلہ موجود ہے۔ وہ شعر محض کے قائل نہیں۔ اُن کے اپنے تجربوں اور مشاہدوں کی لویں اُن کی شاعری میں شمع رنگ ہیں۔ صرف ہجرت اُن کا موضوع نہیں، صرف نیا کچھ اُن کا موضوع نہیں۔ اُن کی ذات کے جہات ہیں تو مجموعی عالمی ذہنی گونج بھی ہے، حال کے واقعات وسانحات ہیں تو مستقبل کے اندیشے بھی۔ ایک دوسری خصوصیت عرفان صاحب کے ہاں اور بھی نمایاں ہے۔ وہ نئی نئی شعری زمینیں تراشتا اور معنی آفرینی پیدا کرتا۔ انہوں نے اپنی شاعری میں جو موسیقی تخلیق کی ہے وہ حواس میں جذب ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ان کے مزاج میں تغیر و تبدل ہے، بے چینی ہے، اضطراب ہے۔ وہ ہر لمحہ تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ ان کے ہاں احتجاج ہے لیکن تہذیب میں، شائستگی میں، بغیر کسی شور کے۔"

افتخار امام صدیقی

مدیر ادبی ماہنامہ "شاعر" ممبئی

"برادر صدیق زیدی نے چلتے چلتے ایک اچھا کام یہ کیا کہ مجھ سے ایک اچھے شاعر کو متعارف کرا دیا۔ عرفان دانش کا مسودہ "رقصِ غبار" میں نے دورانِ سفر پڑھا، مگر یہ مجموعہ مجھے اپنے ساتھ لے کر بیٹھ گیا، میری خلوتوں کا رفیق بن گیا اور اس نے مجھے اس احساس میں مبتلا کر دیا کہ میں اب تک اس شاعر سے کیوں واقف نہ ہو سکا۔ میں گذشتہ بیس برسوں میں کتنی بار امریکہ آیا گیا ہوں مگر کسی مشاعرے میں اس شاعر سے ملاقات نہیں ہوئی۔

عرفان دانش زیادہ تر غزل کہتے ہیں۔ غزل مختصر ترین صنفِ سخن ہونے کے باوجود اردو کی سب سے بڑی صنفِ سخن ہے۔ اس صنف میں شعر کہنا اور اپنی انفرادیت قائم رکھنا، غیر معمولی تخلیقی صلاحیت ہی سے ممکن ہے۔ جو شاعر غزل کی لسانی تہذیب سے آشنا ہوتے ہیں اور جدت پسند بھی وہی غزل میں کوئی کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ عرفان دانش کی غزل ان کی تہذیب آشنائی کی خوبصورت مثال پیش کرتی ہے۔ عرفان دانش کے بعض خیالات سے اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے مگر مجموعی طور پر ان کی فکر ترقی پسندانہ ہے۔ وہ زندگی کا حسن بھی دیکھتے ہیں اور اسکی بدصورتی بھی۔ گرد و پیش کے مسائل سے بھی آگاہ ہیں اور ان سے نبرد آزما بھی۔ انسان کی اجتماعی طاقت بھی جانتے ہیں اور انفرادی مجبوریاں بھی جو اسے کمزور بنا دیتی ہیں۔ یہ موضوع ان کی شعری فکر کا محور رہتا ہے۔۔۔!"

حمایت علی شاعر



عرفان دانش سکندری

بہترین شاعر سال ۲۰۰۲ء/۲۰۰۳ء

احمد آباد اردو انٹرنیشنل ایوارڈ یافتہ ۲۰۰۳ء

عکسِ تحریر

نعتِ سرورِ کائنات

وہ بوسیدہ کملی، وہ ٹوٹی چٹائی
مگر سارے عالم پہ فرماں روائی!

خدا تھا، مگر تھی کہاں یہ خدائی
کہ بعد از خدا ہے فقط مصطفائی

خدا کی قسم اور کچھ بھی نہیں ہے
ہے عالم محمدؐ کے جلوہ نما کے

وہ رحمٰن، تم رحمۃ اللعالمیں ہو
تمہارا خدا ہے، تمہاری خدائی

خطاؤں کے بدلے، دعاؤں کے تحفے
زہے شانِ رحمت، زہے مصطفائی

تمہارا توسّل، تمہارا ہی صدقہ
یہ تحریر، کاغذ، قلم، روشنائی

محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ
وظیفہ برائے دلوں کی صفائی۔

نظر اک دانش پہ بھی میرے آقا
بہت ہو چکی اب مری جگ ہنسائی

(عرفان دانش سکندری)

عرفان دانش سکندری

حمدِ قادرِ مطلق

دریدہ لاکھ سہی اُس کے رُو برُو کردے
نہ جانے کب ترے دامن کو وہ رفو کردے

بعید کچھ بھی نہیں ہے، وہ جب جہاں چاہے
گُناہ گار، محبت کو سُرخ رُو کردے

جو خاکِ زار کو چھو جائے موجۂ باراں
تو ذرہ ذرہ کو شائستۂ نمو کردے

گُلِ اُمید کھلائے تو دشتِ حسرت میں
قدم قدم پہ وہ تزئین رنگ و بُو کردے

کہیں وہ پیاس کو سرشارِ جستجو رکھے
کہیں چٹان سے پیدا وہ آبجو کردے

زباں پہ حرفِ دعا رکھ، یہ عین ممکن ہے
تُو لب ہلائے وہ تکمیلِ آرزو کردے

....

خالقِ قرطاس وقلم!

قلم، کاغذ کہ گویائی، بجز تیری عطا کیا ہے
یہ حرف و لفظ کی ترتیب تیری ہے، مرا کیا ہے

غزل

رفتہ رفتہ رقص ہوا کا ختم ہُوا
ناچ رہا تھا ایک بگولا ختم ہُوا

لافانی تھا، لافانی ہے، نام خدا
وہ جو تھا اک شخص خدا سا ختم ہُوا

سونے چاندی کی پریاں معدوم ہوئیں
ایک طلسمِ ہوش رُبا تھا ختم ہُوا

آنکھ پہ جتنے سحر بندھے تھے، ٹوٹ گئے
چشم زدن میں کھیل تماشا ختم ہُوا

ڈوب گیا درویش کی چھوٹی چھاگل میں
اپنے ظرف سے بڑھتا دریا ختم ہُوا

طفل و جواں سردار کی ضد میں جاں سے گئے
ایک انا پر، ایک قبیلہ ختم ہُوا

یہ مٹھی بھر خاک تو واپس ہونی تھی
آج زمیں کا ایک تقاضہ ختم ہُوا

قاضی شفیع محمد، فخرِ اردو انٹرنیشنل ایوارڈ

"قاضی شفیع محمد فخرِ اردو انٹرنیشنل ایوارڈ" جس میں ایک شیلڈ کے ساتھ ایک ہزار ڈالر ($1,000.00) نقد دیئے جاتے ہیں، ۲۰۰۲ء سے شروع ہوا ہے۔ اس کی پیشکش لاس اینجلس کے باذوق اور اردو دوست جناب قاضی اسد کی طرف سے ہوئی ہے۔

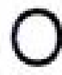
یہ ایوارڈ ہر سال پوری اردو دنیا میں سے کسی ایسی شخصیت کی خدمات کو سراہنے کے سلسلے میں دیا جاتا ہے، جس نے اردو کی خدمت بڑے خلوص اور نیک نیتی سے کی ہو۔ اس میں کسی ملک، طبقے یا رنگ کی تخصیص نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی طرفداری، جانب داری یا ذاتی تعلق یا رشتے کو دخل ہوتا ہے۔ اردو مرکز انٹرنیشنل سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص اس ایوارڈ کے لئے منتخب نہیں ہوسکتا۔ ایوارڈ کا فیصلہ اردو مرکز انٹرنیشنل کی انتظامیہ، اراکین اور کچھ دانشوروں کی کثرت رائے سے ہوتا ہے۔

اب تک درج ذیل دانشوروں کو ایوارڈ پیش کیا گیا ہے:۔

(۱) سال ۲۰۰۲ء میں جناب حمایت علی شاعر (پاکستان)

(۲) سال ۲۰۰۳ء میں جناب کلیم عاجز (ہندوستان)

اس سال کے ایوارڈ کے سلسلے میں ڈاکٹر سید تقی عابدی (کینیڈا) کا انتخاب ہوا ہے۔ قاضی شفیع محمد فخرِ اردو انٹرنیشنل ایوارڈ (شیلڈ اور ایک ہزار ڈالر نقد) ۲۵ ستمبر ۲۰۰۴ء کو لاس اینجلس میں منعقد ہونے والے اردو مرکز انٹرنیشنل کے سالانہ مشاعرے میں شایانِ شان طریقے پر ڈاکٹر سید تقی عابدی کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔



ڈاکٹر سید تقی عابدی

(ایک مختصر جائزہ)

خاندانی نام: سید تقی حسن عابدی — **ادبی نام:** تقی عابدی

والد کا نام: سید سبطِ نبی عابدی منصف (مرحوم) — **والدہ کا نام:** سنجیدہ بیگم (مرحومہ)

پیدائش: یکم مارچ ۱۹۵۲ء، دہلی، (انڈیا)

تعلیم: ایم بی بی ایس (حیدرآباد)، ایم ایس (برطانیہ)، ایف سی اے پی (امریکہ)، ایف آر سی پی (کینیڈا)

پیشہ: طبابت

ذوق: شاعری اور ادبی تحقیق

شوق: مطالعہ اور تصنیف

تصانیف: شہید۔ گلشنِ رویا۔ جوشِ مودت۔ رموزِ شاعری۔ انشاء اللہ خان۔ اقبال کے عرفانی زاویے
عروسِ سخن۔ تجزیہ یادگارِ انیس۔ طالعِ مہر۔ مجتہدِ نظم مرزا دبیر۔ سلکِ سلام دبیر۔ اظہارِ حق

زیرِ تالیف: تجزیہ شاہکارِ اقبال۔ ذکرِ دُرباران۔ فانی شناسی۔ رباعیاتِ دبیر۔ بیاضِ منتخب اشعار

ڈاکٹر تقی عابدی کا شمار محقق کے اُن چند دانشوروں میں ہوتا ہے جن کے پاس کہنے کو بھی بہت کچھ ہے اور جو بہت کچھ کرنا بھی جانتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی کاوشوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تمام تر توانائیوں کو اردو ادب کے کسی ایک گوشے میں محدود نہیں کیا بلکہ وہ ہر لمحہ ہر گام اردو کے گیسوئے پریشان کو سنوارنے میں لگے ہوئے ہیں۔ نظم ہو یا نثر مرثیہ ہو یا منقبت، تحقیق ہو یا تجزیہ، مقالہ نگاری ہو یا تذکرہ، تقی عابدی کی خدمات، ہمہ وقت کاوشیں اور تخلیقات اردو ادب کا بیش قیمت اور عظیم سرمایہ ہیں۔ آنے والی نسلوں کے لئے وہ [illegible] ہیں۔ اُن کا کچھ منتخب کلام اور عکسِ تحریر ملاحظہ فرمایئے:۔

سُنا دو

طارق کی طرح کشتیاں ساحل پہ جلادو
طوفان کے سینے پہ سفینے کو بہادو

بھٹکے ہوئے منزل پہ پہونچ جائیں گے خود ہی
رستوں سے اگر راہ نماؤں کو ہٹادو

تخلیق کرو اپنی نگاہوں سے ستارے
بجھتے ہوئے دیرینہ ستاروں کو بجھادو

جو فرق ہے مُلّا سے مجاہد کی اذاں کا
اُس فرق کی تقدیس زمانے کو دکھادو

لوگوں میں فقط عیب نظر آتے ہوں جس کو
اُس کو بھی کبھی آئینہ خانے میں بٹھادو

اربابِ حکومت سے کبھی خوف نہ کھانا
مٹی کے کھلونے ہیں یہ، مٹی میں ملادو

دُھندلانے لگی انجمنِ حرف و حکایت
پھر علم کے خاموش چراغوں کو جلادو

خود روشنی پھیلے گی محبت کی زمیں پر
جو تم سے جفا کرتا ہے تم اُس کو دعادو

جو بات تقی عرش نشینوں سے سُنی ہے
آؤ، اُسی آواز میں آواز مِلادو

ڈاکٹر تقی عابدی



عکسِ تحریر

غزل

ساحل پہ کھڑے ہو کے تماشا نہیں کرتے
ہم محرومیِ کشتی کا نظارا نہیں کرتے

طوفاں سے لڑا دیتے ہیں جو اپنا سفینہ
ساحل کو بھی اپنا نظارا نہیں کرتے

تم دھوپ کے صحرا میں کسے ڈھونڈ رہے ہو
یہ جھاڑ ہیں کانٹوں کے جو سایا نہیں کرتے

اب پاس مرے کچھ بھی نہیں ہے جو لٹا دوں
ہم دوستی اے دوست دوبارا نہیں کرتے

خوشبو ہے تری یاد کی ہر وقت مرے ساتھ
اک پھول کی خوشبو پہ گزارا نہیں کرتے

ہر گوشۂ دل میں تری تصویر لگی ہے
ہم نقش کوئی اور ابھارا نہیں کرتے

جو لوگ تقی عشق کی عظمت کے ہیں قائل
وہ حسن کو پردوں میں گوارا نہیں کرتے

۱۵ اگست ۲۰۰۴ء

نعتِ رسولؐ کریم

دیکھا ہی نہیں ایسا کبھی چرخِ کہن، پھول
ہیں گلشنِ کونین کے سلطانؐ زمن پھول

لب پھول، زباں پھول ہیں رخسار و دہن پھول
گلدستے کا کس طرح سے ہو سارا بدن پھول

ہے نعت کے گلزار کا ہر برگِ چمن پھول
ہر حرف ہے گُل برگ، ہر اک لفظِ سخن پھول

خوشبو کی مہک کیوں نہ رہے راہ گزر میں
تھا سرورِؐ ذیشان کا نورانی بدن پھول

جس رستے سے گزرے ہیں شہنشاہؐ دو عالم
وہ رستہ بنا صحنِ چمن اور یہ چمن پھول

گلدستۂ اسلام تھا احمدؐ کا گھرانہ
تھے ہوئے جس میں تھے حسینؑ اور حسنؑ پھول

ہو رحمتِ آقاؐ کا اگر ذکر خزاں میں
ہوجائیں گے سب دشت و بیابان زمن پھول

اِس واسطے ہی مُنہ سے جھڑتے پھول ہمیشہ
تھے احمدؐ مختار کے لب اور دہن پھول

ہو دفن تقی کوئی بھی خضرا کے چمن میں
بن جاتا ہے اُس بُلبُلِ شیدا کا کفن پھول

حضرت ابوطالبؓ

(وفات ۳ ؁ قبل از ہجرت)

سرورِ کائنات ؐ کے چچا تھے جنہوں نے آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کی وفات کے بعد آپؐ کی پرورش کی۔

منظوم ترجمہ: عبدالعزیز خالد

وَاللّٰہِ لَن یَّصِلُوا اِلَیكَ بِجَمعِهِمْ
خدا کی قسم! لاؤ لشکر کے ساتھ اپنے تجھ تک
نہ وہ پا سکیں گے رسائی

حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِینَا
کہ جب تک سہارے سے مٹی میں مجھ کو لٹا کر
نہ دفنا دیا جائے
یعنی میں اس دارِ فانی سے ہو جاؤں رخصت
حصارِ عناصر سے مل جائے مجھ کو رہائی

فَاصدَع بِاَمرِكَ مَاعَلَیكَ غَضَاضَةٌ
کوئی تجھ پہ بندش نہیں
جمع خاطر سے تو کام اپنے کیے جا

وَابشِر وَقَرَّ بِذَاكَ مِنكَ عُیُونَا
اور اس کام سے جو ترا مقصدِ زندگی ہے
سکون اپنی آنکھوں کو پہنچا

وَدَعَوتَنِی وَزَعَمتَ اَنَّكَ نَاصِحِی
مری خیر خواہی کے پیشِ نظر دی مجھے تو نے دعوت

وَلَقَد صَدَقتَ وَكُنتَ ثَمَّ اَمِینَا
جو تو نے کہا سچ کہا اور پھر تو تو اول سے مردِ امیں ہے

وَعَرَضتَ دِینًا لَا مَحَالَةَ اِنَّهٗ
کیا دین وہ پیش تو نے ہے بے شک

مِن خَیرِ اَدیَانِ البَرِیَّةِ دِینَا
جو دنیا کے سارے ہی دینوں سے بہتر۔

حضرت امیر حمزہؓ

(شہید ۳ھ)

منظوم ترجمہ: عبدالعزیز خالد

حَمِدتُ اللّٰهَ حِینَ هَدٰی فُؤَادِی
حمد کی میں نے خدا کی اور ادا شکر و سپاس اُس کا کیا
میرے دل کو جس گھڑی توفیق کی اُس نے عطا

اِلَی الاِسلَامِ وَالدِّینِ الحَنِیفِ
اسلام و دینِ سر بلند و پاک کی

لِدِینٍ جَاءَ مِن رَّبٍّ عَزِیزٍ
دین، جو منجانب ربِّ عزیز آیا ہے

خَبِیرٍ بِالعِبَادِ بِهِم لَطِیفٍ
وہ رب، سب خبر ہے جس کو بندوں کی
اور اُن کے حال پہ ہے مہرباں

اِذَا تُلِیَت رَسَائِلُهٗ عَلَینَا
جب تلاوت ہو ہمارے سامنے اُس کے رسالوں کی

تَحَدَّرُ دَمعُ ذِی اللُّبِّ الحَصِیفِ
تو آنسو ہوں رواں بے ساختہ ہر اہلِ عقل و فہم کے

رَسَائِلُ جَآءَ اَحمَدُ مِن هُدَاهَا
وہ رسالے لے کے آیا ہے جنہیں احمدؐ

بِاٰیَاتٍ مُّبَیِّنَةِ الحُرُوفِ
ہیں جن میں صاف و روشن حرفوں والی آیتیں

وَاَحمَدُ مُصطَفًی فِینَا مُطَاعًا
اور احمدؐ ہم میں ہیں، وہ ہیں مطاع و مصطفیٰ

فَلَا تَغشَوهُ بِالقَولِ العَنِیفِ
نا ملائم لفظ ہرگز بھی کبھی کہنا نہ اُن کے سامنے

فَلَا وَاللّٰهِ لَا نُسلِمُ لِقَومٍ
ہم کبھی دیں گے نہ ایسی قوم کے قبضے میں اُن کو

وَلَمَّا نَقضِ فِیهِم بِالسُّیُوفِ
جن کے بارے میں ابھی تک فیصلہ اپنی تلواروں سے کرتے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ

(وفات ٦٨ھ)

عہدِ نبویؐ کے ممتاز شعراء میں تھے۔ خود سرورِ کائنات ؐ کو اپنے چچا ابو طالبؓ کے بعد ان کا ہی کلام بہت زیادہ پسند تھا۔

اَغَرُّ عَلَیهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ
یہ وہ ہیں جن پر مہرِ نبوت چمک رہی ہے

مِنَ اللّٰهِ مَشهُودٌ یَلُوحُ وَیَشهَدُ
اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی جاتی ہے

وَضَمَّ الاِلٰهُ اسمَ النَّبِیِّ اِلَی اسمِهٖ
اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے

اِذَا قَالَ فِی الخَمسِ المُؤَذِّنُ اَشهَدُ
جب کہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے

فَاَمسٰی سِرَاجًا مُّستَنِیرًا وَّهَادِیًا
یہ نبیؐ آئے اور روشنی والے چراغ اور رہنما ہو گئے

یَلُوحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِیلُ المُهَنَّدُ
وہ اس طرح چمکے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکے

وَاَنذَرَنَا نَارًا وَّبَشَّرَ جَنَّةً
اور انہوں نے آگ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی

وَعَلَّمَنَا الاِسلَامَ فَاللّٰهَ نَحمَدُ
اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی، ہم اللہ کے شکر گزار ہیں

وَاَنتَ اِلٰهُ الخَلقِ رَبِّی وَخَالِقِی
اے اللہ! تو دنیا کا معبود ہے، میرا رب اور خالق ہے

بِذٰلِكَ مَا عَمَّرتُ فِی النَّاسِ اَشهَدُ
جب تک میں زندہ رہوں گا، اسکی شہادت دیتا رہوں گا

تَعَالَیتَ رَبَّ النَّاسِ عَن قَولِ مَن دَعَا
اے سارے انسانوں کے پروردگار! تو اُن کے اقوال سے بلند

سِوَاكَ اِلٰهًا اَنتَ اَعلٰی وَاَمجَدُ
اعلیٰ اور برتر ہے، جو تیرے سوا اور کسی کو معبود بنائیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ

(وفات: ۱۳ ھ)

يَا عَيْنُ فَابْكِي وَلَا تَسْأَمِي
اے آنکھ! تُو خوب رو اور نہ تھک
وَحَقَّ الْبُكَاءُ عَلَى السَّيِّدِ
قسم ہے سرورِ عالمؐ پر رونے کے حق کی

عَلَى خَيْرِ خِنْدِفَ عِنْدَ الْبَلَا
خِندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا
ءِ أَمْسَى يُغَيَّبُ فِي الْمُلْحَدِ
جو مصیبت میں شام کو قبر میں چھپا دیا گیا

فَصَلَّى الْمَلِيكُ وَلِيُّ الْعِبَا
مالک الملک، بادشاہِ عالم، بندوں کے والی
دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلَى أَحْمَدِ
اور پروردگار نے احمدِ مجتبیٰؐ پر درود بھیجا

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ
اب کیسی زندگی جب محبوب ہی نہیں رہا
وَزَيْنِ الْمَعَاشِرِ فِي الْمَشْهَدِ
اور وہ نہ رہا جو زینتِ محفل تھا

فَلَيْتَ الْمَمَاتُ لَنَا كُلِّنَا
کاش! ہم سب کی ایک ساتھ موت ہوتی
فَكُنَّا جَمِيعاً مَعَ الْمُهْتَدِ
آخر ہم سب اس ہدایت یافتہ کے ساتھ ہی تھے

OOOOO

مسعودؔ عظیم آبادی

اندھیرا چار سو تھا جب اُفق پر علم و دانش کے
وہ محبوبِ خدا لے کر چراغ علم و فن آئے

حضرت عمر فاروقؓ

(شہید: ۲۳ ھ)

منظوم ترجمہ: عبدالعزیز خالد

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَظْهَرَ دِينَهُ
کیا تُو نے دیکھا نہیں اللہ نے اپنے دین کو
عَلَى كُلِّ دِينٍ قَبْلَ ذَلِكَ حَائِدِ
غلبہ ہر اُس دین پر بخشا جو پہلے سے مُروّج تھا
مگر ہو چکا تھا راستی سے مُنحرف
وَأَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا
اور اللہ نے حضورِ پاکؐ سے کر دیا محروم اہلِ مکہ کو
تَدَاعَوْا إِلَى أَمْرٍ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدِ
جب خیالِ فاسد آیا قتلِ پیغمبرؐ پہ بدبختیوں نے ایکا کر لیا
غَدَاةَ أَجَالَ الْخَيْلَ فِي عَرَصَاتِهَا
اور پھر اُس صبح جب آپؐ نے میدانوں میں گھوڑے
مُسَوَّمَةً بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدِ
دوڑا دیے نشان زدہ، زبیر و خالد کے درمیان
فَأَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ
نُصرتِ نبی سے پس پایا رسول اللہ نے غلبہ
وَأَمْسَى عِدَاهُ مِنْ قَتِيلٍ وَشَارِدِ
عدو تلوار کے گھاٹ اُترے یا نوکِ دُم فرار ہوئے

OOOOO

حضرت عثمان غنیؓ

(شہید: ۳۵ ھ)

منظوم ترجمہ: رشیدہ عیاںؔ، امریکہ

فَيَا عَيْنِي ابْكِي وَلَا تَسْأَمِي
اے مری آنکھ بہا اشک، نہ تھک رونے سے
وَحَقَّ الْبُكَاءُ عَلَى السَّيِّدِ
اپنے سردار پہ لازم ہے بہانا آنسو

حضرت عائشہ صدیقہؓ

منظوم ترجمہ: رشیدہ عیاںؔ، امریکہ

مَتَى يَبْدُ فِي الدَّاجِي الْبَهِيمِ جَبِينُهُ
شبِ تاریک میں محبوبِ خدا کی چتون
يَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ
یوں چمکتی ہے کہ جیسے کوئی روشن ہو چراغ
فَمَنْ كَانَ أَوْ مَنْ قَدْ يَكُونُ كَأَحْمَدَ
احمدِ مجتبیٰؐ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا حق کا نظام قائم
نِظَامٌ لِحَقٍّ أَوْ نَكَالٌ لِمُلْحِدِ
کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

OOOOO

حضرتِ فاطمہ زہراؓ

(وفات: ۱۱ ھ)

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدَ
جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمدِ مجتبیٰؐ سونگھ لی
أَلَّا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا
حضورؐ کی جدائی میں وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر
صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا
یہ مصیبتیں دنوں پر ٹوٹتیں تو وہ راتوں میں بدل جاتے
وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيبَةٌ
اور زمین نبیؐ کے بعد مُبتلائے درد ہے
أَسَفاً عَلَيْهِ كَثِيرَةُ الْأَحْزَانِ
وہ سراپا اُن کے غم میں ڈوبی ہوئی ہے
يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكَ صِنْوُهُ
اے آخری رسولؐ آپ برکت و سعادت کا جوئے فیض ہیں
صَلَّى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْآنِ
آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے

ابوالقاسم حسن فردوسی

(وفات: ۴۱۱ھ)

بگفتار پیغمبرت راہ جوی
دل از تیرگیہا بدیں آب شوی

ترا دین و دانش رہاند درست
رہِ رستگاری بباید بجست

چہ گفت آں خداوند تنزیل و وحی
خداوندِ امر و خداوندِ نہی

کہ خورشید بعد از رسولاں مہ
نتابید بر کس ز بوبکرؓ بہ

عمرؓ کرد اسلام را آشکار
بیاراست گیتی چو باغ بہار

پس از ہر دو آں بود عثمانؓ گزیں
خداوند شرم و خداوندِ دیں

چہارم علیؓ بود جفت بتولؓ
کہ او را بخوبی ستاید رسولؐ

کہ من شہرِ علم و علیؓ ام در ست
درست ایں سخن گفتِ پیغمبرؐ است

گواہی دہم کایں سخن رازِ اوست
تو گوئی دو گوشم بر آوازِ اوست

بداں باش کو گفت زو بر مگرد
چو گفتار و رایت نیارو بدرد

علیؓ را چنیں گفت و دیگر ہمیں
کز ایشاں قوی شد بہر گونہ دیں

نبیؐ آفتاب و صحابہؓ چو ماہ
بہم نسبتے یک دگر راست راہ

عمر خیّام

(وفات: ۵۱۷ھ)

منظوم ترجمہ: آغا شاعر قزلباش دہلوی

ساقی قدحے! کہ ہست عالم ظلمات
جز روئے تو نیست در جہاں آبِ حیات
از جان و جہان و ہر چہ در عالم ہست
مقصود توئی و بر محمدؐ صلوات

لا ساقیا ساغر! یہ جہاں ہے ظلمات
جز چہرۂ پُر نور، کہاں آبِ حیات
یہ جان و جہان، اور جہاں کا سب کچھ
مقصود۔ تو ہی ہے، بر محمدؐ صلوات

آہے۔ اب اُس شرابِ مصطفیٰؐ اُس طیب و طاہر زلال کی بھی چسکی لگالیجیے جسے خیّام رات دن پیتا تھا۔ آگے ہاتھوں اُس کے محبوب ساقی کی بھی زیارت کر لیجیے، بشرطیکہ آپ کی روزی آنکھیں اُسے دیکھ سکیں۔

اے دل اے معشوق مکن در باقی
سالوس رہا کن و مکن زراقی
گر پیرِ واحمدیؐ۔ خوری جامِ شراب
زاں حوض کہ مرتضاش باشد ساقی

سبحان اللہ! اس سے زیادہ صاف و پاک عقیدہ اور کیا ہو سکتا ہے جو سقاھم ربہ تک پہنچا دے۔ اگر اب بھی خیّام دہریہ، بے دین اور لامذہب ہستی تھا تو میں ہزار قربان ہوں اُس لادینی پر۔

عاجز و کم ترین: آغا شاعر قزلباش دہلوی

محی الدین عبدالقادر جیلانی

(الغوث الاعظم)

(وفات: ۵۶۱ھ)

غلامِ حلقہ بگوشِ رسولؐ ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم

کفایت است زروحِ رسولؐ اولادش
ہمیشہ وردِ زباں جملۂ مہماتم

زغیرِ آلِ نبیؐ حاجتے اگر طلبم
روا مدار یکے از ہزار حاجاتم

دلم زِ عشقِ محمدؐ پُر است و آلِ مجید
گواہ حالِ مَن است ایں ہمہ حکایاتم

چو ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوی صلوات از جمیعِ ذراتم

کمینہ، خادمِ خدّامِ خاندانِ تو ام
زِ خادمیِ تو دایم بود مناجاتم

سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

صبیح رحمانی

ایک اک گام پہ روشن کرو مدحت کے چراغ
نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

(وفات: ۶۳۲ھ)

ترجمہ: سید ظفر عباس

اے ازشعاعِ روئے تُو خورشیدِ تاباں راضیا

اے کہ جس کے چہرے کی کرنوں سے سورج روشنی حاصل کرتا ہے

آنی کہ ہستی را شرف بالاتر از عرشِ عُلا

تیری وجہ سے میری ہستی کا شرف عرشِ علیٰ سے بلندتر ہوگیا۔

گرچہ بصورت آمدیؐ بعد از ہمہ پیغمبراں

اگرچہ ظاہری طور پر آپؐ تمام پیغمبروں کے بعد آئے

امّا بمعنی بودۂ سرخیلِ جُملہ انبیاء

لیکن حقیقتاً تمام انبیاء کے سرخیل و سردار ہیں

ہرگز نخواندی یک ورق، خلقے گرفت از تُو سبق

خود کبھی ایک ورق تک نہیں پڑھا، لیکن پوری مخلوق کو پڑھادیا

انگشت، مہ را کرد شق، اے خواجہ معجزنما

اے معجزنما سردار! آپ نے انگلی سے چاند کو دو ٹکڑے کردیا

یارانِ تُو چار آمدند، پاکیزہ کردار آمدند

تیرے جو چار یار آئے، وہ چاروں پاکیزہ کردار نکلے

گلہائے بے خار آمدند، از خویش فانی، باخدا

وہ بغیر کانٹوں کے پھول تھے اور بخدا اپنے نفسوں کو مار چکے تھے۔

OOO

سنت تکڑوجی مہاراج

مراٹھی نعت	اردو ترجمہ
محمدؐ نے کے لی پرارتھنا	محمدؐ نے دعا کی
دکھورلا اسلام کرایا شہانا	منتشر شیرازۂ اسلام منظم کرنے کی
سنگھٹ کے لے تیانے سوجنا	متحد کردیئے سب نیک جواں
تیا کازی	جب کہ تھا وقت کڑا

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

(وفات: ۶۳۳ھ)

ترجمہ: سید ظفر عباس

در جاں چو کرد منزل، جانانِ محمدؐ

جب محمدؐ نے میری جان میں قیام کیا

صد در کشادہ در دل، از جانِ محمدؐ

تو میرے دل میں سو دروازے کھلے

ما بُلبُلیم نالاں در گلستانِ احمدؐ

ہم محمدؐ کے گلشن کی نالہ کرتی ہوئی بلبلیں ہیں

ما لُولُوئیم و مرجاں، عُمّانِ ما محمدؐ

ہم محمدؐ کے بحرِ زخار کے موتی و مرجان ہیں

مُستغرقِ گناہیم، ہرچند عذر خواہیم

ہم چاہے کوئی عذر کریں، ہر وقت گناہوں میں غرق ہیں

پژمردہ چوں گیاہیم، بارانِ ما محمدؐ

ہم گھاس کی طرح مُرجھا گئے ہیں پر ہماری بارش محمدؐ ہیں

ما طالبِ خدائیم، بر دینِ مصطفائیم

ہم خدا کو مانتے ہیں اور دینِ مصطفیٰ پر قائم ہیں

بر درگہش گدائیم، سلطانِ ما محمدؐ

ہم اُسی کی درگاہ کے فقیر ہیں، محمدؐ ہمارا بادشاہ ہے

از دردِ زخمِ عصیاں مارا چہ غم چو سازد

گناہوں کے زخم کے درد کا ہمیں کوئی غم نہیں ہے

از مرہمِ شفاعت، درمانِ ما محمدؐ

کیونکہ محمدؐ کی شفاعت کا مرہم ہمارے زخموں کا علاج ہے

از اُمّتانِ دیگر ما آمدیم برسر

ہم دوسری اُمتوں سے افضل قرار دیئے گئے

واں را کہ نیست باور، بُرہانِ ما محمدؐ

کیونکہ اُن کا کوئی گواہ نہیں جبکہ ہمارا گواہ محمدؐ ہے

در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینؔ

میرے باغ و گلستاں میں کسی اور کا ذکر مت کرو

باغم بس است قرآں، بستانِ ما محمدؐ

میرا باغ تو صرف قرآن ہے اور میرا گلستاں محمدؐ ہیں

حضرت امیر خسروؔ

(وفات: ۷۲۵ھ)

منظوم ترجمہ: صبا اکبر آبادی

اے آنکہ شدہ طفلیت آدم پیدا

صدقے میں ترے ہوئے تھے آدم پیدا

گشت از سبب تو چرخ اعظم پیدا

ہے تیرے سبب سے چرخِ اعظم پیدا

نورِ تو نہ گنجید چو در یک عالم

جب نور سمایا نہ ترا عالم میں

بہر تو خدا کرد، دو عالم پیدا

اس واسطے کردیئے دو عالم پیدا

احمدؐ نامی کہ کانِ عالم زد بود

اسمِ احمدؐ میں کتنے عالم گُم تھے

گیسوئے قبائش فلک نہ تو بود

دامن میں تمہارے، وہ تھے، انجم تھے

بسیار چکید، قطرہ ہا از آدم

فطرت کی جبیں سے لاکھ قطرے ٹپکے

آں قطرہ کہ بحر گشت آخر او بود

وہ قطرہ جو بحر بن گیا، وہ تم تھے

از عزِ محمدؐ ار نداری خبری

واقف نہیں اعزازِ محمدؐ سے اگر

کن از رہِ عقل در شہادت نظری

کر عقل و خرد سے اُن کے رتبے پہ نظر

اللہ و محمدؐ ست پیوستہ بہم

اللہ و محمدؐ تو ہیں اتنے نزدیک

یعنی کہ میانشاں نگنجد دگری

ممکن نہیں بیچ میں کسی کا ہو گزر

مولانا جلال الدین رومی

(مشہور نام **مولانا روم**) (وفات: ۶۷۲ ھ)

ترجمہ مولانا قاضی سجاد حسین

پیش از آنکہ نقش احمدؐ فر نمود
اس سے پہلے کہ احمدؐ کی صورت شان دکھلائے
نعت او ہر گبر را تعویذ بود
اُس کی تعریف (نعت) ہر کافر کا تعویذ تھی
کایں چنیں کس ہست تا آید پدید
کہ ایسا ایک شخص دنیا میں ضرور آئے گا
از خیالِ روش دل شاں می طپید
اُن کے چہرے کے خیال سے دل تڑپتا تھا
سجدہ می کردند کاے ربِّ بشر
وہ سجدہ کرتے تھے کہ اے انسانوں کے رب!
درعیاں آریش ہر چہ زود تر
جس قدر جلد ہو سکے اُن کو ظاہر کردے
تا بنامِ احمدؐ از یستفتحون
حضورؐ کے نام سے فتح طلب کرنے کی وجہ سے
باغیاں شاں می شدندے سرنگوں
ان سے باغی سرنگوں ہو جاتے تھے
ہر کجا حربِ مہولے آمدے
جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی
عونِ شاں کرّاریِ احمدؐ بُدے
آنحضورؐ کی حملہ آوری ان کی مددگار ہوتی
نقشِ او بر روئے دیوار اُفتد
اُن کا نقش اگر دیوار پر پڑے
از دلِ دیوار خونِ دل چکد
تو دیوار کے دل سے خونِ دل ٹپکنے لگے
ایں ہمہ انکار و کفراں زادشاں
ان کا یہ سب انکار اور کفر پیدا ہوگیا
چوں در آمد سیدِ آخر زماں
جب سید آخر الزماںؐ تشریف لے آئے

شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی

(وفات: ۶۸۸ ھ)

ترجمہ سید ظفر عباس

گر بگویم تا قیامت نعتِ او
اگر اُس کی نعت قیامت تک کہتا رہوں
ہیچ آنرا غایت و مقطع مجو
تو اس کی کوئی غایت و انتہا نہیں پا سکے گا
آفتابِ روح نی آں بر فلک
اُن کی روح کا آفتاب اس آسمان پر ہے
کہ ز نوازش زندہ اند انس و ملک
اُن ہی کی نوازش سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں
در بشر روپوش گشتست آفتاب
انسان کے اندر سورج روپوش ہو جاتا ہے
فہم کن! واللہ اعلم بالصواب
اے سمجھو اور تدبر کرو! اور اللہ بہتر جاننے والا ہے

شیخ المشائخ حکیم سنائی

ترجمہ سید ظفر عباس

اے محمدؐ نام و احمدؐ خلق و محمودی شیم
اے محمدؐ نام والے، خلق میں احمدؐ جیسے اور محمود صفت
محمدّت را بجہاں چوں ملک را تیغ و قلم
تیرے لئے محمدؐ ایسے ہیں جیسے ملک کے لئے تلوار و قلم
روح را از رنجہائے دل تہی کردی کنار
تو نے میری روح کو دل کے غم و اندوہ سے خالی کردیا
آذر از گنجہائے جود پُر کردی شکم
اور اپنے جود وکرم کے خزانوں سے میرا پیٹ بھر دیا
میکند از خانہ فضلِ الٰہی بہر تو
مجھ پر اللہ کا فضل تیری وجہ سے ہے
تختۂ تقدیر ایزد رازِ تائندت رقم
اور تقدیر کے تختے پر اللہ کا کرم تیرے صدقے میں تحریر ہوا کرتا ہے

قدسیؔ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں بعد فدائی چہ عجب خوش لقبی

مَن بیدل بجمالِ تُو عجب حیرانم
اللہ اللہ! چہ جمال است بدیں بوالعجبی

چشمِ رحمت بکشا سوئے مَن اندازِ نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مُطّلبی

نسبتے نیست بذاتِ تُو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تُو چہ عالی نسبی

نسبتِ خود بہ سگت کردمے بس مُنفعلم
زاں کہ نسبت بسگِ کوئی تو شدبے ادبی

سیّدی انتَ حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسیؔ پئے درماں طلبی

ooo

مولانا حامد حسن قادری

رباعی

کیا بحرِ کرم حضورؐ کا سینہ ہے
دل رافت و مرحمت کا گنجینہ ہے
انوارِ خدا دیکھ لو اس کے اندر
قامت نہیں قدِ آدم آئینہ ہے

شیخ سعدیؒ شیرازی

(وفات: ۱۰۷ ھ)

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلّوا علیہ و آلہ

شیخ سعدیؒ کی یہ ایک رباعی دنیائے ادب وعقیدت میں عظیم ترین نعت مانی جاتی ہے۔اس رباعی کی شانِ نزول یہ ہے کہ اول تین مصرعے ،یعنی "حسنت جمیع خصالہ" تک کہہ لینے کے بعد چوتھا مصرعہ پہلے تین مصرعوں کے پلّے کا نہیں بن رہا تھا۔شیخ سعدی اس سلسلے میں بہت پریشان اور مضطرب رہنے لگے اور اس اضطراب میں شیراز کے باغوں میں دیوانہ وار گھومتے رہتے تھے۔ایک دن اسی حالت میں ذراسی غنودگی آگئی۔ دیکھا، سرکارِ دوعالمؐ سراپا رحمت بنے کھڑے مسکرا رہے ہیں۔سعدی دیکھ کر ایک دم باادب کھڑے ہوگئے۔سرکارؐ نے پوچھا" اے شیخ کیا بات ہے؟اتنے پریشان کیوں ہو؟" سعدی نے بڑے ادب سے دست بستہ عرض کی" حضورکی ذات والا صفات میں ایک رباعی کے تین مصرعے کہے ہیں۔ چوتھا انتہائی کوشش کے باوجود اُس پائے کا نہیں بن رہا ہے۔" آنحضرتؐ نے فرمایا"وہ تین مصرعے کیا ہیں ذرا پڑھو" سعدی رطب اللساں ہوئے:

بلغ العلیٰ بکمالہ   کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ

پیغمبرؐ نے مسکراکر ارشادفرمایا کہ اس میں مشکل ہی کیا ہے۔ چوتھا مصرعہ یوں پڑھو:"صلّوا علیہ وآلہ" شیخ سعدی کی آنکھ کھل گئی اوراس ایک رباعی نے ان کے ہی نہیں بلکہ تمام عاشقانِ رسولؐ کے دلوں کو رہتی دنیا تک منوّر کردیا۔آج یہ مصرعہ "صلّوا علیہِ وآلہٖ" زباں زدِ خاص وعام ہے۔

شمس الدین خواجہ حافظؔ شیرازی

(وفات: ۷۹۱ ھ)

منظوم ترجمہ: ڈاکٹر خالد حمید (ایم ڈی)

اے فروغِ ماہِ حسن از روئے رخشانِ شما
چاند کی تنویر ہے رخسار تاباں آپ کا

آبروئے خوبی از چاہِ زنخدانِ شما
آبروئے حُسن ہے چاہِ زنخداں آپ کا

عزمِ دیدارِ تو دارد جان بر لب آمدہ
جان اب ہونٹوں پہ ہے دیدار کی خواہش لیے

باز گردد یا بر آید چیست فرمانِ شما
کیا خوشی ہے آپ کی اور کیا ہے فرماں آپ کا

بختِ خواب آلودِ ما بیدار خواہد شد مگر
شاید اب کی بار اپنا بخت خفتہ جاگ اُٹھے

زانکہ زد بر دیدہ آبے روئے رخشانِ شما
آنکھ پر مارے ہے چھینٹے روئے رخشاں آپ کا

با صبا ہمراہ بفرست از رخت گلدستۂ
اپنے رُخ کا ایک گلدستہ بھی، ہمراہِ صبا

بو کہ بوئے بشنویم از خاکِ بستانِ شما
تا کہ سونگھیں ہم بھی عطرِ خاکِ بستاں آپ کا

گرچہ دُوریم از بساطِ قُرب ہمت دُور نیست
دُور ہوں میں آپ سے لیکن مجھے مت بھولیے

بندۂ شاہِ شمائیم و ثناخوانِ شما
بندۂ ناچیز ہوں پر ہوں ثناخواں آپ کا

اے شہنشاہِ بلند اختر خدا را ہمتے
خاکِ در میں کیوں نہ چوموں اے شہنشاہ آپ کی

تا ببوسم ہمچو گردوں خاکِ ایوانِ شما
چومتا ہے آسماں جب جھک کے ایواں آپ کا

می کند حافظؔ دعائے بشنو آمینے بگو
کیوں نہ ہو حافظؔ کو اس کے چومنے کی آرزو

روزیٔ ما باد لعلِ شکّر افشانِ شما
جب کہ لعلِ لب ہے ایسا شکّر افشاں آپ کا

خواجہ فرید الدین عطّار

آفتابِ نزع دریائے یقیں
نورِ عالم رحمت للعالمینؐ

خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ
آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

نورِ اُو مقصودِ مخلوقات بود
اصلِ معدومات و موجودات بود

بعثِ اُو شد سرِ نگونی بُتاں
اُمتِ او بہترین اُمتاں

خاکِ در عہدش قوی تر چیز یافت
مسجدے گشت و طہورے نیز یافت

چوں زبانِ حق زبانِ اُوست بس
بہترین عہدے زمانِ اُوست بس

....

مخدوم عبدالرؤف بھٹائی

سندھی مولود

منارا میر مرسل جا ڏسان شل اُوڀه سڀ ڏوري
هلي هالا مٿيان ميسا،انڙپور کي ڇڏيان اوري

(ترجمہ: اپنے وطن ہالا اور انڑپور ہی نہیں بلکہ تمام ممالک کو طے کر کے جاؤں اور میر مرسلؐ کے میناروں کو جا کر دیکھوں۔)

سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

(وفات ۸۲۵ ھ)

اے محمدؐ تجلو جم جم جلوہ تیرا
ذات تجلی ہوئے گی میں سپورن سہرا

واحد آپیں آپ تھا، آپیں آپ نجھایا
پرگٹ جلوہ کارنے الف میم ہوآیا
عشقوں جلوہ دینے کو کاف نون بسایا

لولاک لما، خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتے مرسل ساجد سجود آئے
امت رحمت بخش ہدایت تشریف پائے

مخفی ناؤں معشوق رکھ، ظاہر شہباز کلائے
عشق کے جتی چندر بن اپنی آپ دکھائے
الان کما کان پھر آپیں آپ سمائے

اس نعت میں استعمال ہونے والے کچھ متروک الفاظ کی تشریح:

تجلو (تجلو) "تجلی"::عربی میں دو پہاڑوں کے درمیانی حصے کو کہتے ہیں۔ ممکن ہے یہاں "غار حرا" سے مُراد ہو۔۔ سپورن:: لبریز، پورا چاند۔۔ نجھایا:: نور کیا۔۔ پرگٹ:: ظاہر، پیدا تشریف:: انعام، خلعت۔۔ ناؤں:: نام۔۔ کلائے:: کہلائے۔۔ جتی:: جتنی۔۔ الان کما کان:: اُس وقت جیسا کہ۔۔ آپیں:: خود۔۔

بھگت کبیر داس بناری

(وفات ۹۲۲ ھ)

بھگت کبیر نے سرورِ کائنات کی شان میں یہ عجیب و غریب قطعہ کہا ہے۔ جس میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا گیا ہے جس کی رُو سے دنیا کے تمام لفظوں اور جملوں سے "محمدؐ" کا عدد یعنی ۹۲ برآمد ہوتا ہے۔ یہ قطعہ بھگت کبیر کے اس عقیدے کا غماز ہے کہ کائنات کی کوئی چیز نام "محمدؐ" سے خالی نہیں ہے۔ قطعہ ملاحظہ ہو:

عدد نکالو ہر چیز سے، چوگن کرلو وائے
دو ملا کے پچگن کرلو، بیس کا بھاگ لگائے

باقی بچے کے نوگن کرلو، دو اُس میں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو! نام محمدؐ آئے

تشریح:: جو لفظ بھی آپ فرض کریں، اُس کا عدد بحساب ابجد نکال لیجیے۔ پھر اُس عدد کو چار (۴) سے ضرب دیجیے۔ حاصل ضرب میں دو (۲) ملا دیجیے، پھر اُس حاصل جمع کو پانچ (۵) سے ضرب دیجیے اور پھر اُس حاصل ضرب کو بیس (۲۰) سے تقسیم کیجیے۔ تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اُس کو نو (۹) سے ضرب دیجیے۔ حاصل ضرب میں دو (۲) ملا دیجیے، بس اب اُس کے بعد جو عدد حاصل ہوگا، وہ ۹۲ کا عدد ہوگا، جو کہ محمدؐ کا عدد ہے۔ اس طرح کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عددوں والے جن حروف یا لفظوں سے بھی آپ تجربہ کرنا چاہیں، آپ اس فارمولے کو بالکل صحیح پائیں گے۔

گورونانک

(وفات ۹۳۵ ھ)

اُٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنڑے سُول
وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے، اس کے سینے میں درد اٹھتا رہے

دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسولؐ
وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے جس کے دل میں رسول کی چاہ نہ ہو

م، محمدؐ مَن تُوں، مَن کتاباں چار
تُو حضرت محمدؐ کو مان اور چاروں کتابوں کو بھی مان

مَن خدائے رسولؐ نُوں، سچّا ای دربار
تُو خدا اور رسولؐ (دونوں) کو مان کیونکہ خدا کا دربار سچا ہے

○

رگھوپتی سہائے فراقؔ گورکھپوری

انوارِ بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ اُمّتِ اسلام میں محدود نہیں

رائے بالا پرشاد فرحتؔ

اللہ سے غرض ہے محمدؐ سے کام ہے
میری زبان پر انہیں دونوں کا نام ہے

قلی قطب شاہ

(وفات: ۱۰۲۰ ھ)

دیا بندے کوں حق نبیؐ کا خطاب
حکم دے دیا نور جاں ماہتاب

نبی نانوے کر کسی تھے نہ ڈر
تو رسڑی نمن دے وندیاں کوں سوتاب

حقیقی پیاسوں مجازی ستیں
جو نسبت کرے گا تو ہاوے عقاب

نہ بھاوے منجے پیو بن ہور کچ
میں تیری چیری منجے آب راب

نہیں پیم میں کوئی شہنشہ مثال
صحی مانے یہ بات کو شیخ و شاب

پھرے پیم میداں میں دو شہسوار
سہیلیاں سبھی چومیں اس کا رکاب

نبیؐ صدقے ہے ترکمان داس امام
ہو دونوں جگت تب ہو سوال و جواب

کچھ الفاظ کے معنی:: جوں۔مثل، نانوے۔نام
توں۔ٹو، رسڑی۔رسی، نمن دے۔کی طرح، وندیاں کوں۔
دشمنوں کو، ستیں۔کے ساتھ، پیوبن۔پیا کے بغیر، ہور۔اور،
کچ۔کچھ، چیری۔غلام، منجے آب راب۔مجھ سے کام لے،
پیم۔محبت، صحی۔صحیح، دو۔وہ، داس۔نوکر

مُلّا وجہی

(وفات: ۱۰۷۰ ھ)

محمدؐ نبی ناؤں تیرا اہے
عرش کے اُپر پاؤں تیرا اہے

کہ چودہ ملک کا تُو سلطان ہے
علیؓ ما ترے گھر میں پردھان ہے

اِسی ہور یک لاکھ پیغمبر آئے
ولے مرتبہ کوئی تیرا نہ پائے

صفت کرتوں معراج کی رات کا
کہ جاگیا اہے بخت تُج بات کا

اتھا اس زمیں کو عجب کُوچ نور
کہ لاکھاں تھے چانداں، کروراں تھے سور

چند الفاظ کے معنی:

ناؤں۔نام
اہے۔ہے،
ہور۔اور
جاگیا۔جاگا
تُج۔تجھ
کُوچ۔کچھ
سور۔سورج

نظیر اکبرآبادی

جدھر اُٹھائی نظر روشنی نظر آئی
نقوشِ پائے محمدؐ ہیں زندگی کے چراغ

وَلی دکنی اورنگ آبادی

(وفات: ۱۱۱۹ ھ)

عشق میں لازم ہے اوّل ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ، دائم، یادِ یزدانی کرے

یا محمدؐ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات میں
خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے

جس مکاں میں ہے تمہاری فکرِ روشن جلوہ گر
عقل اوّل آ کے واں، اقرارِ نادانی کرے

کیا ملک، کیا انس و جن، یہ جگ میں ہے کس کو سکت
خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیرِ قرآنی کرے

عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب وَلی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

چند الفاظ کے معنی:

کوں۔کو
تجھ۔تیری
تجھ مکھ۔تیرا چہرہ

......

حزیں کاشمیری

رباعی

یہ حُسن، یہ آن بان، اللہ! اللہ!
کیا مُنہ سے کروں بیان، اللہ! اللہ!
پایا نہ مقامِ عبدیت بندوں نے
اللہ! نبیؐ کی شان، اللہ! اللہ!

سراج اورنگ آبادی

(وفات: ۱۱۷۷ ھ)

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا

یا محمدؐ! تجھ کرم میں ہوں سدا امید وار
جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا

کر سراسر شوق میں بے ہوش، مجھ کو یا حبیبؐ
دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمدؐ بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

اے سراجؔ اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک دم میں ہوالرحمٰن کا

ooo

سنت تکا رام

مراٹھی رباعی

اول نام اللہ بڑا لیتے بھول نہ جائے
علم تیا کلی، پرتاہی تمبو بجائے
اللہ ایک توں، نبی ایک توں
کاٹتے سر پاؤں ہاتھ نہیں جیو اڑائے

چند الفاظ کی تشریح

پرتا۔۔۔کافی ہونا　　تمبو۔۔۔اک تارہ
جیو۔۔۔جان، روح　　اڑائے۔۔۔ختم کرنا

مرزا محمد رفیع سوداؔ

(وفات: ۱۱۹۵ ھ)

ولا دریائے رحمت، قطرہ ہے آبِ محمدؐ کا
جو چاہے پاک ہو، پیرو ہو اصحابِ محمدؐ کا

قدِ رعنا جب اپنا خم کیا بہرِ نماز اُس نے
ہوا اُس وقت ساجد کعبہ، محرابِ محمدؐ کا

زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اُس کے
کہ ہے اک پرتوِ خورشید، مہتابِ محمدؐ کا

ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اُس کی نعمت کا
دو عالم ریزہ چینِ حق کیا، قابِ محمدؐ کا

ہوا ہے کیا کچھ اہلِ بیت پر سوداؔ، نہ دم مارا
خدا جن کون ہے آگاہ، آدابِ محمدؐ کا

ooo

افضال احمد انورؔ

نعتیہ ماہیے

روشن ہیں نگینے سے
گو شہر ہیں سب سوہنے، پر کم ہیں مدینے سے

مولا کی عطائیں ہیں
کیسے نہ ملے جنت، آقا کی دعائیں ہیں

یہ رمز ہے ایمانی
اُن کی بشریت کا، ظاہر بھی ہے نورانی

ہے لطف تلاوت میں
قرآں کی ہر آیت، آقا کی ہے مدحت میں

شاہ وجیہ الحق ابدالی

(وفات: ۱۲۰۰ ھ)

دو جگ کے سردار محمدؐ
نبیوں کے سالار محمدؐ
اُمت کے غم خوار محمدؐ
سب کے پالن ہار محمدؐ
صلی اللہ و علیہ وسلم

میں ہوں بہت ناچار محمدؐ
ناؤ پھنسی منجھدار محمدؐ
کوئی نہ کھیون ہار محمدؐ
تم ہی اُتارو پار محمدؐ
صلی اللہ و علیہ وسلم

تم پر جان نثار محمدؐ
عشق تمہارا نار محمدؐ
مشکل ہے یہ کار محمدؐ
تم ہی نباہن ہار محمدؐ
صلی اللہ و علیہ وسلم

دلبر و ہم دلدار محمدؐ
جی چاہے دیدار محمدؐ
ایک نظر اک بار محمدؐ
ہو جائے سب کار محمدؐ
صلی اللہ و علیہ وسلم

......

ضمیر کاظمی

جاری رہے گا تا بہ ابد فیض آپؐ کا
روشن چراغِ محفلِ امکاں ہے آپؐ سے

میر حسن

(وفات: ۱۲۰۴ ھ)

نبی کون یعنی رسولِ کریم
نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم

ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب
پہ علمِ لدنّی کھلا دل پہ سب

بغیر از لکھے اور کئے بے رقم
چلے حکم پر اُس کے لوح و قلم

کیا حق نے نبیوں کا سَردار اُسے
بنایا نبوت کا حقدار اُسے

نبوت جو کی حق نے اُس پر تمام
لکھا اشرف الناس خیرالانامؐ

کہوں اُس کے رُتبے کا کیا میں بیاں
کھڑے ہیں جہاں باندھے صف مُرسلاں

محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں
ہوا ہے نہ ایسا، نہ ہوگا کہیں

.....

حبیب جالب

چراغِ جادۂ ہستی ترا پیام بنا
ہُوا نہ ہوگا کوئی تجھ سا خَلق، یار و خلیق

شاہ نعمت اللہ ولی دہلوی

(وفات: ۱۲۱۰ ھ)

ترجمہ: سید ظفر عباس

خوش رحمتی است یاراں، صلوات بر محمدؐ
دوستو! یہ بہت بڑی رحمت ہے، محمدؐ پر صلوات بھیجو
گوئیم از دل و جاں، صلوات بر محمدؐ
ہم دل وجان سے کہتے ہیں، محمدؐ پر صلوات بھیجو

گر مونسی و صادق باما شوی موافق
جو محمد کا دوست اور مونس ہے وہی ہمارا ہمنوا ہے
کوریٔ ہر منافق، صلوات بر محمدؐ
ہر منافق اندھا ہے، محمدؐ پر صلوات بھیجو

ای نورِ دیدۂ ما خوش مجلسی بیار
اے میرے نورِ نظر! اپنی محفل کو سجا
می گو خوشی خدارا، صلوات بر محمدؐ
خدارا محفل کی سجاوٹ کے لئے محمدؐ پر صلوات بھیجو

واللہ کہ دیدۂ من و ز نورِ اوست روشن
خدا کی قسم! میری آنکھیں اسی کے نور سے روشن ہیں
جانِ من است و من تن، صلوات بر محمدؐ
میں جسم ہوں اور میری جان محمدؐ ہیں، محمدؐ پر صلوات بھیجو

گویم دعای سید، خوانم ثنای سید
میں سید کے حضور دعا کرتا ہوں، اور ثنا کرتا ہوں
جانم فدای سید، صلوات بر محمدؐ
میری جان سید پر فدا ہو، محمدؐ پر صلوات بھیجو

بی شک علیؑ ولی بود، پروردۂ نبیؐ بود
بے شک علی ولی تھے اور نبیؐ نے اُن کی پرورش کی تھی
ختم ہمہ علیؑ بود، صلوات بر محمدؐ
تمام صفات محمدؐ علی پر ختم ہوتی ہیں، محمدؐ پر صلوات بھیجو

....

سجاد سخن

جب تک بجی ہیں کون و مکاں کی یہ محفلیں
روشن رہیں گے اسوۂ سرکارؐ کے چراغ

میر تقی میر

(وفات: ۱۲۲۵ ھ)

ثنا جانِ پاکِ محمدؐ کے تئیں
درود و تحیاتِ احمدؐ کے تئیں
رسولِ خدا اور شہِ انبیا
زہے حشمت و جاہ، صلِ علیٰ
دیا مجلسِ کبریا کا ہے وہ
شرف دودمانِ قضا کا ہے وہ
جہاں وہ ہے، واں جبرئیل امیں
اُڑے حشر تک تو پہنچتا نہیں
کروں اُس کی قُربت کا کیا میں بیاں
کہ تھا قابَ قوسین اَدنیٰ مکاں
بصورت اگر عبد مشہود ہے
حقیقت کو پہنچو تو معبود ہے
گنہگار ہوں، چشم لیک اُس سے ہے
توقع شفاعت کی ایک اُس سے ہے
درود آل پر اُس کی ہو صبح و شام
وہ ہے شافعِ حشر و خیرالانام
پلا ساقیا بادۂ لالہ گوں
کہ ہو جائیں سُرخ آنکھیں مانندِ خوں
ہے اب حرفِ مستانہ کا دل میں جوش
کر آویزۂ گوش گر کچھ ہے ہوش
نہیں پاشکستوں کا اب دستگیر
محمدؐ بن اور آل بن اُس کے میر

ساغر جعفری

تاریکیوں میں نور کی قندیل تیری یاد
ظلمت کدے میں سرو چراغاں ہے تیرا نام

قلندر بخش جرأت

(وفات: ۱۲۲۵ ھ)

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذاتِ کبریائی کا
کہے بندہ جو مدح اُس کی، دعویٰ ہے خدائی کا

گروہِ انبیاء میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اُس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا

رکھے ہے منزلت یہ آستانِ سرورِ عالمؐ
کہ فخرِ سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا

اُسی کے عشق میں پابند الفت رہ دلا ہر دم
کہ ہوئے گا وہی روزِ جزا موجب رہائی کا

سراپا نورِ حق، نامِ خدا کہیے نہ کیوں اُس کو
کہ جس کا نقشِ پا ہو جبہہ سا ساری خدائی کا

دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے **جرأت**
کہ تھا سایہ نہ اُس محبوبِ ذاتِ کبریائی کا

ooo

شفیق الدین شارق

نعتیہ ھائیکو

آیا ایک بشرؐ
سب کے لئے رحمت بن کر
لاکھوں سلام اُس پر

انشاء اللہ خاں انشاء

(وفات: ۱۲۳۳ ھ)

آپ خدا نے جب کہا، صلِ علیٰ محمدؐ
کیوں نہ کہیں پھر انبیاء، صلِ علیٰ محمدؐ
عرش سے آتی ہے صدا، صلِ علیٰ محمدؐ
نورِ جمالِ کبریا، صلِ علیٰ محمدؐ
صلِ علیٰ نبیِّنا، صلِ علیٰ محمدؐ

لمعۂ ذاتِ کبریا، باعثِ خلقِ جزو و کل
فخرِ جمیعِ مرسلیں، رہبر و ہادیٔ سبل
نور سے جس کے ہوگئی آتشِ کفر بجھ کے گل
بعدِ نماز تھا یہی ورد و وظیفۂ رسل
صلِ علیٰ نبیِّنا، صلِ علیٰ محمدؐ

بھیجتے ہیں سدا درود وحش و طیور و انس و جن
واہ عجیب چیز ہے جس کا ہو قلب مطمئن
حور و بہشت جاوداں کس کو ملے ہیں اسکے بن
انشاء اگر نجات تُو چاہے تو پڑھ یہ رات دن
صلِ علیٰ نبیِّنا، صلِ علیٰ محمدؐ

ooo

ضیاء القادری

بابِ جناں درِ حضورؐ، رُوکشِ عرش بزمِ نور
روشنیٔ چراغِ طور، شمعِ حریمِ ناز میں

سچل سرمست

(وفات: ۱۲۴۲ ھ)

مری آنکھوں نے اے دلبر، عجب اسرار دیکھا تھا
میانِ ابر اُس خورشید کا انوار دیکھا تھا

جلایا طورِ سینا کو تھا جس نورِ تجلی نے
ترے کوچے میں اُس انوار کا اظہار دیکھا تھا

حذر حاصل ہوا تھا جس جگہ ان علم والوں کو
وہاں مَیں نے وہی نورِ مُبیں اظہار دیکھا تھا

مرا تو کام تھا اُس ہادی و رہبر کی صورت سے
اُسی صورت کا مَیں نے ہر جگہ دیدار دیکھا تھا

برابر ہیں بہر جا جس طرح سورج کی یہ کرنیں
بہر مظہر اسی انداز سے اظہار دیکھا تھا

کنارہ تھا نہ جس کا تُو سچل اس بحر میں آیا
گُوں سار اس میں ہر اک طالبِ دیدار دیکھا تھا

ooo

فضا ابنِ فیضی

گلبنِ عشق و خیابانِ وفا سرسبز ہے
تیرےؐ نم سے آج تک کشتِ حرا سرسبز ہے
مطمئن ہوں مَیں خزاں دیدہ بدن رکھتے ہوئے
تیری نسبت سے بساطِ مدعا سرسبز ہے

محمد اسماعیل شہیدؔ

(وفات: ۱۲۴۶ ھ)

اُسی سے ہے مقصودِ اصلِ کتاب
وہی ہے گا مضمونِ اُمّ الکتاب

خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے
وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے

نبی البرایا، رسولِ کریمؐ
"نبوت کے دریا کا دُرِ یتیم"

حبیبِ خدا، سید المرسلیں
شفیع الوریٰ، ہادیٔ راہِ دیں

محمدؐ ہے نام اُن کا احمدؐ لقب
بیاں ہوسکے منقبت اُن کی کب

بظاہر جو ہے مقطعِ انبیاء
حقیقت میں ہے مَطلعِ انبیاء

الٰہی ہزاروں درود اور سلام
تو بھیج اُن پر اور اُن کی امت پر عام

....

حسین ناصرؔ

چراغ اس میں روشن ہے یادِ خدا کا
نہ کیوں دل میں ہو روشنی یا محمدؐ

نظیرؔ اکبر آبادی

(وفات: ۱۲۴۶ ھ)

تم ظہورِ اوّلیں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ
تم دَمِ جاں آفریں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ
وجہِ قرآنِ مُبیں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ
نُزہتِ بُستانِ دیں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ
زینتِ خلدِ بریں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ

آپ کے نقشِ قدم سے جو مشرف ہو زمیں
دیکھتا ہے اُس کی رفعت رات دن عرشِ بریں
راز تو خلقت کے تم ہی پر کُھلے ہیں شاہِ دیں
اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرارِ ربّ العالمیں
سب کے تم برحق امیں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ

مُخبرِ صادق ہو تم اور حضرتِ خیرالورا
سرورِ ہر دوسرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذاتِ والا منبعِ لُطف وعطا
ہے نظیرؔ اب اور کیا سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم، واں بھی تمہیں ہو، یا محمد مصطفیٰؐ

....

صبیح رحمانی

مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا
کسی وہم نے صدا دی "کوئی آپ کا مماثل؟"
تو یقیں پکار اُٹھا "کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا"

شیخ امام بخش ناسخؔ

(وفات: ۱۲۵۴ ھ)

دکھا اُس کو جہاں میں غُل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا

عبور اللہ نے اُس کو دیا ہے علمِ باطن پر
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرفِ ابجد کا

خدا تیرا مُعَرِّف ہے، مَلک تیرے موصِّف ہیں
نہیں حدِ بشر کہنا ترے اوصافِ بے حد کا

نہ سوئے جاہِ دنیا منہ کیا اے شاہِ دیں تو نے
سریرِ سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا

بنا اے مہرِ تاباں قصرِ یاقوت اپنے جلوے سے
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا

معانی قُل ہو اللہ احد کے ہیں یہاں ناسخؔ
برائے قافیہ رکھا ہے مَیں نے میم احمدؐ کا

....

حبیب ہاشمی (بنگال)

سُرخروئی ہمیں مِل جائے گی داور کے قریب
دَم نکل جائے اگر روضۂ اطہر کے قریب
عظمتِ سَرورِ کونینؐ گھٹانے والو!
کون سا چہرہ لئے جاؤ گے کوثر کے قریب

مومن خان مومن

(وفات: ۱۲۶۸ ھ)

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی
میں غلام اور وہ صاحب ہے، میں اُمت وہ نبیؐ
یا نبی یک نگہِ لطف بہ اُمی و اَبی
"مرحبا سیدِ مکّی مدنی العربی"
"دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی"

مظہرِ نورِ خدا، شکل ہے محسودِ صنم
محو تیرے ملک و حور و پری و آدم
کیا ہی عالم ہے کہ تصویر ہی کا سا عالم
"من بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم"
"اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی"

دشتِ عالم میں سراسیمہ گزاری اوقات
آج تک منزلِ مقصود نہ پائی ہیہات
مدد اے خضر کرامت! کہ نہیں پائے ثبات
"ماہم تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات"
"لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی"

صاحبِ خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا اکرام
وہی جنت ہے جہاں میں، ہو جہاں تیرا قیام
آبِ ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام
"نخلِ بستانِ مدینہ زِ تو سر سبز مدام"
"زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی"

----(())----

راحت حسین نقوی

شعورِ حمد ثنائے نبیؐ سے ملتا ہے
چراغِ منزلِ عشقِ خدا ہے نعتِ رسولؐ

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

(وفات: ۱۲۷۱ ھ)

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف، الحمدُ ربّ العالمیں کا ہے قلم میرا

رہے نامِ محمدؐ لب پہ یارب اوّل و آخر
اُلٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دَم میرا

محبت اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ کی نورِ برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیلِ حرم میرا

دکھائی مجھ کو راہِ شرع اصحابِ پیمبرؐ نے
چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحاب کرم میرا

شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوقؔ رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

----(())----

عالمتاب تشنہؔ

آئینہ آئینہ عکسِ نورِ خدا اور محمدؐ
روشنی کا ازل سے ہے اک سلسلہ محمدؐ
عرش منزل سفر ماورا فکر و ادراک سے بھی
زیرِ پائے سفر سدرۃُ المنتہا اور محمدؐ
مہرِ تصدیقِ منشورِ انسانیت پہ ابد تک
عرش پہ گفتگو درمیانِ خدا اور محمدؐ
آپ کے در کی آقا غلامی ہے میری سلامی
ورنہ اے دل کہاں تشنہؔ بے نوا اور محمدؐ

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

(وفات: ۱۲۸۵ ھ)

منظوم ترجمہ: ڈاکٹر خالد حمید (ایم ڈی)

حق جلوہ گر زِ طرزِ بیانِ محمدؐ است
حق جلوہ گر ہے طرزِ بیانِ محمدی

آرے کلامِ حق بہ زبانِ محمدؐ است
گویا خدا ہوا، بہ زبانِ محمدی

آئینہ دارِ پرتوِ مہر است ماہتاب
آئینہ دارِ پرتوِ خورشید، ماہتاب

شانِ حق آشکار زِ شانِ محمدؐ است
شانِ حق آشکار بہ شانِ محمدی

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد
جیسے قسم اٹھاتا ہے عاشق حبیب کی

سوگندِ کردگار بجانِ محمدؐ است
سوگند ہے خدا کی بجانِ محمدی

واعظ حدیثِ سایۂ طوبیٰ فرو گذار
واعظ تو ذکرِ سایۂ طوبیٰ نہ کر، جہاں

کانجا سخن زِ سروِ روانِ محمدؐ است
ہو وے بیان سرورِ وانِ محمدی

بنگر دو نیمہ گشتنِ ماہِ تمام را
دو نیم ایک جنبشِ انگشت سے کرے

کاں نیمہ جنبشے زِ بنانِ محمدؐ است
کیسی ہے دیکھ قدرتِ دانِ محمدی

در خود زِ نقشِ مُہرِ نبوت سخن رود
بر جسمِ پاک مُہرِ نبوت لگی ہوئی

آں نیز نامور زِ نشانِ محمدؐ است
کیا شاندار ہے یہ نشانِ محمدی

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
غالبؔ ثنائے خواجہ کو یزداں پہ چھوڑ دے

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است
ہے وہ ہی ایک مرتبہ دانِ محمدی

محسنؔ کاکوروی

(وفات: ۱۳۲۳ ھ)

سمت کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

خبر اُڑتی ہوئی آئی ہے مہابن میں ابھی
کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل

آتشِ گُل کا دھواں بامِ فلک تک پہنچا
جم گیا منزلِ خورشید کی چھت میں بادل

باغِ تنزیہہ میں سرسبز نہالِ تشبیہ
انبیا جس کی ہیں شاخیں، عرفا ہیں کونپل

گُل خوش رنگ رسولؐ مدنی العربی
زیبِ دامانِ ابد طرّۂ دستارِ ازل

نہ کوئی اُس کا مشابہ ہے، نہ ہم سر، نہ نظیر
نہ کوئی اُس کا مماثل، نہ مقابل، نہ بدل

ہفت اقلیم میں اس دیں کا بجایا ڈنکا
تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبہ ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل

آرزو ہے کہ رہے دھیان ترا تا دمِ مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا مداح
ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ، یہ غزل

کہیں جبریل اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل

○

ظلمت کا چراغ بے ضیاء ہے
انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے

منشی دُرگا سہائے، سرورؔ جہاں آبادی

(وفات: ۱۳۲۸ ھ)

دلِ بے تاب کو سینے سے لگالے، آجا
کہ سنبھلتا نہیں کمبخت سنبھالے، آجا

پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے، آجا
خواب میں زُلف کو مکھڑے سے لگالے، آجا

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے، آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ
کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا
کون ہے ماہِ عرب، کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے، آجا

ہائے واماندگی وسعتِ دامانِ صراط
المدد! المدد! اے خضرِ بیابانِ صراط
ہر قدم پر نگۂ یاس ہے یارانِ صراط
دیکھتے ہیں تجھے مُڑ مُڑ کے ضعیفانِ صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم، کون سنبھالے، آجا

کان میں کچھ جو ادھر غمزۂ نزاکت نے کہا
مرحبا بڑھ کے ادھر شاہدِ وحشت نے کہا
آ، بلائیں تری لوں، جوشِ محبت نے کہا
پہنچا محبوب تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے، آجا

محشرؔ بدایونی

وہ ایک رات چراغاں ہوا زمانے میں
ہوا بھی ہوگئی شامل دیئے جلانے میں

شبلی نعمانی

(وفات: ۱۳۳۲ ھ)

جب کہ آمادۂ خوں ہوگئے کفارِ قریش
لا جرم سرورِ عالمؐ نے کیا عزمِ سفر

کوئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز
گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرورؐ

تین دن رات رہے ثور کے غاروں میں نہاں
تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر

بیمِ جاں، خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیِ راہ
ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجرت کی سحر

یہ مدینے میں ہوا غل کہ رسولؐ آتے ہیں
راہ میں آنکھ بچھانے لگے اربابِ نظر

رب مبارک کرے اے خاکِ حریمِ نبویؐ
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر

مولانا حامد حسن قادری

رباعی

دنیا میں رسول اور بھی لاکھ سہی
زیبا ہے مگر حضورؐ کو تاجِ شہی
ہے خاتمۂ حُسنِ عناصر اُن پر
ہیں مصرعِ آخر وہ اس رباعی کی

خواجہ الطاف حسین حالؔی

(وفات: ۱۳۳۳ ھ)

بنے ہیں مدحتِ سلطانِ دوجہاں کے لئے
سخن زباں کے لئے اور زباں دہاں کے لئے

وہ شاہ جس کا عدو، جیتے جی جہنم میں
عداوت اُس کی، عذابِ الیم جاں کے لئے

وہ پھول جس سے ہوئی سعی باغباں مشکور
رہی نہ آمد و رفتِ چمن، خزاں کے لئے

نہ حرف وصوت میں وسعت، نہ کام ولب میں سکوت
حقیقتِ شبِ معراج کے بیاں کے لئے

سمایا اُس کا جو نقشِ قدم تصور میں
ہجومِ شوق میں بوسے کہاں کہاں کے لئے

حریفِ نعتِ پیمبر نہیں سخن حالؔی
کہاں سے لائیے اعجاز اس بیاں کے لئے

••••••

محمد اسماعیل میرٹھی

(وفات: ۱۳۳۶ ھ)

وہ اوجِ پیغمبری کا تارا
ہُوا ہے مکّے میں جلوہ آرا
کرے گا جو ماہ کو دو پارا
ہے جس کا قوسین تک گذارا
وہ امتوں کے لئے سہارا
وہ جس نے اخلاق کو سنوارا
ہے زلزلے میں جہان سارا
محلِ کسریٰ و ملکِ دارا
نہیں اطاعت سے اُس کی چارا
یہود ہو یا کوئی نصاریٰ

صلوٰۃ اُس پر، سلام اُس پر
اور اُس کے سب آلِ باصفا پر

وہ جلوہ ہے نورِ کبریا کا
وہ صدر ہے بزمِ اصطفا کا
امام ہے خیلِ انبیاء کا
ہے پیشوا مسلکِ خدا کا
طبیب ہے شرک اور ریا کا
کہ خاص بندہ ہے وہ خدا کا
ہے آئینہ صدق اور صفا کا
وہ شاہ تسلیم اور رضا کا
وہ قبلہ ہر شاہ اور گدا کا
وہ کعبہ ابرار و اصفیا کا

صلوٰۃ اُس پر، سلام اُس پر
اور اُس کے سب آلِ باصفا پر

مولانا احمد رضا خان بریلوی

(وفات: ۱۳۴۰ ھ)

مُصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنیں
اُس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اُس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والے کی ہمت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضؔا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شاہدہ نسیم سالک

سرورِ کائنات

وہ محبت کے پیمبر ہیں، اُجالوں کے سفیر
قاب قوسین پہ فائز ہیں شفاعت کے امیر
سرورِ کون و مکاں، پیکرِ پُر نور صفات
آپ کی ذات سے کُھلتے ہیں طلسماتِ حیات

شادؔ عظیم آبادی
(وفات: ۱۳۴۵ ھ)

دیباچہ سخن ہے، شہِ انبیاء کی مدح
محبوب ہے دلوں کو حبیبِ خدا کی مدح
طغرائے لوحِ عشق ہے خیرالورا کی مدح
اسلام کا نشان ہے، اُس پیشوا کی مدح
نعتِ رسولِ حق ہے ہماری سرشت میں
اُمت پہ اس کا راز کھلے گا بہشت میں
لکھتا ہوں وصفِ زُلفِ شہنشاہِ کائنات
خامہ جو مشک کا ہو تو نافے کی ہو دوات
حقا کہ اس کے آگے شب قدر بھی ہے مات
شاید کہ پھیل کر یہی معراج کی تھی رات
قدرت عیاں ہر اک گرہِ بے بدل سے ہے
رشتہ اسی کے سائے کو شامِ ازل سے ہے
جاتے ہیں سوئے عرش برین، خاتمِ رُسُل
لٹتے ہیں راستے میں ستاروں کے آج گل
حاضر ہیں انبیائے سلف، آستاں پہ کُل
ہے قدسیوں میں صلِّ علی المصطفیٰ کا غُل
مہتاب رُخ سوئے درِ دولت کئے ہوئے
استادہ کس ادب سے ہے مشعل لئے ہوئے
بے واسطہ غرض تھا وہاں وحی کا نزول
ایسا کہاں ہوا ہے مُقرّب کوئی رسول
اُس شب فضیلتیں جو ہوئیں آپ کو حصول
لکھوں جو مختصر بھی تو ہو انتہا کا طول
ہو آئے اتنی دیر میں طے کر کے عرش کو
گرمی بدن کی باقی تھی، دیکھا جو فرش کو

مولانا محمد علی جوہرؔ
(وفات: ۱۳۴۹ ھ)

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں اُن سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفی ہے، ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر روز یہی باتیں

معراج کی سی حاصل، سجدوں میں ہے کیفیت
اِک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بُلا بھیجیں
بھیجی ہیں دُرودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

......

کرتار سنگھ گیانی گویاؔ

دو عالم کے آقا خوشی چاہتا ہوں
خوشی ہی نہیں زندگی چاہتا ہوں
عطا کیجیے مجھ کو نورِ ہدایت
اندھیرے میں ہوں روشنی چاہتا ہوں
نہ رستہ ہے کوئی نہ منزل ہی کوئی
کرم مجھ پر ہو رہبری چاہتا ہوں
کرم کیجیے اپنے گویاؔ پہ آقا
مَیں ہوش و خرد، آگہی چاہتا ہوں

ریاضؔ خیر آبادی
(وفات: ۱۳۵۳ ھ)

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
کعبۂ دل، مرے اللہ! مدینہ ہو جائے

وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے
دامنِ طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے

ظلمتِ کفر سے بڑھ کے ہے سیاہی دل میں
دُور کیوں کر دلِ اغیار سے کینہ ہو جائے

اُس کی تقدیر، جو پامال ہو تیرے دَر پر
اُس کی تقدیر، کہ جو خاکِ مدینہ ہو جائے

دفن ہوں ساتھ ترے میرے گہر ہائے سخن
خاک میں مِل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے

جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاضؔ
مَروں کعبے میں تو مُنہ سُوئے مدینہ ہو جائے

....

سنت تکڑوجی مہاراج

مراٹھی نعت	اردو ترجمہ
لوک پر-تما-تجگ نساوے	لوگ کفر سے بیزار ہیں
تیانی ایکا ایشوراسی پرارتھناوے	مسجد میں بس ایک
اللہ یا محمدؐ چا اُپدیش نوھے	کی عبادت ہے۔ یہ محمدؐ
ایکاچ دیشا ساٹھی	کی نصیحت محدود نہیں۔
	یہ تو صلائے عام ہے۔

اصغرؔ گونڈوی

(وفات: ۱۳۵۵ ھ)

کچھ اور عشق کا حاصل، نہ عشق کا مقصود
جُز اس کہ لطفِ خلش ہائے نالۂ بے سُود

اگر خموش رہوں میں تو، تُو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو ترا حُسن ہوگیا محدود

یہ کون سامنے ہے، صاف کہہ نہیں سکتے
بڑے غضب کی ہے نیرنگیٔ طلسمِ نمود

وہ رازِ خلقتِ ہستی، وہ معنیٔ کونین
وہ جانِ حُسنِ ازل، وہ بہارِ صبحِ وجود

وہ آفتابِ حرم، نازنینِ کُنجِ حرا
وہ دل کا نور، وہ اربابِ درد کا مقصود

وہ سرورِ دوجہاں، وہ محمدؐ عربی
بہ روحِ اعظمِ پاکش، درودِ نامحدود

وہ مست شاہدِ رعنا، نگاہِ سحر طراز
وہ جامِ نیم شبی، نرگسِ خمار آلود

کچھ اس ادا سے مرا اُس نے مدعا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

علامہ اقبالؔ

(وفات: ۱۳۵۷ ھ)

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیر یاب تُو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو

فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کُن گیسوئے تابدار را

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حُباب

عالمِ آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنید و بایزید، تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرے سجود بھی حجاب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مُراد پاگئے
عقلِ غیاب وجستجو، عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

جگرؔ مرادآبادی

(وفات: ۱۳۷۹ ھ)

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِؐ مدینہ
ہاں اک نظرِ رحمتِ سلطانِؐ مدینہ

تُو صبحِ ازل، آئینۂ حُسنِ ازل بھی
اے صلِ علیٰ صورتِ سلطانِؐ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تُو خلد ہے اور جنّتِ سلطانِؐ مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سِوا سطوتِ سلطانِؐ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِؐ مدینہ

اس اُمّتِ عاصی سے نہ مُنہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِؐ مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگرؔ مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِؐ مدینہ

••••••

ظہیر احمد ظہیرؔ

میرے آقاؐ ہیں چراغِ کائنات
آپؐ کے دَم سے ہے تنویرِ حیات

عبدالباری آسی
(وفات: ۱۳۵۹ ھ)

وہی ہیں طاہر، وہی مُطہر
وہی ہیں شافع، وہی پیمبر
وہ سب سے افضل، وہ سب سے بالا
وہ سب کے رہبر، وہ سب سے برتر
تحیت اُن پر، دَرود اُن پر
صلوٰۃ اُن پر، سلام اُن پر

شفیق سب کے، ادیب سب کے
انیس سب کے، خلیل سب کے
رفیق سب کے، حبیب سب کے
رئیس سب کے، کفیل سب کے
تحیت اُن پر، دَرود اُن پر
صلوٰۃ اُن پر، سلام اُن پر

مِلا نہ اب یہ ملے گا درجہ
ہوا ہے ایسا نہ کوئی ہوگا
اسی سے ظاہر ہے اُن کا رتبہ
کہ خود ثنا گو ہے حق تعالیٰ
تحیت اُن پر، دِرود اُن پر
صلوٰۃ اُن پر، سلام اُن پر

وہ ساتھ شمعِ ہُدیٰ جو لائے
تو بُت ہوئے خیرہ سَر جھکائے
چراغ ملّت کے یوں جلائے
کہ ذرّے دنیا کے جگمگائے
تحیت اُن پر، دَرود اُن پر
صلوٰۃ اُن پر، سلام اُن پر

آغا شاعر قزلباش دہلوی
(وفات: ۱۳۵۹ ھ)

اعجاز میں اعجاز دوبالا ہوا پیدا
بَل کھائے ہوئے گیسوؤں والا ہوا پیدا
دنیا کے حسینوں میں نرالا ہوا پیدا
محبوبِ خدا، سیدِ والاؐ ہوا پیدا
ہنگامِ عرق، ہر بُن و مُو عطرفشاں تھا
سایہ نہیں جس کا وہی خورشید عیاں تھا

وہ حُسنِ صبیحی میں مَلاحت کا تلاطم
وہ چشمِ سیاہ، پنجۂ مژگاں سَرِ مردم
وہ لذتِ گفتار، وہ اندازِ تکلّم
وہ شانِ تقدّس، وہ حکیمانہ تبسّم
غنچوں میں وہ بے ساختگی آ نہیں سکتی
ہنستی تو ہیں کلیاں، وہ ہنسی آ نہیں سکتی

سب بدعتیں زائل ہوئیں اُس یمنی قدم سے
کاہن ہوئے مجبور فرشتوں کی رقم سے
پھیلی یہ ضیاء سیدِ لولاکؐ کے دَم سے
ہر سحر نے حاصل کیا، ہستی کو عدم سے
حق یہ ہے، یہ عزت نہیں پائی تھی کسی نے
اونچا کیا کعبے کو رسولؐ عربی نے

.....

دِلؔ شاہجہان پوری

مدّاح ہوں جنابِ رسولِ کریمؐ کا
یہ شاہکار ہے مری طبعِ سلیم کا
خاکِ مزارِ دِلؔ ہو مشرف پسِ فنا
یثرب کو لے اُڑے کوئی جھونکا نسیم کا

اکبرالٰہ آبادی
(وفات: ۱۳۶۰ ھ)

یہ جلوۂ حق سبحان اللہ
یہ نورِ ہدایت کیا کہنا
جبریل بھی ہیں شیدا اُن کے
یہ شانِ نبوّت کیا کہنا

وہ کفر کی ظلمت دُور ہوئی
اور محفلِ دیں پُر نور ہوئی
یہ مہرِ ہدیٰ سبحان اللہ
یہ صبحِ سعادت کیا کہنا

جس دل میں ہو پَرتوِ کرسی و عرش
اُس دل کی بلندی صلِ علیٰ
جس سینے میں قرآں اُترا ہو
اُس سینے کی عظمت کیا کہنا

تسبیح سے دنیا گونج اُٹھی
تکبیر کا غُل تا عرش گیا
تاثیرِ ہدایت صلِ علیٰ
یہ جوشِ عبادت کیا کہنا

نغمہ ہے ترا دلکش اکبرؔ
مضموں ہے ترا پاکیزہ تر
بُلبُل کے ترانے صلِ علیٰ
پھولوں کی اطاعت کیا کہنا

نواب بہادر یار جنگ خلق

(وفات: ۱۳۶۳ ھ)

اے کہ ترے وجود پر
خالق دو جہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود ہے
وجہ وجودِ کائنات

اے کہ ترا سرِ نیاز
حدِ کمال بندگی
اے کہ ترا مقامِ عشق
قُرب تمامِ عینِ ذات

خوگرِ بندگی جو تھے
تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر
وارثِ دجلہ و فرات

تیرے بیاں سے کھل گئیں
تیرے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی اُلجھنیں
فلسفیوں کی مشکلات

مدحتِ شاہِ دوسرا
مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ مرے تصورات
پست مرے تخیلات

اقبال سہیل اعظم گڑھی

(وفات: ۱۳۶۵ ھ)

احمدِ مُرسلؐ، فخرِ دوعالم، صلّی اللہ علیہ وسلّم
مظہرِ اوّل، مُرسلِ خاتم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

وہم کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
شرک کی محفل کردی بَرہم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

بعد خدا ہر ایک سے افضل، اشرف واکمل، طیب واجمل
اصدق واعدل، اجود واحکم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

نظم میں جس کی نعتِ مُطہّر، انا اعطینٰک الکوثر
اللہ اللہ شانِ معظّم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

قبلہ نمائے سجدہ گزاراں، شعلۂ سینا، جلوۂ فاراں
صبحِ بہاراں جس کا مقدّم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

عالمِ ناسوتی کا مجاہد، شاہدِ لاہوتی کا مشاہد
شان میں ارفع صبر میں اقوم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

عمر بسر کی نانِ جویں پر، سکّہ چلایا چرخ و زمیں پر
فقر میں استغنا کا یہ عالم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

عِلمِ لَدُنی، شانِ کریمی، خُلقِ خلیلی، نُطقِ کلیمی
زُہدِ مسیحا، عفتِ مریم، صلّی اللہ علیہ وسلّم

دِلّو رام کوثری

(وفات: ۱۳۶۵ ھ)

عظیم الشان ہے، شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

کتب خانے کیے منسوخ سارے
کتابِ حق ہے، قرآنِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت
یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ

فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ، ہم ہیں
غلامانِ غلامانِ محمدؐ

نبیؐ کا نُطق ہے نُطقِ الٰہی
کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ

علیؑ ہی تو وصیِ مصطفےٰؐ ہے
علیؑ ہے رنگِ بُستانِ محمدؐ

علیؑ و فاطمہؑ، شبیرؑ و شبرؑ
بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثریؔ کیا شغل اپنا
مَیں ہوں ہر دَم ثنا خوانِ محمدؐ

اختر شیرانی

(وفات: ۱۳۶۷ھ)

مسند نشینِ عالمِ امکاں تمہیں تو ہو
اِس انجمن کی شمعِ فروزاں تمہیں تو ہو

دنیائے ہست و بود کی زینت تمہیں تو ہو
اِس باغ کی بہار کے ساماں تمہیں تو ہو

روشن ہے جس کی ضَو سے شبستانِ زندگی
وہ ماہِ نیم، ماہِ شبستاں تمہیں تو ہو

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ زارِ حُسنِ درخشاں تمہیں تو ہو

تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہمیں
ایمان کی تو یہ ہے کہ، ایماں تمہیں تو ہو

دارائے چرخ، دَورِ زمیں جس کے ہیں غلام
وہ فخرِ دہر و نازشِ دوراں تمہیں تو ہو

اختر کو بے نوائیِ دنیا کی فکر کیا
ساماں طرازِ بے سَروساماں تمہیں تو ہو

ooo

نسیمِ سحر

کچھ اس کے سوا اور طلب ہے بھی مری کیا
بس یہ کہ مجھے آپؐ سے پہچان عطا ہو

آرزو لکھنوی

(وفات: ۱۳۷۰ھ)

ڈرے کیا آتشِ دوزخ سے دیوانہ محمدؐ کا
کہ اُٹھتے شعلے گُل کرتا ہے پروانہ محمدؐ کا

ظہورِ حال و مستقبل کو ماضی سے ملادوں گا
مجھے پھر آج دُہرانا ہے افسانہ محمدؐ کا

رسائی کب ہے اُس تک ہوشِ انساں، عقلِ قدسی کی
جو اپنی رَو میں بَہ جاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

دوئی اک داغِ تہمت، غیرتِ الزام بے معنی
وہ اپنا ہے جسے اپنائے یارانہ محمدؐ کا

یہاں سے تابہ جنت روک ہے کوئی نہ پُرسش ہے
جہاں چاہے چلا جا بَن کے دیوانہ محمدؐ کا

درود اوّلِ سخن ہو آرزو، پھر شعرِ نعتیہ
زباں دھو ڈال گر کہنا ہے افسانہ محمدؐ کا

ooo

شاہدہ لطیف

رباعی

اُٹھیں جو ہاتھ تو سارے سلام تیرے ہوں
مری نظر کے سبھی احترام تیرے ہیں
قدم قدم پہ ستارے ہوں تیری رحمت کے
جہاں بھی گزریں مرے صبح و شام تیرے ہوں

مولانا حسرت موہانی

(وفات: ۱۳۷۰ھ)

مظہرِ شانِ کبریا، صلِّ علیٰ محمدؐ
آئینۂ خدا نما، صلِّ علیٰ محمدؐ
موجبِ نازِ عارفاں، باعثِ فخرِ صادقاں
سَرورِ خیرِ انبیا، صلِّ علیٰ محمدؐ
مرکزِ عشقِ دلکشا، مصدرِ حُسنِ جانفزا
صورت و سیرتِ خدا، صلِّ علیٰ محمدؐ
مونسِ دلِ شکستگاں، پُشتِ پناہِ خستگاں
شافعِ عرصۂ جزا، صلِّ علیٰ محمدؐ
حسرت اگر رکھے ہے تو بخشش حق کی آرزو
وردِ زباں رہے سدا، صلِّ علیٰ محمدؐ

ooo

سیماب اکبرآبادی

(وفات: ۱۳۷۳ھ)

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے
کہ رحمتوں کی اُٹھی ہے گھٹا مدینے سے
ہمارے سامنے یہ نازشِ بہار فضول
بہشت لے کے گئی ہے فضا مدینے سے
فرشتے سینکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں
بہت قریب ہے عرشِ خدا مدینے سے
نہ آئیں جاکے وہاں سے یہی تمنا ہے
مدینے لاکے نہ لائے خدا مدینے سے

سید سلیمان ندوی

(وفات: ۱۳۷۳ ھ)

عشق نبوی دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہُدا ہے

احمدؐ سے پتہ ذاتِ اَحد کا جو مِلا ہے
مصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے

پڑھتا ہے درود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مصور بھی فدا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم، رونقِ عالم
تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے

فردوس و جہنم تری تخلیق سے قائم
یہ فرقِ بد و نیک ترے دم سے ہُوا ہے

فرمانِ دوعالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دُور بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادے کے سِوا ہے

<<<<<<

ماہرالقادری

جہاں سے نقشِ خودی کے مٹادیئے تُو نے
چراغِ مجلسِ عرفاں جلادیئے تُو نے

وحشت کلکتوی

(وفات: ۱۳۷۵ ھ)

سوادِ عرشِ اعظم ہے جلو خانہ محمدؐ کا
کلام اللہ میں لکھا ہے افسانہ محمدؐ کا

نہ ہر دل لائقِ اُلفت، نہ ہر سر قابلِ سودا
وہ خوش قسمت ہے جو ہوتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

چراغِ طور کا پروانہ ہو کر رہ گئے موسیٰ
چراغِ طور خود ہوتا ہے پروانہ محمدؐ کا

حدیثِ دل پذیر افسونِ تسکینِ خلائق ہے
زبانِ خلق پر جاری ہے افسانہ محمدؐ کا

مئے عشقِ اَحد سے بزمِ احمدؐ یوں ہوئی روشن
کہ لبریز مئے عرفاں ہے پیمانہ محمدؐ کا

کسی کا چل سکا جادو نہ طبعِ وحشت آگیں پر
خدا کا شکر ہے وحشتؔ ہے دیوانہ محمدؐ کا

>>>>>>

حسنؔ بریلوی

رباعی

جانِ گلزارِ مصطفائی تم ہو
مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو
جلوے سے تمہارے عیاں شانِ خدا
آئینۂ ذاتِ کبریائی تم ہو

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی

(وفات: ۱۳۷۵ ھ)

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا
مضموں ہو عیاں دل میں جو لَو لاک لَما کا

تھی بعثتِ محمود خداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا، نتیجہ نہ دعا کا

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

معراج ہو مومن کو، نہ کیوں اُس کی زیارت
ہے خلدِ بریں روضۂ پُر نور کا خاکا

دے علم و یقیں کو مرے رفعت، شہِ عالم!
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا

یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالمؐ
کیفیؔ مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

>>>>>>

گنگا سہائے تمیز لکھنوی

اے تمیزؔ اُس کا بھلا کون ہو محشر میں شفیع
جس کے مُنہ سے نہ کبھی نامِ پیمبرؐ نکلے

مولانا ظفر علی خاں

(وفات: ۱۳۷۶ ھ)

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

چھوتا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے
اُس نورِ اوّلیں کا اُجالا تمہیں تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہیں تو ہو

جلتے ہیں جبرئیل کے پَر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گذر گیا
اے رہ نوردِ جادۂ اسریٰ تمہیں تو ہو

پیتے ہی جس کو زندگیٔ جاوداں ملی
اُس جانفزا زُلال کی مینا تمہیں تو ہو

دنیا میں رحمتِ دوجہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر، وہ تنہا تمہیں تو ہو

<<<<<<

حافظ لدھیانوی

قبر میں جس سے روشنی ہوگی
وہ چراغِ وفا ہے نعتِ رسولؐ

پنڈت ہری چند اختر

(وفات: ۱۳۷۷ ھ)

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو مِلایا اور دریا کر دیا

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اُسکے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے ذرا میں قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اُس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

<<<<<<

اِندر سروپ ناداں

کرم کر ہم پہ اے شاہِ مدینہ
اندھیرا ہے، اُجالا مانگتے ہیں

مولانا ابوالکلام آزاد

(وفات: ۱۳۷۸ ھ)

موزوں کلام میں جو ثنائے نبیؐ ہوئی
تو ابتدا سے طبعِ رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصفِ پیمبرؐ رقم کئے
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پَرتوِ حُسنِ رسولؐ سے
بے کار اے فلک! شبِ مہتاب بھی ہوئی

ساقیٔ سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مستِ مئے بے خودی ہوئی

سالک ہے جو کہ جادۂ عشقِ رسولؐ کا
جنّت کی راہ اُس کے لئے ہے کھلی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
اُلفت ہے دل میں شاہِ زمنؐ کی بھری ہوئی

<<<<<<

تلوک چند محروم

(وفات: ۱۳۸۶ ھ)

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت، دوست دشمن پر
مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

اُنہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
شمیمِ جانفزا لاتی ہے مکے اور مدینے سے

احسنؔ مارہروی

(وفات: ۱۳۵۹ ھ)

پیاسا ہے جو دیدارِ رسولِؐ عربی کا
کیا خوف قیامت میں اُسے تشنہ لبی کا

تُو احمدؐ و محمودؐ و محمدؐ ہے بلا شک
شہرہ ہے فرشتوں میں تری خوش لقبی کا

دشمن بھی ہیں مداحِ شہنشاہِ رسالتؐ
ادنیٰ سا یہ اعجاز ہے اخلاقِ نبیؐ کا

حسرت ہے کہ طیبہ کو چلی جاتی ہے دنیا
ہوتا نہیں کیوں حکم ہماری طلبی کا

مداح ہوں، محتاج ہوں، بندہ ہوں، گدا ہوں
مکّی، مدنی، ہاشمی و مُطّلبی کا

اللہ کے بندوں میں ہے احسنؔ وہی محبوب
آئینِ محبت میں جو بندہ ہے نبیؐ کا

•••••••

سید معراج جامیؔ

آپ کے آتے ہی ہوگیا یہ جہاں
ضوفشاں، ضوفشاں، ضوفشاں، ضوفشاں
آپؐ ہی کے سبب سے خدا بھی ہوا
مہرباں، مہرباں، مہرباں، مہرباں
طائرِ قلبِ جامیؔ رہے آپؐ کا
نغمہ خواں، نغمہ خواں، نغمہ خواں، نغمہ خواں

عبدالمجید سالکؔ

(وفات: ۱۳۷۹ ھ)

مچی اک دھوم عالم میں محمدؐ مصطفیٰ آئے
ہوا اتمامِ دیں جن پر وہ ختم الانبیا آئے

جہاں کے لوگ تھے سب مبتلائے کفر و گمراہی
اُنہیں ایمان کا رستہ دکھانے رہنما آئے

جہاں کو ہوش باقی تھا نہ دنیا کا، نہ عقبیٰ کا
جہاں کی رہبری کو ہادیٔ ہر دوسرا آئے

جہاں میں زندگی تھی شاق روحانی مریضوں کی
طبیب اُنکے لئے لے کر دوائے جانفزا آئے

نہ دیکھی جائے جس سے ذلّتِ و مظلومیٔ نسواں
وہ لے کر اپنے سینے میں دلِ دَرد آشنا آئے

کھلے افسردہ غنچے باغ میں اور بلبلیں چہکیں
وہ گلزارِ جہاں میں صورتِ بادِ صبا آئے

•••••••

نورین طلعت عروبہ

رباعی

مرے نصیب کے کانٹے بنائے پھول اُس نے
دعائے عجز کہ کی ہے مری قبول اُس نے
ہمیشہ دامنِ رحمت رہا ہے سایہ فگن
مجھے کبھی بھی نہ ہونے دیا ملول اُس نے

نوحؔ ناروی

(وفات: ۱۳۸۰ ھ)

سامنے جس کی نگاہوں کے مدینہ آیا
لطف کے ساتھ اُسے مرنا و جینا آیا

تابشِ حُسنِ محمدؐ تھی یہ معراج کی رات
ہر چمکتے ہوئے تارے کو پسینہ آیا

زندگی وادیٔ یثرب میں بسر کرنا تھی
حضرتِ خضرؑ کو جی بھر کے نہ جینا آیا

اپنی گردش سے اسی وجہ سے نالاں ہے فلک
کہ طوافِ درِ اقدس کا قرینہ آیا

بیٹھے اس شان و حشم سے وہ سرِ زینِ بُراق
سمجھے جبریل کہ خاتم میں نگینہ آیا

حوضِ کوثر کے قریں، مالکِ کوثر کی قسم
وہ ہے کافر جو کہے مجھ کو نہ پینا آیا

ناخدا جب ہو محمدؐ سا تو ہم کیوں نہ کہیں
نوحؔ طوفان و حوادث میں سفینہ آیا

•••••••

حُسین سحر

مرے نزدیک آسکتی نہیں تاریکیاں غم کی
مرا سینہ چراغِ عشقِ احمدؐ سے فروزاں ہے

امجد حیدر آبادی
(وفات: ۱۳۶۰ ھ)

کس بات کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں، عقبیٰ تری گلی میں

جامِ سفال اُس کا تاجِ شہنشہی ہے
آجائے جو بھکاری داتا تری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
تیری گلی کا رستہ پوچھا تیری گلی میں

سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تری گلی میں

موت و حیات میری دونوں ترے لئے ہیں
مرنا تری گلی میں، جینا تری گلی میں

امجد کو آج تک ہم ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اُس کا پایا تری گلی میں

شکیلؔ بدایونی
(وفات: ۱۳۹۰ ھ)

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں
زباں پر یا محمدؐ ہو جب اس دنیا سے جاتے ہوں

مزہ جب ہے کہ ہم دیوانہ وار انکی طرف جائیں
اشاروں سے شہِ ہر دوسرا ہم کو بلاتے ہوں

نہ کیوں اونچا ہو سارے انبیا سے مرتبہ اُن کا
سفارش کر کے جو اُمت کو اپنی بخشواتے ہوں

بنے اے کاش اس دم سازِ ہستی آخری ہچکی
فرشتے نغمۂ صلِ علیٰ جب گنگناتے ہوں

شبِ فرقت کی ان رنگینیوں پر جان و دل صدقے
تمہاری یاد ہو دل میں ستارے جھلملاتے ہوں

سکوں کی ساعتوں میں کون ان کو بھول سکتا ہے
دمِ مشکل جو ہر اک بے نوا کے کام آتے ہوں

بیاں کیا ہو شکیلؔ اس بزمِ دل کی جلوہ سامانی
حبیبِ کبریاؐ جس بزم میں تشریف لاتے ہوں

ooo

سراج الدین ظفرؔ
(وفات: ۱۳۹۲ ھ)

سبوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
کوئی شراب نہیں عشقِ مصطفیٰؐ کی طرح

وہ جس کے لطف سے کھلتا ہے غنچۂ ادراک
وہ جس کا نام نسیمِ گرہ کشا کی طرح

وہ نورِ لم یزلی تھا تہِ قبائے وجود
یہ راز ہم پہ کھلا رشتۂ قبا کی طرح

بغیر عشقِ محمدؐ کسی سے کھل نہ سکے
رموز ذات کے ہیں گیسوئے دوتا کی طرح

نہ پوچھ معجزۂ مدحتِ شہِ کونینؐ
مرے قلم میں ہے جنبش پرِ ہما کی طرح

جمالِ روئے محمدؐ کی تابشوں سے ظفرؔ
دماغ رند ہوا عرشِ کبریا کی طرح

سروشؔ
نعتیہ ہائیکو

آپ کے بن نہیں کوئی میرا
یا محمدؐ کریں مدد میری
آپ کے در پہ آ گیا ہوں میں

میری دنیا ہی ہوگئی روشن
ذہن اور دل میں آگیا ہے سکون
جب سے لکھنے لگا ہوں نعتِ رسولؐ

ڈاکٹر رمیش پرشاد گرگ آتش

نام لیوا مصطفیٰؐ کا موت سے ڈرتا نہیں
زندۂ جاوید ہوجاتا ہے، وہ مرتا نہیں

اقبال حیدر
نعتیہ ہائیکو

فکر ہے صبح و شام
دھڑکن دھڑکن آقا کا
ذکر ہے صبح و شام

صادق اور امین
میرے آقاؐ کو مانیں
وہ بھی جو ہیں بے دین

ناصر کاظمی

(وفات: ۱۳۹۴ ھ)

تضمین بر اشعارِ غالب

یہ کون طائرِ سدرہ سے ہم کلام آیا
جہانِ خاک کو پھر عرش کا سلام آیا
جبیں بھی سجدہ طلب ہے یہ کیا مقام آیا
"زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے مری زباں کے لئے"

خطِ جبیں ترا اُمّ الکتاب کی تفسیر
کہاں سے لاؤں ترا مثل اور تیری نظیر
دکھاؤں پیکرِ الفاظ میں تری تصویر
"مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لئے"

کہاں وہ پیکرِ نوری کہاں قبائے غزل
کہاں وہ عرش مکیں اور کہاں نوائے غزل
کہاں وہ جلوۂ معنی کہاں ردائے غزل
"بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لئے"

تھکی ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
"ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اِس بحرِ بیکراں کے لئے"

بہزاد لکھنوی

(وفات: ۱۳۹۴ ھ)

مُبتدا، مُنتہا، درود و سلام
مظہرِ کبریا، درود و سلام
حق نظر، حق نگاہ، حق آگاہ
حق ادا، حق نما، درود وسلام
صادق و عابد و امین و سخی
زاہد و پارسا، درود وسلام
صبحِ عرفاں نواز و عشق افروز
شامِ ایماں فزا، درود وسلام
کعبۂ آرزوئے قلبِ حزیں
قبلۂ شوقِ ما، درود وسلام
مظہرِ اوّلیں و ختمِ رُسل
خاتم الانبیا، درود وسلام
اے جہاں تاب، اے جہاں پرور
اے جہاں آشنا، درود و سلام
فخرِ نوحؑ و کلیمؑ و آدمؑ و خضرؑ
نازشِ انبیا، درود وسلام
اے تمنا و آرزو و مُراد
مقصدِ مُدّعا، درود وسلام
ایسا بہزادؔ کو بنا دیجے
بھیجے صبح و مسا، درود وسلام

000

حنیف اسعدی

درود پہلے پڑھو پھر نبیؐ کا ذکر کرو
فضائے نور میں اُس روشنی کا ذکر کرو

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

(وفات: ۱۳۹۸ ھ)

رخشندہ ترے حُسن سے رخسارِ یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

ہر گام ترا ہم قدمِ گردشِ دوراں
ہر جادہ تری رہ گزرِ خلدِ بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام وہی بات حسیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تُو خاتمِ دوراں کا درخشندہ نگیں ہے

آیا ہے ترا اسمِ مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

000

منصور عثمانی

قطعہ

جب مَیں تڑپ رہا تھا مدینے کی یاد میں
نے صبح کی خبر تھی مجھے اور نہ شام کی
آئی صدا یہ غیب سے منصورؔ یک بہ یک
خواہش کریں گے پوری ہم اپنے غلام کی

احسان دانش

واقفِ رازِ دو عالم، رحمتہ للعالمینؐ
کُن کے ہر پہلو سے محرم، رحمتہ للعالمینؐ

بے نواؤں کے معاون، بے کسوں کے دستگیر
ناقص و ناکس کے ہمدم، رحمتہ للعالمینؐ

انبیا پر کچھ کتابیں بھی ہوئیں نازل مگر
ہے صحیفہ تیرا محکم، رحمتہ للعالمینؐ

تُو نے قال اللہ کو اعمال کے سانچے دیئے
تُو ہے قرآنِ مجسّم، رحمتہ للعالمینؐ

فی الحقیقت عکسِ یزداں ہے ترا رُوئے جمیل
تُو ہے اک نورِ مجسّم، رحمتہ للعالمینؐ

اب نہیں تیرے سوا حدِ نظر تک غمگسار
ہے یہ مایوسی کا عالم، رحمتہ للعالمینؐ

تیری اُمّت کو زمانہ کر نہ دے زار و زبوں
یہ پریشانی ہے پیہم، رحمتہ للعالمینؐ

خلد سے دانشؔ مجھے محروم کرسکتا ہے کون
جب ہیں مختارِ دو عالم، رحمتہ للعالمینؐ

ماہرؔ القادری

(وفات: ۱۳۹۸ ھ)

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دوٹکڑے فرمایا
سلام اُس پر کہ جس کے حُکم سے سورج پلٹ آیا

درود اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
درود اُس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

درود اُس پر کہ جس کا تذکرہ عینِ عبادت ہے
درود اُس پر کہ جسکی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

درود اُس پر مکینِ گنبدِ خضرا جسے کہیے
درود اُس پر شبِ معراج کا دولہا جسے کہیے

رسولِ مجتبیٰؐ کہیے، محمد مصطفیٰؐ کہیے
وہ جس کو ہادیٔ دعِ ما کدر خذ ما صفا کہیے

درود اُس پر کہ جو ماہرؔ کی امیدوں کا ملجا ہے
درود اُس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

حفیظؔ جالندھری

سلام اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سُبحانی
سلام اے فخرِ موجودات، فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے سرِّ وحدت، اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریف ارزانی

سلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم انساں کو سکھلائے
یہی اعمالِ پاکیزہ، یہی اشغالِ روحانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربانی

حفیظؔ بے نوا بھی ہے گدائے دامنِ دولت
عقیدت کی جبیں تیری مروّت سے ہے نورانی

ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تمنّا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

جوشؔ ملیح آبادی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بُتانِ آذری
اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری
چھین لیں تونے مجلسِ شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تونے پیکرِ لات و ہُبل میں تھرتھری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
بخشا گدائے راہ کو تونے شکوہِ قیصری

چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری
زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالؓ حق نوا
ساعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روحِ بوذرؓی

شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدؓ کربلا
شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدریؓ
تیرا لباسِ فاخرہ، چادرِ کُہنۂ بتولؓ
تیری غذائے خوش مزا، نانِ شعیرِ حیدری
تجھ پر نثار جان و دل مُڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری
تیرے گدائے بےنوا تیرے حضور آئے ہیں
چہروں پہ رنگِ خستگی، سینوں میں دردِ بے پری
اُٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا
دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں ابتری
جوشؔ کے حالِ زار پر رحم کہ تیری ذات ہے
شعلۂ طورِ معرفت، شمعِ حریمِ دلبری

احمد ندیمؔ قاسمی

یہ حکایت ہے کوئی اور نہ کوئی افسانہ
سنگ پاروں پہ ترا ابرِ دعا بَرسانا

تُو نے اُس قوم کو بھی حکمت و حشمت بخشی
جس کا دل سَرد تھا اور ذہن فقط ویرانا

معجزہ اِس سے بڑا اور بھلا کیا ہوگا
ظلمتِ کفر میں تابانیٔ قرآں لانا

نوعِ انسان کی تاریخ کا روشن آغاز
ارضِ مکّہ سے ترا سُوئے مدینہ جانا

نکہت و رنگ مجھے تیرے ہی صحرا سے ملے
جس کی خاطر چمنستانِ جہاں کو چھانا

تیرے معیارِ سخاوت کی نہیں کوئی نظیر
بوند اک مانگنا اور سات سمندر پانا

تیری اُمّت کو ملی عظمتِ دائم کی نوید
یوں تو قوموں کا لگا رہتا ہے آنا جانا

تیری شانِ بشریّت پہ ہے قربان ندیمؔ
اُس نے تیرے ہی توسّط سے خدا پہچانا

شاعرؔ لکھنوی

عجب ہے کیف، عجب ہے خمار آنکھوں میں
بسا ہوا ہے نبیؐ کا دیار آنکھوں میں

جو آئی یادِ مدینہ تو آنسوؤں کی طرح
چھپا لیا ہے اُسے بے قرار آنکھوں میں

مجھے تلاش نہیں سُرمۂ بصیرت کی
ہے اُن کی راہ گذر کا غبار آنکھوں میں

فضائے گُنبدِ خضرا کا حُسن کیا کہیے
لئے ہوئے ہوں مَیں اک شاہکار آنکھوں میں

کھڑے ہوئے ہیں ترے در پہ تیرے دیوانے
وفا کی نذر لئے اشکبار آنکھوں میں

قسم خدا کی مدینہ جنہوں نے دیکھا ہے
مَیں ڈھونڈلوں گا وہ آنکھیں ہزار آنکھوں میں

تصوّرات میں طیبہ ہے رو برو شاعرؔ
رچی ہوئی ہے مجسّم بہار آنکھوں میں

000

رائے بنچ لعل تمکینؔ

خوشا نعتِ رسولؐ ایزدِ پاک
کہ جس کی شان میں نازل ہے لَولاک

جگن ناتھ آزاد

سلام اُس ذاتِ اقدس پر، سلام اُس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اُس پر جو آیا رحمۃ للعالمیں بن کر
پیامِ دوست لے کر، صادق الوعد و امیں بن کر

سلام اُس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اُس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

بڑے چھوٹے میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی

سلام اُس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرِ خاقانی

سلام اُس پر جو آسودہ ہے زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

سلام اُس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزادؔ کا، آزادؔ کی رنگیں بیانی کا

○

راے بالا پرشاد فرحتؔ

اللہ سے غرض ہے، محمدؐ سے کام ہے
میری زبان پر انہی دونوں کا نام ہے

کلیم عاجز

یہ بات صبا کہیو اُن سے
وہ جن کی کملیا کالی ہے
اب اُن کے غلاموں کے گھر کی
دیوار اُلٹنے والی ہے
کہیو کہ انہوں نے اپنی نظر
کیوں ہم سے الگ فرمالی ہے
ہم نے تو اُنہیں کی زلفوں کی
زنجیر گلے میں ڈالی ہے
کہیو کہ دلوں پر چھائی ہوئی
ہر سمت شکستہ حالی ہے
دن بھی ہے بڑا سُونا سُونا
اور رات بھی کالی کالی ہے
کہیو کہ یہ صورتِ حال ہے اب
ہم مُنہ کو چھپائے پھرتے ہیں
گردن پہ تو چہرے ہیں لیکن
چہروں پہ کہاں اب لالی ہے
کہیو کہ وہی تو ساقی ہیں
کہیو کہ وہ یہ بھی جانے ہیں
رندوں کو لگی ہے پیاس بہت
اور سب کا پیالہ خالی ہے

○

مرزا حائلؔ دہلوی

جلووں سے جس کے دونوں جہاں جگمگا اُٹھے
کس نور کا چراغ یہ کعبے میں جل گیا

قتیلؔ شفائی

"بسترِ علالت پر بیماری سے مُنہ موڑ کر غزل کہنا چاہتا تھا کہ نعت نے راستہ روک لیا اور میری جھولی میں چند پاکیزہ اشعار ڈال دیئے۔ یہ میرے لئے عشقِ رسولؐ کی دین ہے جس میں آپ کو بھی شریک کر رہا ہوں۔"
(یہ نعت قتیلؔ صاحب نے انتقال سے چند دن پہلے کہی تھی۔)

جی رہا ہوں حاصل اُن کا آسرا ہونے کے بعد
راز مجھ پر یہ کھلا بے دست و پا ہونے کے بعد

ہاتھ اُن کے چومنے آئے جہاں بھر کے علوم
ایک اُمی کے، محمد مصطفیٰ ہونے کے بعد

بادشاہی سامنے آئے تو اُس پر تھوک دوں
یہ ملا رتبہ محمدؐ کا گدا ہونے کے بعد

مَیں کروں دعویٰ کوئی اپنی بھلا ہے کیا مجال
شاعری مجھ کو ملی، اُن کی عطا ہونے کے بعد

کر رہا ہوں اپنے اندر کے بُتوں کو پاش پاش
دل میں پیدا ایک تازہ حوصلہ ہونے کے بعد

روشنی وہ ہے کہ صدیوں پر جسے پھیلایئے
دل میں روشن قُل ھواللہ کا دیا ہونے کے بعد

روگ مٹ جائیں گے سارے ایک دن اپنے قتیلؔ
حاصل اُن کے شہر کی آب و ہوا ہونے کے بعد

اقبال عظیم

جلوہ فگن محمدؐ، جلوہ نما محمدؐ
خود عکسِ آئینہ گر، خود آئینہ محمدؐ

صبحِ ازل بھی اُن کی، شامِ ابد بھی اُن کی
شمس الضحیٰ محمدؐ، بدرالدجیٰ محمدؐ

تہذیبِ سالکاں بھی، تادیبِ گمرہاں بھی
ہر جادۂ سفر میں، نورالہدیٰ محمدؐ

ہر طالبِ شفا کا دارالشفا مدینہ
ہر دردِ لادوا کی شافی دوا محمدؐ

اپنے پرائے سب کے عُقدہ کُشا وہی ہیں
خیرالامم محمدؐ، خیرالوریٰ محمدؐ

قرآن بولتا تھا لہجے میں مصطفیٰؐ کے
ہوتے تھے جب ہدایت کو لب کُشا محمدؐ

ہر مُلک اور ملّت کا کوئی پیشوا ہے
اور سارے پیشواؤں کے پیشوا محمدؐ

اقبالؔ حرزِ جاں ہے اب صرف یہ وظیفہ
صلِّ علیٰ محمدؐ، صلِّ علیٰ محمدؐ

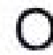
سید آلِ رضا

(وفات: ۱۳۹۸ھ)

تہذیب عبادت ہے سراپائے محمدؐ
تسلیم کی خوشبو، چمن آرائے محمدؐ
تنظیمِ خدا ساز، تمنائے محمدؐ
منشا ہو خدا کا وہی منشائے محمدؐ
جس دل میں ہو اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی
جو کہتا ہے اللہ وہی کہتے ہیں یہ بھی

وہ وحی کے عالم میں کمالِ بشریت
اللہ کا پرتو، خد و خالِ بشریت
انوار کا آئینہ، جمالِ بشریت
کیفیتِ مخصوص میں حالِ بشریت
قرآن زباں، طرّۂ گفتارِ محمدؐ
قرآن عمل، منزلِ کردارِ محمدؐ

محبوبِ خدا لطف و محبت کا علمدار
اخلاقِ ہمہ گیر کی وسعت کا علمدار
انسان سے انسان کی ملّت کا علمدار
اللہ کے رشتے سے اخوت کا علمدار
وہ پرچمِ احساں جو زمانے پہ کھُلا ہے
رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ تُلا ہے



رائے بجّو لعل تمکیںؔ

خوشا نعتِ رسولؐ ایزدِ پاک
کہ جس کی شان میں نازل ہے لولاک

استاد قمرؔ جلالوی

تجھ سے پہلے کوئی شے حق نے نہ اصلا دیکھی
خوب جب دیکھ لیا تجھ کو تو دنیا دیکھی

تُو نے قبل از دوجہاں، شانِ تجلی دیکھی
عرش سجتا ہوا، بنتی ہوئی دنیا دیکھی

تیرے سجدے سے جھکی سارے رسولوں کی جبیں
سب نے اللہ کو مانا تری دیکھا دیکھی

میزباں خالقِ کونین بنا خود تیرا
تیری توقیر سرِ عرشِ معلّیٰ دیکھی

آپ چُپ ہوگئے، ارمانِ زیارت سُن کر
میری حالت پہ نظر کی، نہ تمنا دیکھی

حق کے دیدار کی بابت جو کہا، فرمایا
اک جھلک دیکھنے پہ حالتِ موسیٰؑ دیکھی؟

اے قمرؔ شق ہوا مہتاب پیمبرؐ کے لئے
ہم نے دو ہوتے ہوئے چاند کی دنیا دیکھی



اقبالؔ حیدر

ہندکو ماہیئے

صلِّ علیٰ اُس تے
ماضی حال تے مستقبل
سب دا پیغمبر اے

ادا جعفری

جب نگاہوں میں ہو نکہتوں کی سی خُو، تب اُنہیں سوچنا
درِ محرابِ جاں، آنکھ ہو باوضو، تب اُنہیں سوچنا

روشنی کے حوالوں سے لکھنا وہ اسمِ جمالِ بشر
بارشِ رنگ ہو، پھول ہوں چار سُو، تب اُنہیں سوچنا

جن کا مداح ہے خالقِ دو جہاں، مالکِ ہر مکاں
حرف سے ماورا ہو سکے گفتگو، تب اُنہیں سوچنا

دھیان کی لہر جو اُس قدم تک گئی، دل کی معراج ہے
زندگی کے اُجالوں کی ہو آرزو، تب اُنہیں سوچنا

جب ستارے مژہ پر نہ رک پائیں گے، ہے یہ شہرِ نبیؐ
کہکشاں جب ہو زیرِ قدم چار سُو، تب اُنہیں سوچنا

وہ وقارِ زماں، افتخارِ زمیں، تابِ کون و مکاں
ذرّے ذرّے میں دیکھو جو حُسنِ نمو، تب اُنہیں سوچنا

ایک ہی لمحۂ شوق بے تاب کو عمر بھر دیکھنا
التجاؤں میں ہو ایک ہی رنگ و بو، تب اُنہیں سوچنا

اُن کے در کے سوا اور پہچان کوئی ہماری نہیں
چاہو اپنی نگاہوں میں جب آبرو، تب اُنہیں سوچنا

وہ محیطِ کرم، وہ نویدِ عطا، مجھ سے دل نے کہا
ڈھونڈتی ہو اگر دشت میں آبجو، تب اُنہیں سوچنا

جمیل الدین عالیؔ

وہ شفیعنا، وہ حبیبنا
کہ جو ہیں نہایتِ جستجو
مجھے اپنے پاس بلالیا
مجھے دی اجازتِ گفتگو
بلغ العلیٰ بکمالہ
یہ پڑھا انہی کے حضور میں
کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ کہا ہے اُن کے ہی روبرو
حسنت جمیع خصالہ
یہی اک پیام قدم قدم
صلّو علیہ و آلہ
یہی اک کلام ہے کُو بہ کُو
مرے اس قدر جو گناہ تھے
وہ اسی یقیں کے گواہ تھے
کہ جونہی یہاں میں پہنچ گیا
وہ عطائے عفو ہے مُو بہ مُو
وہی ہر خاص کھلا یہاں
کہ نہ کچھ زماں ہے نہ کچھ مکاں
کہ وہی ازل، کہ وہی ابد
وہی مدعا، وہی آرزو
ابھی آئے سعدیٔ خوش نوا
یہ کہا کہ تو نے بھی سن لیا
اسی ایک نعت سے مل گئی
تری عمرِ شعر کو آبرو

حمایت علی شاعرؔ

اک شخص کائنات کا محور کہیں جسے
بندہ ہے لیک، بندۂ اکبر کہیں جسے

جس کی زباں سے میرے خدا نے سخن کیا
اُمّی تھا ایسا وہ کہ سخنور کہیں جسے

وہ جس نے مُشتِ خاک کو انساں بنادیا
وہ ناخدا، خدائی کا مظہر کہیں جسے

تخلیقِ کائنات کا وہ نقشِ اوّلیں
روحِ ازل کا آخری پیکر کہیں جسے

اک لفظ، اک جہانِ معانی کا آئینہ
اک عکس، اک کتابِ مصوّر کہیں جسے

اک آدمی کہ خاک نشیں اور فلک مقام
اک روشنی کہ ذاتِ پیمبر کہیں جسے

....

خالد احمد

اُن کے دیار کا راہی ٹھہرے ایک غریب دیار
نام اُن کے دربار میں پائے اُن کا قصیدہ کار
کیا جانے کب میری راتیں دن جیسی کردے
وہ ربِّ عشاقِ احمدؐ، وہ ربِّ غفار
ناموروں کو کب بھائے گی میری رسوائی
مجھ کو حضورؐ کی اوٹ رکھنا اے ربِّ ستار

احمد فراز

مرے رسولؐ! کہ نسبت تجھے اُجالوں سے
مَیں تیرا ذکر کروں صبح کے حوالوں سے

نہ میری نعت کی محتاج ذات ہے تیری
نہ تیری مدح ہے ممکن مرے خیالوں سے

ترا پیام محبت تھا اور میرے یہاں
دل و دماغ ہیں پُر نفرتوں کے جالوں سے

یہ افتخار ہے تیرا کہ میرے عرش مقام!
تُو ہم کلام رہا ہے زمین والوں سے

نہ میری آنکھ میں کاجل، نہ مُشکبو ہے لباس
کہ میرے دل کا ہے رشتہ خراب حالوں سے

ہے تُرش رُو مری باتوں سے صاحبِ منبر
خطیبِ شہر ہے برہم مرے سوالوں سے

مرے ضمیر نے قابیل کو نہیں بخشا
مَیں کیسے صلح کروں قتل کرنے والوں سے

مَیں بے بساط سا شاعر ہوں پر کرم تیرا
کہ باشرف ہوں قبا و کلاہ والوں سے

شاذ تمکنت

آپ اکیلے مل جائیں تو دامن تھام کے رولوں گا
دنیا جیسے ایک کھلونا
ہر پہلو رنگین، سلونا
عمر گئی ہے سمجھانے میں
اپنے آپ کو بہلانے میں
دفترِ حسرت اپنے خدا کے آگے کیسے کھولوں گا
آپ اکیلے مل جائیں تو دامن تھام کے رولوں گا
جی غم سے ہے بوجھل بوجھل
رات اندھیری، گہرے بادل
اپنے گناہوں کی ہے کہانی
بہتے ہوئے اشکوں کی زبانی
سب کے آگے کیسے بولوں، تنہائی میں بولوں گا
آپ اکیلے مل جائیں تو دامن تھام کے رولوں گا
بھیڑ بہت ہوگی تو کیا غم
میرا مقدر دیدۂ پُرنم
جب مہکے خوشبوئے بہاری
جب اُترے جلوے کی سواری
مَیں تو سراپا نادم نادم، پیچھے پیچھے ہولوں گا
آپ اکیلے مل جائیں تو دامن تھام کے رولوں گا
شاذ وطن میں بے وطنی ہے
آگے دیکھو چھاؤں گھنی ہے
ہجر کا قصہ پاک کرو بھی
دامنِ جاں اب چاک کرو بھی
عمر کی رات آنکھوں میں گئی ہے پل دو پل کو سو لوں گا
آپ اکیلے مل جائیں تو دامن تھام کے رولوں گا

سیف حسن پوری

آپؐ کے نور سے روشن ہے تمدن کا چراغ
آپؐ ہیں ریت میں گلزار کھلانے والے

پروین فنا سیّد

منزلِ حق کی جستجو تم ہو
ایک عالم کی آبرو تم ہو

گلشنِ صدق و آگہی کے امیں
مردِ مومن کی زندگی کا یقیں

عزم و ایماں کی بولتی تصویر
دینِ کامل کی آخری تحریر

قلبِ یزداں میں نورِ تابندہ
لوحِ ہستی پہ حرفِ رخشندہ

ظلم کی آندھیوں میں ابرِ کرم
جہل کی ظلمتوں میں نورِ حرم

تجھ کو اے شاہِ دیں بھلا یہ مقام
تجھ سے روحِ ازل ہو محوِ کلام

عشق میرا، تری وفا کا غلام
اے بقائے حرم، فنا کا سلام

......

منظر علی خاں منظر

کریں توصیف تیری کس زباں سے
بہت بر تر ہے تو شرحِ بیاں سے
اطاعت کام ہے بس ایک اپنا
تعلق کیا مجھے سود و زیاں سے

پیرزادہ قاسم

عیاں سخن میں وہیؐ، فکر میں نہاں بھی وہیؐ
ہوں بے قرار تو وجہِ قرارِ جاں بھی وہیؐ

اُنہی کی یاد سہارا ہے پا شکستوں کا
ہیں راہِ زیست میں پُرسانِ خستگاں بھی وہیؐ

وہ اپنی ذات میں تفسیرِ حکمِ باری ہیں
ندائے شب بھی وہیؐ، صبح کی اذاں بھی وہیؐ

وہ دشمنوں کو بھی اپنے نوازتے ہیں مگر
عدوِ حق کے لئے خنجر و سناں بھی وہیؐ

ستم کی دھوپ نے سب کو جلا دیا ہوتا
ہیں کشتِ زیست پہ رحمت کا سائباں بھی وہیؐ

وہیؐ تو اصل میں مقصودِ کارواں ہیں مگر
عجیب بات ہے کہ میرِ کارواں بھی وہیؐ

○

حضورؐ! خلق سراپا، تمام رحمت ہیں
حضورؐ! آپ تو ہر دور کی ضرورت ہیں

وہ عالم آپؐ کی رفعت کے رہگذر ہیں کہ آپؐ
عروجِ آدم و معراجِ آدمیت ہیں

عبدالعزیز خالد

مَیں فرشِ زمیں ہوں، تو سقفِ سما ہے
مَیں سانسوں کا مہماں، تو موجِ ہوا ہے

شہنشاہِ لولاک و مولائے سدرہ
تو میرے تخیّل سے بھی ماورا ہے

تری ذات فخرِ بنی نوعِ انساں
تو صلِ علیٰ، خیرِ خلقِ خدا ہے

وہی تو کہے جو خدا مُنہ میں ڈالے
ترا نُطق، روحِ روانِ خدا ہے

تو بیت الغزل ہے خدائی غزل کا
تو مضمونِ کونین کا مدّعا ہے

سُن اے سالکِ جادۂ راہِ الفت
محبِّ محمدؐ خلیلِ خدا ہے

وہ محبوبِ اعظم ہے، صلّو علیہ
وہ جانِ محبت ہے، کانِ وفا ہے

وہ روحوں کا قبلہ ہے، کعبہ دلوں کا
لقب اُس کا رحمت ہے، وہ مصطفیٰؐ ہے

پرتوؔ روہیلہ

یہ توفیقِ الٰہی بھی ہے، احساں بھی اَب وجد کا
کہ مجھ سا ایک عاصی نام لیتا ہے محمدؐ کا

محبت فرش ہے اِس کا، یہ دربارِ رسالت ہے
یہاں توحید مسند ہے، یقیں تکیہ ہے مسند کا

یہی معراجِ انساں ہے، بدن خاکِ مدینہ ہو
وہ گنبد ہو ٹھکانا طائرِ روحِ مقیّد کا

رسائی اُن کے روضے تک، عنایت ہے مشیت کی
سعادت ہے بصارت کی، نظارہ سبز گنبد کا

محبت آپ کی، روزِ جزا ضامن شفاعت کی
غلامی آپ کے دَر کی، دیا ہے میرے مرقد کا

مجھے بھی کاشفِ اسرارِ حق وہ اسم بتلادے
کہ کُھل جائے مرے سینے کے اندر قفلِ ابجد کا

نہ جانے اشتراکِ حسنِ معنی کس قدر ہوگا
خدا ہی جانتا ہے راز اِس لفظِ مشدّد کا

قیامت میں جو پُرسش ہو کہ پرتوؔ کس کا چاکر ہو
پکاروں جذبِ دل سے مَیں، محمدؐ کا، محمدؐ کا!

راغبؔ مرادآبادی

نعتِ محمدؐ عربی جب شروع ہو
لب پر درود بھی بہ خشوع و خضوع ہو

بے روح ہے بغیر حضوری کے زندگی
مثلِ حضورؐ، محوِ سجود و رکوع ہو

محشر میں بھی نہ ہوگا اُجالا یقین ہے
جب تک نہ آفتابِ شفاعت طلوع ہو

دو گز زمیں مجھے کسی ایسی جگہ ملے
نزدِ مدینہ جس کا محلِ وقوع ہو

مانگوں مَیں صرف حُبِّ رسولِ انام ہی
میری دعا قبول جو ربِّ سموع ہو

فاقے ہیں اور شکم پہ ہے پتھر بندھا ہوا
صبرِ جمیل ایسا کہ درمانِ جوع ہو

راغبؔ خدا گواہ، وہ کافر ہے سر بسر
بعدِ حضور جو بھی نبی شموع ہو

منوّر بدایونی

ہر دل کی تسلّی بھی ہے، ہر غم کی دوا بھی
کیا چیز ہے مولاؐ تری خاکِ کفِ پا بھی
تم سا کوئی اے ختمِ رسل اور ہوا بھی
مقصودِ خدائی بھی ہو، محبوبِ خدا بھی

ڈاکٹر آنند موہن زُتشی گلزارؔ دہلوی

لا سے الاالـلـہ کی بڑھ کر صدا دیتا ہے کون
قـل هـو اللهُ أحد ہم کو سنا دیتا ہے کون

ہر طرف جب پتھروں میں ڈھونڈتے ہیں ہم خدا
کفر اور الحاد کے پردے اُٹھا دیتا ہے کون

گالیاں اور سر پہ کوڑا جب یہودن سے ملے
اُس کو بیماری میں بھی جا کر دوا دیتا ہے کون

گل شجر سارے سمندر جسکی مدحت میں غریب
ماسوا، اللہ کے اُس کو ثنا دیتا ہے کون

اہلِ کعبہ زر جواہر اور حسیں حاضر کریں
واحد و لا شرک کی شمعیں جلا دیتا ہے کون

جس نے گلزارِ ارم خاکِ مدینہ کو کیا
اُس سے نسبت اور تعشق کی جزا دیتا ہے کون

....

ڈاکٹر رادھا رمن جوشؔ بدایونی

ہادیٔ جادۂ حق، رہبرِ دین و دنیا
اُن کو اتنا ہی جو سمجھا ہے، وہ سمجھا کیا ہے
ایک انوارِ مجسّم تھے حضورِ والاؐ
نور ہی نور جہاں ہو، وہاں سایہ کیا ہے

بیکلؔ اُتساہی

سحر نے اپنی شعاعوں سے نور برسایا
شفق نے لال دوپٹے کو اور پھیلایا
وہ آفتاب نے پرچم سنہرا لہرایا
ہر ایک شے کے تعاقب میں پڑ گیا سایا
وہ شمع حسن کی محفل میں ٹمٹماتی ہے
مجھے تو شاہِ مدینہؐ کی یاد آتی ہے

ہوا وہ کھیت میں پودوں سے پیار کرتی ہے
وہ چھیڑ چھاڑ گلوں سے بہار کرتی ہے
قمر سے آنکھیں چکوری دوچار کرتی ہے
فضا میں وقت کی گھڑیاں شمار کرتی ہے
صدا پپیہے کی الفت کا رس پلاتی ہے
مجھے تو شاہِ مدینہؐ کی یاد آتی ہے

وہ دیکھ موجیں بغل گیر ہیں کناروں سے
وہ ناؤ بہتی چلی جاتی ہے سہاروں سے
وہ جھینگروں کی صدا آتی ہے مزاروں سے
وہ جگنوؤں کی چمک بن گئی شراروں سے
خموش رات وہ قدرت کا دف بجاتی ہے
مجھے تو شاہِ مدینہؐ کی یاد آتی ہے

صبا کا جھونکا وہ غنچوں کو گدگداتا ہے
خیال اُن کا دل و جسم کو جگاتا ہے
نقابِ شب کو رُخِ صبح سے ہٹاتا ہے
وہ مست بھونرا کہ بیکلؔ ہے گنگناتا ہے
چمن میں اوس وہ پھولوں کا منہ دھلاتی ہے
مجھے تو شاہِ مدینہؐ کی یاد آتی ہے

"MOHAMMET'S SONG"

مشہور جرمن شاعر و فلسفی "گوئٹے"

منظوم ترجمہ: **ڈاکٹر شان الحق حقی**

وہ پاکیزہ چشمہ
جو اوج فلک سے چٹانوں پہ اترا
درخشاں ستارے کی تھی جوت جس کے بدن میں
سحابوں سے اوپر، بلند آسماں میں
پرافشاں ملائک کی چشم نگہداشت کے سائے سائے
چٹانوں کی آغوش میں عہد برنائی تک جوئے جولاں بنا
چٹانوں سے نیچے اُترتے اُترتے
وہ کتنے رنگا رنگ، انگھڑ، خزف ریزے
دامان شفقت میں اپنے سمیٹے
بہت سے سسکتے ہوئے، رینگتے
سست، کم مایہ سوتوں کو چونکاتا، للکارتا
ساتھ لیتا ہوا خوش خراماں چلا
بے نمو وادیاں جاگ اُٹھیں، لہلہانے لگیں
جس طرف اُس کا رُخ پھر گیا
اُس کے فیضِ کرم سے بہار آ گئی
اُس کے آگے ابھی اور صحرا بھی تھے
خشک نہریں بھی تھیں، اُترے دریا بھی تھے
سب اُس سیلِ جاں بخش کے منتظر
جوق در جوق پاس اُس کے آنے لگے
شور آمد کا اُس کی اُٹھانے لگے

راہبر ساتھ ہم کو بھی لیتے چلو
کب سے تھیں پستیاں ہم کو جکڑے ہوئے
راہ روکے ہوئے، پاؤں پکڑے ہوئے
یاد آتا ہے مسکن پرانا ہمیں
آسمانوں کی جانب ہے جانا ہمیں
ورنہ یوں ہی نشیبوں میں دھنس جائیں گے
جال میں ان زمینوں کے پھنس جائیں گے
اپنے خالق کی آواز کانوں میں ہے
اپنی منزل وہیں آسمانوں میں ہے
گرد آلود ہیں، پاک کردے ہمیں
آ، ہم آغوشِ افلاک کردے ہمیں!

وہ رواں ہے، رواں ہے، رواں اب بھی ہے
ساتھ ساتھ اُس کے اک کارواں اب بھی ہے
شہر آتے رہے، شہر جاتے رہے
اُس کے دَم سے سبھی فیض پاتے رہے
اُس کے ہر موڑ پر ایک دنیا نئی
ہر قدم پر طلوع ایک فردا نئی
قصر اُبھرا کئے، خواب ہوتے گئے
کتنے منظر تہِ آب ہوتے گئے
شاہ اور شاہیاں خواب ہوتی گئیں
عظمتیں کتنی نایاب ہوتی گئیں
ہے وہ رحمت کا دھارا مسلسل رواں
از فلک تا زمیں، از زمیں تا فلک
از ازل تا ابد، جاوداں، بے کراں
دشت و دَر، گلشن و گُل سے بے واسطہ
فیضیاب اُس سے کُل
اور خود کُل سے بے واسطہ۔۔!

نیاز فتح پوری

تحیّر ہے زمانے کو کہ یہ افسوں تھا یا کیا تھا
سوادِ کفر کو جس نے مٹا کے رکھ دیا، کیا تھا
بپا کی جس نے تاریکی میں یہ بزمِ ضیا، کیا تھا
وہ آخر کون تھا، جن و ملک تھا، انس تھا، کیا تھا
بظاہر یوں تو وہ اک فردِ ہی تھا نوعِ انساں کا
بباطن تھا مگر اک تیز جلوہ نورِ یزداں کا
وہ صبر و حلم کی عادت، فداکاری کا وہ جذبہ
جمالِ سحر آگیں اور وہ عزمِ فلک پیما
نہیں تھا اُس کا مسلک صرف ابراہیم کا شیوہ
بہم تھے اُس میں ایوب و مسیح و یوسف و موسیٰ
نبی تھے سب اگر تارے تو یہ بدرِ درخشاں تھا
اگر وہ بدرِ روشن تھے تو یہ خورشیدِ تاباں تھا
نبوت ختم ہے اس پر یہ اپنا دین و ایماں ہے
وہ ہے مثل آپ ہی اپنا یہ مرکوزِ دل و جاں ہے
محمدؐ سا اگر دنیا میں کوئی اور انساں ہے
تو میں کہہ دوں گا ہنستے خدا ہونا بھی آساں ہے
گر انساں ہمسرِ شانِ رحیمی ہو نہیں سکتا
تو کوئی رحمۃ للعالمیں بھی ہو نہیں سکتا
وہی ہے اپنا آقا اور وہی مالک ہمارا ہے
اُسی کا دین و دنیا میں فقط ہم کو سہارا ہے
وجود اُس کا فراغِ ہر دو عالم کا اشارا ہے
اگر طوفان ہے دنیا تو وہ اس کا کنارا ہے
ہمیں سیلاب کا کیا ڈر ہو جب وہ ناخدا ٹھہرے
ہمیں کیا فکر جب ایسے شہنشہ کے گدا ٹھہرے

ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر

یہی تھا مدعا تکمیلِ دیں، ختمِ رسالت کا
کہ اب آغاز ہے نشو و نمائے آدمیت کا

یہ شرکت تھی محبت کی، یہ ساجھا تھا معیشت کا
نمازوں کی صفوں میں رہ گیا چرچا اخوت کا

شبِ معراج پردہ اُٹھ گیا روئے حقیقت کا
رہا باقی نہ کوئی تفرقہ غیب و شہادت کا

وہ جو چاہیں، وہ جو کرلیں، وہی کچھ عین قدرت ہے
نہ مَیں قائل خوارق کا، نہ مَیں قائل کرامت کا

چلا ہے کاروانِ شوق، آپہنچا، وہ آپہنچا
وہ ہریالہ اُفق، وہ گنبدِ خضرا ہے حضرتؐ کا

سنبھل اے چشمِ تر! اے آہ مہلت دے کہ کچھ کہہ لیں
بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے موقع آج خلوت کا

تجھے دار و رسن، رنج و محن، کچھ بھی نہیں حاصل
تو پھر تاثیر کس برتے پہ ہے دعویٰ محبت کا

.......•••••.......

قمر لغاری

سندھی نعتیہ ثلاثی

پیارو مدنی مرسلؐ
مدنی آھے اکمل
مرسل اکمل افضل

صہبا اختر

اے خلیلؐ و کلیمؐ و مُنیرؐ و نسیبؐ
اے مُطیعؐ و شفیعؐ و سمیعؐ و قریبؐ
اُمّیؐ و ہاشمیؐ و فصیحؐ و خطیبؐ
اے رشیدؐ و شہیدؐ و عزیزؐ و حبیبؐ
افسرِ اتقیاءؐ، سرورِ اصفیاءؐ
صادقؐ و ناطقؐ و طیبؐ و مُرتضیٰؐ
حاشرؐ و قاسمؐ و سرفرازؐ و مُبیںؐ
والیٔ اولیاءؐ، سیدالافضلیںؐ
اے محمدؐ بھی، حامدؐ بھی، محمودؐ بھی
عابدؐ و ساجدؐ و نورِ مسجود بھی
اے بشیرؐ و نذیرؐ، اے تقیؐ، اے نبیؐ
اے سراجؐ و یتیمؐ و عظیمؐ و غنیؐ
عظمتِ بیکراںؐ، رحمتِ مستقلؐ
مومنؐ و ناصرؐ و طاہرؐ و پاک دلؐ
حافظؐ و واعظؐ و مستجیبؐ و امیںؐ
خاتم الانبیاءؐ، خاتم المرسلیںؐ
صاحبِ تاج و معراجؐ و خیرالوریٰؐ
آپ صلِ علیٰ، مجتبیٰؐ، مصطفیٰؐ
آپ صدرالعلیٰؐ، آپ نورالہدیٰؐ
آپ شمس الضحیٰؐ، آپ بدرالدجیٰؐ
نور گش آپ کا سدرۃ المنتہیٰ
قابَ قوسین تک آپ کے نقشِ پا
آپ کے نغمہ گر، آسماں اور زمیں
سیدالاولیںؐ، اشرف الآخریںؐ

سلیم احمد

شوق بے حد، غمِ دل، دیدۂ تر مل جائے
مجھ کو طیبہ کے لئے رختِ سفر مل جائے

نامِ احمدؐ کا اثر دیکھو جب آئے لب پر
چشمِ بے مایہ کو آنسو کا گہر مل جائے

چشمِ خیرہ نگراں ہے رُخِ آقاؐ کی طرف
جیسے خورشید سے ذرے کی نظر مل جائے

یادِ طیبہ کی گھنی چھاؤں ہے سر پر میرے
جیسے تپتی ہوئی راہوں میں شجر مل جائے

نخلِ صحرا کی طرح خشک ہوں، وہ ابرِ کرم
مجھ پہ برسے تو مجھے برگ و شجر مل جائے

.......•••••.......

محمد فیروز شاہ

اسمِ محمدؐ

یہ نام ہی ایسا ہے
ہونٹوں سے ادا ہو جب
لب چومتے ہیں اس کو
دیتی ہے زباں بوسہ
اور اسمِ محمدؐ کی تاثیر نکھرتی ہے!!!

منیرؔ نیازی

عجزِ بیان درباب نعت

ایک بے رشتہ جہاں میں عالمِ خلقِ خدا
اور اُس کے درمیاں اعلانِ فکرِ رہ نما

ایک باطل وقت کے شام و سحر میں زندگی
ایک گُم گشتہ حقیقت کے نگر میں زندگی

جن میں ناموجود تھا مَیں، وہ زمانہ دُور کا
جن میں ناآباد تھا مَیں، وہ زمانہ دُور کا

وہ فضا اُس دَور کی اُس میں جمالِ مصطفےٰؐ
جہل کی تاریکیوں میں شہر سا اک نور کا

اِس زمانے میں مَیں اُس کا ذکر کرتا کس طرح
اُس زمانے کے سخن میں فکر بھرتا کس طرح

باب روشن اِس قدر تھا اُس جہانِ حُسن کا
رعب دل میں اِس قدر تھا اُس بیانِ حُسن کا

حوصلہ مجھ میں نہ تھا تو بات کہتا کس طرح
یہ مِرا منصب نہ تھا تو نعت کہتا کس طرح

O

مَیں جو اِک بَرباد ہوں، آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسمِ محمدؐ شاد رکھتا ہے مجھے

انجم رومانی

اُفق دل سے پرے، حدِ نظر سے آگے
کون پہنچا ہے مقاماتِ سفر سے آگے

اک سفر اور بھی ہے پائے سفر سے آزاد
اک مقام اور بھی ہے کوئے خبر سے آگے

کس کا اعجاز ہے! یہ ریت کے مُردہ ذرّے
آن کی آن میں تھے شمس و قمر سے آگے

دشت و دریا میں ہوئے قافلہ سالار وہ لوگ
ہَول آتا تھا جنہیں اپنے ہی گھر سے آگے

ایک دنیا کے دلوں پہ ہوا قبضہ اُن کا
جو نپٹ سکتے نہ تھے اپنے ہی سَر سے آگے

نہ رہا دہر میں کوئی بھی مقابل اُن کا
گِر چکے تھے جو زمانے کی نظر سے آگے

اُن پہ کُھلتے ہیں درِ رحمتِ باری کیا کیا
جن کے آگے نہیں دَر آپ کے دَر سے آگے

دل کے انداز ہی کچھ اور ہیں اب کے انجم
ورنہ اِس دشت پہ بادل کئی بَرسے آگے

محسنؔ بھوپالی

لازم ہے اِس سے پہلے کہ نعتِ نبیؐ لکھوں
جو کچھ لکھا ہے، کچھ نہیں لکھا، یہی لکھوں

--ق--

پاسِ ادب میں جُنبشِ لب کی کہاں مجال
اور شوقِ مدح اس پہ مُصر ہے، ابھی لکھوں
وہ کائناتِ علم ہیں، وہ علمِ کائنات
منجملۂ صفات لکھوں تو یہی لکھوں

جو اُن سے آشنا ہوا حق آشنا ہوا
آگاہیِ نبیؐ کو خدا آگہی لکھوں

یارب عطا وہ ذہن رسا ہو کہ نعت میں
جو ماورائے فکر ہے، وہ بھی کبھی لکھوں

اُس جُزوِ نورِ کُل سے ہے تابندگی تمام
مَیں کیوں نہ اُس کے سائے کو بھی روشنی لکھوں

اعجاز رضوی

وہ جس نے ظلمت کے تپتے صحرا میں نور بویا
وہ جس نے وحشت کے جنگلوں میں شعور بویا
وہ روشنی کا کُھلا سمندر
وہ جراُتوں کا اک استعارہ
وہ ابنِ آدم کی کالی راتوں میں آنے والا سحر
ستارہ۔۔۔۔۔ نبیؐ ہمارا!!!

سحرؔ انصاری

آساں ہو کچھ منزلِ عرفانِ محمدؐ
مل جائے اگر گوشۂ دامانِ محمدؐ

بخشی دلِ انساں کو مئے حُرمتِ انساں
اللہ رے، اللہ رے، احسانِ محمدؐ

کیوں چھائے کسی قریۂ ہستی پہ اندھیرا
ہو جلوہ فگن جب رُخِ تابانِ محمدؐ

اے جانِ طلب! تونے کبھی غور کیا ہے
جو کچھ بھی رہا ہے سُرو سامانِ محمدؐ

ہم دولتِ کونین کو ٹھکراتے رہے ہیں
ہم روزِ ازل سے ہیں غلامانِ محمدؐ

اللہ کے بندوں کو ستانا نہیں اچھا
ہے نقش مرے دل پہ یہ فرمانِ محمدؐ

دوری درِ والا سے اگر ہے تو جہنم
جنت ہے سحرؔ لطفِ فراوانِ محمدؐ

....

وسیم بریلوی

مدینے حاضری دینے کا یہ معیار ہوجائے
وہی جائے کہ جس کو لوٹنا دشوار ہوجائے

محسنؔ احسان

غبارِ رہ کو شناسائے نو بہار کیا
غریبِ شہر تھا، مولاؐ نے شہریار کیا

محبتوں کے عجب حرف لوحِ دل پہ لکھے
شفاعتوں کو معافی سے ہمکنار کیا

عدو کے واسطے بھی خیر کی دعا مانگی
رفاقتوں کی روایت کو اختیار کیا

چلے زمیں سے تو افلاک کی حدیں چھولیں
رُکے تو قرنوں کو لمحات میں شمار کیا

غرورِ خود نگری پاؤں سے کُچل ڈالا
حصولِ دولت و حشمت کو بے وقار کیا

لباسِ فقر کو خلعت سے معتبر جانا
منافقت کے لبادے کو تار تار کیا

عمل نہ ہو تو یہ دنیا جہان بے معنی
یہ راز سب کی نگاہوں پہ آشکار کیا

مجھے یہ فخر ہے، میرے رسولؐ نے محسنؔ
یتیم و بے کس و بے آسرا سے پیار کیا

افتخار عارف

مرا شرف کہ تُو مجھے جوازِ افتخار دے
فقیرِ شہرِ علم ہوں زکوٰۃِ اعتبار دے

مَیں جیسے تیسے ٹوٹے پھوٹے لفظ گھڑ کے آگیا
کہ اب یہ تیرا کام ہے بگاڑ دے سنوار دے

مرے امین آنسوؤں کی نذر ہے قبول کر
مرے کریم اور کیا ترا گناہ گار دے

نگاہداریٔ بہارِ آرزو کے واسطے
ہمارے نخلِ جاں کو بھی کوئی نگاہدار دے

ترے کرم کی بارشوں سے سارے باغ کھل اٹھیں
ہوائے مہر نفرتوں کا سارا زہر مار دے

قیامتیں گزر رہی ہیں کوئی شہسوار بھیج
وہ شہسوار، جو لہو میں روشنی اُتار دے

وہ آفتاب بھیج جس کی تابشیں ابد تلک
مَیں دادخواہِ اجر ہوں جزائے انتظار دے

....

ریاضؔ مجید

خلا سے دیکھیے تو خاتمِ زمیں میں ریاضؔ
نگیں کی طرح دمکتا ہے گنبدِ خضرا

علامہ طالبؔ جوہری

مَیں کہ ہوں ابلاغ کی قوّت سے بھی کچھ بہرہ یاب
دوشِ منبر ہے میرے فنِ خطابت کا وطن

سوچتا یہ ہوں کہ تیرا تذکرہ کیوں کر کروں
اے کلیمِ طورِ مدحت! اے مسیحِ چرخِ فن!

اے نبیؐ! اک اُمّتی کے لب کو دے اذنِ کلام
اے رسولؐ! اِس ناطقہ کو بخش یارائے سخن

ڈال دے الفاظ کے کشکول میں معنی کی بھیک
بخش دے روحِ تخیّل کو فصاحت کا بدن

حرفِ کُن کا سامعِ اوّل، اساسِ پنجتن
نورِ مطلق،انجمن بردوش، شمعِ انجمن

وہ کہ جس کی فکر کے جوہر نفس اندر نفس
وہ کہ جس کے نطق کے موتی دہن اندر دہن

کیا کتابِ انفس و آفاق،کیا اوراقِ عقل
کیا قلم، کیا لوح، کیا عرشِ عُلا کا بانکپن

سب ہیں اُس کی بارگاہِ قُدس کے دریوزہ گر
جو عطا اندر عطا یعنی زمن اندر زمن

محمد علی موجؔ رامپوری

"رحمت للعالمین"

وہ اک انساں
توکّل جس کا تکیہ
قناعت جس کا بستر

عَلم سچّائی کا
ایمان کے مضبوط ہاتھوں میں اُٹھائے
دروغِ وقت کے لشکر کے آگے

تنِ تنہا کھڑا ہے
زمیں اُس کو دعائیں دے رہی ہے
فلک اُس کی بلائیں لے رہا ہے!!

.......!!!!......

بھگراج رائے مسرورؔ

مدینے میں بُلا لو مجھ کو بس اب شاہِ دیںؐ جلدی
بجائے حق پرستی، ہند میں اب بُت پرستی ہے

جو مقبولِ خدا ہوتا ہے دیتی ہے اُسے راحت
جو معتوبِ خدا ہوتا ہے اُس کو گور رکھتی ہے

سدا ابرِ کرم چھایا ہوا مسرورؔ رہتا ہے
نبیؐ کی قبر پہ اللہ کی رحمت برستی ہے

امجد اسلام امجدؔ

حرا کی خلوتوں میں جو شہِ لولاک پہ اُترا
رہے گا حشر تک امجدؔ اُسی پیغام کا چرچا

خوشا راہیں کہ جن پر آپ نے اپنے قدم رکھے
خوشا آنکھیں کہ جن کے بخت میں تھا آپ کا چہرا

ترے الطافِ بے حد سے نہیں رہتی کوئی مشکل
ترے دریائے رحمت سے نہیں پلٹا کوئی پیاسا

ترے روضے کے گنبد پر نظر جس وقت ٹھہری تھی
وہی لمحہ کنارا تھا مرے دشتِ تمنّا کا

ترے شہرِ مکرّم کی ہوا میں سانس لیتے ہی
مرے سینے کا سارا بوجھ جیسے ہوگیا ہلکا

وہ مسجد، جس کی دیواریں تری خوشبو سے روشن ہیں
خوشا قسمت کہ مَیں نے اُس کی مٹّی پر کیا سجدہ

نہ رستہ ہے، نہ منزل ہے، عجب آشوب میں دل ہے
مرے ہادی، مرے رہبر، مرے مولا، مرے آقا!

ازل سے تا ابد امجدؔ، درود اُس پر، سلام اُس پر
کہ جس نے آدمی کو آدمی کا مرتبہ بخشا

رشیدہ عیاںؔ

راحتِ قلبِ عاشقاں، صلِّ علیٰ محمدؐ
باعثِ خلقِ انس و جاں، صلِّ علیٰ محمدؐ

عشقِ حضورؐ ہو جسے، فکرِ مآل کیا اُسے
ہے یہ متاعِ دوجہاں، صلِّ علیٰ محمدؐ

میرے ہر ایک سانس میں صلِّ علیٰ کی ہے صدا
روح نہ کیوں ہو نغمہ خواں، صلِّ علیٰ محمدؐ

وجہِ بنائے کائنات، قدموں میں تیرے شش جہات
زیرِ نگیں ہیں دو جہاں، صلِّ علیٰ محمدؐ

تو ہے حبیبِ اصلِ ذات، کیا ہوں بیاں تری صفات
آئینہ دارِ لامکاں، صلِّ علیٰ محمدؐ

شام و سحر ترا خیال، تجھ پہ درود روز و شب
ہے یہی شغلِ طالباں، صلِّ علیٰ محمدؐ

مُنفعل و نفور ہوں اپنے عمل سے اے حضورؐ!
آپ شفیعِ عاصیاں صلِّ علیٰ محمدؐ

حسنِ ریاضِ فکر ہے، شہرِ دلِ عیاںؔ میں ہے
بیت نگارِ حق نہاں، صلِّ علیٰ محمدؐ

نیازؔ گلبرگوی

مدینہ بندگی کا آئینہ ہے
حرم شانِ شہی کا آئینہ ہے

جسے کہتے ہیں فردوسِ بریں وہ
مدینے کی گلی کا آئینہ ہے

جھلکتا ہے جمالِ غیب جس میں
نبیؐ کی حاضری کا آئینہ ہے

یہ جاں ہے امرِ ربیّ کا کرشمہ
"یہ دل عشقِ نبیؐ کا آئینہ ہے"

ہماری بے کسی، آشفتہ حالی
ہماری گمرہی کا آئینہ ہے

تجلّی کا تماشہ کون کرتا
مکدّر ہر کسی کا آئینہ ہے

ہے جنت اُس کی رحمت کا تماشہ
یہ رحمت بھی نبیؐ کا آئینہ ہے

نیازؔ خوش نوا، یہ حُسنِ صورت
جو خالق ہے اُسی کا آئینہ ہے

رحمٰن کیانی

لوگو سنو! جنابِ رسالتمآبؐ میں
شانِ رسولؐ، صاحبِ سیف و کتاب میں
ماحی لقب، نبیِ ملاحمؐ کے باب میں
کرتا ہوں فکرِ مدح تو جوشِ خطاب میں
مصرع زباں پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نیام سے

مانا حبیبِ خالقِ اکبر رسولؐ ہیں
خیرالوریٰ و شافعِ محشر رسولؐ ہیں
عین النعیم، ساقیِ کوثر رسولؐ ہیں
شمع و چراغِ مسجد و منبر رسولؐ ہیں
لیکن جو ذات مدحِ بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھیے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیمبر کو پوچھیے
خندق کا ذکر کیجیے، خیبر کو پوچھیے
بدر و اُحد کے قائدِ لشکر کو پوچھیے
یا غزوۂ تبوک کے سَرور کو پوچھیے
ہم کو حُنین و مکّہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم اُمّتیِ بانیٔ رسمِ جہاد ہیں

ایسے یقیں نہ آئے تو، پیرانِ خانقاہ
مع جُبّہ و کُلاہ، مُریدانِ بارگاہ
اک دن ہمارے ساتھ چلو سوئے رزم گاہ
تم کو دکھائیں طُرفہ تماشہ، خدا گواہ
دیتے ہیں کیسے جان، کٹاتے ہیں کیسے سَر
پڑھتے ہوئے درود محمدؐ کے نام پر!

صبا اکبرآبادی

وہ ذات جس کو کہتے ہیں سردارِ انبیاءؐ
مقصودِ کُن، محیطِ کرم، مخزنِ عطا
تخلیقِ اوّلیں، شہِ لولاک، مصطفےٰؐ
شاہِ عرب، شہنشہِ کونین و ما سوا
نورِ خدا سے خلق ہوا، نور بن گیا
خود ناظرِ تجلّیِ مستور بن گیا

ذاتِ محمدؐ عربی ہے وہ پاک ذات
آئینہ جس کے واسطے تھی بزمِ شش جہات
اُس کو کھلی کتاب تھے اسرارِ کائنات
وہ شاہد و شہود، وہی ناظرِ حیات
روشن تھے اُس پہ حال عدم اور وجود کے
پردے اُٹھے ہوئے تھے غیاب و شہود کے

عنوانِ آفرینش و سرنامۂ وجود
اُس کی نظر کے سامنے اقلیم ہست و بود
آئینہ اُس کے واسطے کونین کی نمود
کیوں اُسکے نام پر نہ زمانہ پڑھے درود
حُسنِ نظر بھی اُس میں، صفاتِ ضمیر بھی
وہ باصرہ نواز بھی ہے اور بصیر بھی

اُترا زمینِ مکّہ پر اِس آن بان سے
صلِ علیٰ کی آئی صدا آسمان سے
گزرا مصیبتوں کے ہر اک امتحان سے
دیکھا مآلِ کار بصیرت کی شان سے
حُسن و جمالِ ذاتِ اَحد دیکھتی ہوئی
آنکھیں ازل سے تا بہ ابد دیکھتی ہوئی

تابش دہلوی

وہ ذات جس کے گھر سے ہے تقسیم نور کی
وہ جس کا جسمِ پاک ہے تجسیم نور کی
وہ جس نے نور ہو کے دی تعلیم نور کی
وہ جس کا نور کرتا ہے ترمیم نور کی
سارے حجاب اُس کی تجلّی سے ہٹ گئے
نکلا جو آفتاب، اندھیرے سمٹ گئے

ایسا نبیؐ، ضرورتِ عالم ہے جس کی ذات
ایسا رسولؐ، علّتِ عالم ہے جس کی ذات
ایسا وصیلؐ، وحدتِ عالم ہے جس کی ذات
ایسا رحیمؐ، رحمتِ عالم ہے جس کی ذات
ساری صفات جمع ہیں اُس ایک ذات میں
اُس کا کوئی مثیل نہیں کائنات میں

تخلیقِ کائنات کا مقصد ہے جس کا نام
بعد از خدا مقدس و امجد ہے جس کا نام
ہیں جتنے نام اُن میں مُجرّد ہے جس کا نام
محمودؐ، حامدؐ، اور محمدؐ ہے جس کا نام
اُس کے لئے درود کی سوغات بھیجیے
اک اک نفس میں بھیجیے، دن رات بھیجیے

○

عاشور کاظمی

سلام اُس پر، دُرود اُس پر
یہ ایسے صادق کا ذکر ہے جو صداقتوں کا امین بھی تھا
زمین کی پستیوں پہ رہ کر، فلک کا رفعت نشین بھی تھا
جو بے یقینی کی تیرگی میں، اک آفتابِ یقین بھی تھا
وہ ایسا اُمّی
جو علم و عرفان و آگہی کی کتاب لایا
شرافتوں کا نصاب لایا، نجابتوں کا حساب لایا
جو فکر کے بحرِ منجمد میں، تموّج اور انقلاب لایا
وہ جس نے دولت کا سحر توڑا
بلالؓ کو راہبر بنایا
حصارِ ظلم و ستم گرایا، سلامتی کا نگر بنایا
غرور و نخوت کو بے حقیقت، تو عجز کو معتبر بنایا
اُسی کا صدقہ
کہ سرزمینِ عرب کا صحرا ہے رشکِ گلشن
فضائیں نغمے سنا رہی ہیں، زمیں سونا اگل رہی ہے
اُسی کا صدقہ
کہ بے ضمیروں کی ایک ٹولی زر و جواہر میں پل رہی ہے
لرزتے ہاتھوں میں جام و مینا، نجس زبانوں پہ نام اُس کا
عمل، ابوجہل و ابرہا کا، نمائشی احترام اُس کا
غلیظ جسموں پہ صاف کپڑے شبیہ اُس کے لباس کی ہیں
یہ زندہ لاشے، مسرتوں کی جبیں پہ تصویر یاس کی ہیں
جو اُس کے مسلک سے منحرف ہیں
وہ پاسبانِ حرم بنے ہیں
جو ساری ملّت کے حق کے غاصب ہیں
آج اہلِ کرم بنے ہیں
یہ صاحبانِ کلاہ و نخوت، یہ دشمنانِ رہِ صداقت
کہ عصرِ حاضر کے سارے رُشدی
انہیں کے سائے میں پل رہے ہیں
یہ سارے فرعون، سارے نمرود، سارے رُشدی
انہی سے تھی جنگ کل ہماری

بقیہ۔ "عاشور کاظمی"----

انہی سے پھر آج معرکہ ہے
رہِ صداقت پہ چلنے والو، حُسینی رہبر نے سچ کہا ہے
ہمارا ہر روز، روزِ عاشور اور ہر گام کربلا ہے
سلام اُس پر، دُرود اُس پر
جو بے یقینی کی تیرگی میں اک آفتابِ یقین بھی تھا!!!

شہزاد احمد

آنکھوں میں نورِ دل میں بصیرت ہے آپؐ سے
مَیں خود تو کچھ نہیں مری قیمت ہے آپؐ سے

ہے آپؐ ہی کے دَم سے یہ ایمان کی زمین
اور دین کی یہ چھت بھی سلامت ہے آپؐ سے

ہے آپؐ کا کرم یہ مری خواہشِ نمو
گر خاک ہوں مگر مجھے نسبت ہے آپؐ سے

یہ آپؐ ہی کا فیض دلوں کا گداز ہے
ان برف کی تہوں میں حرارت ہے آپؐ سے

جو بے خبر ہیں ان کی ہیں آنکھیں بجھی ہوئی
جو جاگتے ہیں اُن کو محبت ہے آپؐ سے

جب آپؐ نے دکھائیں تو راہیں دکھائی دیں
یعنی دل و نگاہ کی وسعت ہے آپؐ سے

اس خاک کو کیا ہے ستاروں سے بھی بلند
انسانیت کی شوکت و عظمت ہے آپؐ سے

اس مہر و مہ سے تیرہ شبی کم نہیں ہوئی
دنیا کو روشنی کی ضرورت ہے آپؐ سے

شوکت ہاشمی

سامنے ہیں سرورِ کون و مکاں، آہستہ بول
اے لبِ لرزاں، دلِ گریہ کناں، آہستہ بول
اے وفورِ شوق، اے جذبِ رواں، آہستہ بول
یہ سماں ہے صبحِ طیبہ کا سماں، آہستہ بول
اے غلامِ مصطفیٰؐ، یہ ہے مقامِ مصطفےٰ
آپ محوِ استراحت ہیں یہاں، آہستہ بول
میرے اُن کے درمیاں حرفِ سخن کچھ اور ہے
اے زمانے! میرے اُن کے درمیاں، آہستہ بول
مَیں زمینِ گلشنِ طیبہ پہ ہوں محوِ خرام
اے دیارِ کہکشاں، اے آسمان، آہستہ بول
یہ دیارِ سرورِ دیںؐ ہے، ذرا آہستہ چل
آ رہی ہے دل کے کعبے سے اذاں، آہستہ بول
بولنا چاہوں اگر مَیں اپنے آقاؐ کے حضور
بول اُٹھتا ہے مرا دردِ نہاں، آہستہ بول
یہ سلامِ زندگی، پیشِ امامِ زندگی
بولنے والے مثالِ قدسیاں، آہستہ بول
لطف تو جب ہے کہ اُن سے بات ہو بولے بغیر
بول، لیکن صاحبِ تسلیمِ جاں، آہستہ بول
رحمتِ کلؐ سے زبانِ گلفشاں میں بات کر
بات کر، پھر بھی زبانِ گلفشاں، آہستہ بول
بولنا واجب نہیں سرکارؐ کے دربار میں
آپ سُن لیتے ہیں اشکوں کی زباں، آہستہ بول
اُن کو بے حرف و صدا بھی پیش کرتے ہیں سلام
کیا زمیں، کیا آسماں، کیا انس و جاں، آہستہ بول

امید فاضلی

کبھی یٰسین و مُبشّر کبھی طٰہٰ لکھوں
زندہ جب تک رہوں نعتِ شہِ والا لکھوں

عشقِ سرکارِ دوعالمؐ ہے اگر کفر تو پھر
خود کو کچھ اور نہ کافر کے علاوہ لکھوں

نعت لکھنے کی تمنا لئے اس سوچ میں ہوں
خود جو ممدوحِ خدا ہو، اُسے مَیں کیا لکھوں

اُن کے دَر سے مجھے مل جائے سلامی کی سند
میرے معبود! کوئی لفظ مَیں ایسا لکھوں

قابَ قوسین نے حد کھینچ رکھی ہے ورنہ
ذکرِ معراج کا چھڑ جائے تو کیا کیا لکھوں

سایہ گستر نہ ہو گر صورتِ واللّیل وہ زلف
ساری دنیا کو مَیں تپتا ہوا صحرا لکھوں

وہ بھی دن آئے کہ ہر دل میں وہی وہ ہوں مکیں
اور مَیں ناز سے ہر دل کو مدینہ لکھوں

ہر نفس تازہ تغیر کا ہدف ہے دنیا
جز ترے، دہر میں آقا! کسے اپنا لکھوں

طفیل ہوشیارپوری

ذاتِ حق کا ہوا عرفان ترے آنے سے
ہوئی اللہ کی پہچان ترے آنے سے

پَردۂ ذہن میں مستور تھی ذاتِ باری
دل بنے مرکزِ ایقان ترے آنے سے

بخدا کفر کی آغوش میں پلنے والے
ہوگئے صاحبِ ایمان ترے آنے سے

بادشاہوں کے مقدر میں نہ تحریر ہوئی
جو گداؤں کو ملی شان ترے آنے سے

منکشف دیدہ و دل پر ہوئے اسرارِ نہاں
مِل گئی دولتِ وجدان ترے آنے سے

وہ نظر جس میں اندھیروں کے سِوا کچھ بھی نہ تھا
بَنی اللہ کی بُرہان ترے آنے سے

کیوں نہ اے شافعِ محشر ترا مانیں احساں
بخششوں کا ہوا سامان ترے آنے سے

ہوئی کونین میں تکریمِ بشر تیرے طفیل
بڑھ گئی عظمتِ انسان ترے آنے سے

سید ضمیر جعفری

یہ گلیاں دیکھ لیں میں نے، یہ پانی پی لیا میں نے
تری رحمت کے صدقے اِس گھڑی تک جی لیا میں نے

محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ، محبوب سبحانی
دلِ کونین کی دھڑکن، رُخِ ہستی کی تابانی

ترے دَر سے اگر نسبت نہ رکھے لوحِ پیشانی
تو کشکولِ گدائی ہے یہ درویشی کہ سلطانی

وہ اک اُمّی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا
وہ اک بندہ کہ آقاؤں کو ٹھکراتا ہوا آیا

وہ اک نرمی کہ سنگ و خشت کے سینے میں جا اُتری
وہ اک شیشہ کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہوا آیا

ترے دَر کے سِوا آسودگیٔ جاں کہاں ملتی
ترے دَر پہ زمانہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

○

کلیم حاذق

رباعی

پھر رشکِ چمن دامنِ صحرا ہوجائے
بُت خانے میں ہنگامہ سا بَرپا ہوجائے
اُس نام پر ہو صلِ علیٰ کی تسبیح
آتش کدہ جس نام سے ٹھنڈا ہوجائے

اطہر نفیس

سلام اُس پر
جو ظلمتوں میں ستارۂ روشنی ہوا ہے
وہ ایسا سورج ہے جس کی کرنیں ازل ابد کے تمام
گوشوں میں نور بن کر سما چکی ہیں
ہر ایک ذرّے کو ماہِ تاباں بنا چکی ہیں
سلام اُس پر

سلام اُس پر
جو حرفِ حق ہے
وہ حرفِ حق جو سماعتوں اور خدائے برتر کے درمیاں
ایک واسطہ ہے
جو خاکِ مُردہ میں جان ڈالے، وہ کیمیا ہے
سلام اُس پر

سلام اُس پر
جو خیرِ اعلیٰ ہے
اور سب کو بلندیوں پر بُلا رہا ہے
بُلا رہا ہے کہ۔۔۔
رفعتوں کا سفیر ہے وہ
بشیر ہے وہ، نذیر ہے وہ
سلام اُس پر، درود اُس پر

سلام اُس پر
جو بے نواؤں کا آسرا ہے
جو سارے عالم کی ابتدا ہے
جو سب زمانوں کی انتہا ہے
سلام اُس پر

سلام اُس پر
جو راہِ حق پر بُلا رہا ہے، کہ رہنما ہے
جو سب کو حق سے مِلا رہا ہے، کہ حق نُما ہے
سلام اُس پر، درود اُس پر

ڈاکٹر انور سدید

اے شہنشاہِ حرم، سیّد مکّی مدَنی
معدنِ جود و کرمؐ، سیّد مکّی مدَنی

آپؐ کے شہر میں ہے آج مرا آخری دن
دل ہے مغلوب بہ غم، سیّد مکّی مدَنی

پیشِ خدمت ہوں کہ میں آپؐ سے رخصت ہولوں
کرلوں اک نعت رقم، سیّد مکّی مدَنی

آپؐ ہیں خاصۂ خاصانِ رُسل، شاہِ بشر
اور گنہگار ہیں ہم، سیّد مکّی مدَنی

آپؐ سا محسن وشافع نہ زمانے میں کوئی
ہم طلبگارِ کرم، سیّد مکّی مدَنی

آپؐ کے آخری خطبے سے ہوا ہے قائم
ابنِ آدم کا بھرم، سیّد مکّی مدَنی

آپؐ کے فیض سے دُھل جائے مرا کاسۂ دل
دل ہے آلودۂ سَم، سیّد مکّی مدَنی

عرض انورؔ ہے اے آپؐ عنایت کیجیے
دردِ دل جو نہ ہوکم، سیّد مکّی مدَنی

سید محمد ابوالخیر کشفی

وقت کی آنکھ
محوِ سفر تھی
مسلسل۔۔۔جلوہ بعد جلوہ
اور پھر یہ آنکھ اُس پر رک گئی
جو آئینۂ حُسنِ یقین تھا
جس نے دنیا میں اپنی آمد سے پہلے
اپنے نغمے سُنے
انبیاء نے جس سے
میثاقِ وفا باندھا
آدم کی تکریم
فرشتوں کا سجدہ
خاک دانِ تیرہ کے انتشار میں زندگی کی نمو
زندگی کے مرحلے
ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف
کہکشائیں
سیّارے
یہ سب خیر مقدمی مراحل تھے
اور پھر
"بر خیز کہ آدم را ہنگامِ نمود آمد"
اسی ہنگامِ نمود کو
یومِ میلادِ محمدؐ کہتے ہیں!!!

-----000-----

عارفؔ عبدالمتین

جلا مجھے کہ مہک اُٹھوں، اے چراغِ حرم
میں اپنے جسم کو صندل بنا کے لایا ہوں

سرشارؔ صدیقی

دیارِ طائف گواہ رہنا کہ تیری نامہرباں زمیں پر
وہ برگزیدہ ترین انساںؐ
جو شفقتوں کے پیام لے کر، محبتوں کے سلام لے کر
کلام وشرحِ کلام لے کر
مثالِ موجِ صبا گیا تھا
یہ چاہتا تھا
کہ ریگ زاروں کے بطن میں جو کلی نموآشنا نہیں ہے
جسے خود اپنے وجود کا کچھ پتہ نہیں ہے
وہ مسکرائے
وہ مسکرائے تو تپتے صحراؤں کو پیامِ بہار آئے

وہ برگزیدہ ترین انساںؐ یہ چاہتا تھا
ضمیرِ شب میں جو روشنی کی کرن چھپی ہے
خود اپنے ادراک کی نفی ہے
یقین عرفانِ ذات پائے۔۔سوادِ تاریک جگمگائے

جو پھول لے کر گیا تھا اُس روشنی کو
تیری زمین پر بسنے والے لوگوں نے
بارشِ سنگ سے نوازا
لہولہو روشنی نے
تیری زمین پر بسنے والے لوگوں کے حق میں
پھر بھی دعائے توفیق وآگہی کی
کہ اُس کی رحمت عظیم تر تھی

وہ آیۂ نور ونکہتِ مہرباں کی صورت
تری زمیں سے زماں میں پھیلا
مکاں میں اور لامکاں میں پھیلا
وہ روشنی کائنات ہے اب
وہ بوئے گُل شش جہات ہے اب!!

ظفر اقبال

عکسِ خیال و نقشِ صدا ہے ترے لئے
آئینہ خانہ سب سے جدا ہے ترے لئے

سنسان ساحلوں کا سفر ہے تری سرشت
سرسبز جنگلوں کی ہوا ہے ترے لئے

معمور مسجدوں کی مہک ہے ترے طفیل
شام و سحر درود و ثنا ہے ترے لئے

رکھے گا تو ہی اپنی ترو تازگی کی شرم
باغِ بدن اُجاڑ دیا ہے ترے لئے

ہوگا تو ہی بتا تراکس جگ بھلا ظفر
ہم بشر نہ خوفِ خدا ہے ترے لئے

نعتیہ قطعہ

قافیے کی بند گلیوں کو گداگر کردیا
اُس نے کیسے کام پر مجھ کو مقرر کردیا
ہم کئی تھے اور ہمارے راستے بھی تھے کئی
وہ اکیلا تھا تو اُس نے معرکہ سَر کردیا

O

محشر بدایونی

چراغِ سیرتِ پُر نور اگر نگاہ میں ہو
تو پھر اندھیرا کہاں رہ گزر میں ہوتا ہے

مُرتضٰی برلاس

آنکھیں حضورؐ سے مَیں مِلاؤں گا کس طرح
روزِ جزا مَیں سامنے آؤں گا کس طرح

فردِ عمل پڑھیں گے فرشتے تو اُس گھڑی
گردن جھکی ہوئی میں اُٹھاؤں گا کس طرح

ہر اُمّتی کے واسطے بے چین ہوں گے آپؐ
مجھ سا بھی اُمّتی ہے، بتاؤں گا کس طرح

اصنامِ مصلحت کی پرستش کے باوجود
مُشرک نہ تھا، یقین دلاؤں گا کس طرح

قدموں میں آپؐ کے مِری مٹی عزیز ہے
اب لوٹ کے یہاں سے مَیں جاؤں گا کس طرح

کچھ ایسے پُر فریب مناظر ہیں راہ میں
مَیں خود کو گُمرہی سے بچاؤں گا کس طرح

محفل میں ہوں گے سعدیؒ وحسانؓ وابن زبیرؓ
اشعار نعت کے مَیں سُناؤں گا کس طرح

O

فہیم رودولوی

جلوہ گر نیّرِ رسالت ہے
اب چراغوں کی کیا ضرورت ہے

حافظ لدھیانوی

اُسی کا نام ہے شعری لطافتوں کا امیں
بجز حبیبِؐ خدا اور کوئی نام نہیں

اُسی کے نام سے جلوہ فروز ہے یہ جہاں
ہے اُس کے پیکرِ نوریں سے کائنات حسیں

طواف کرتے ہیں قُدسی اُس آستانے کا
اُسی کے دَر پہ نگوں سار ہے فلک کی جبیں

اُسی کی ذات ہے شہکارِ خالقِ اکبر
مرے حضورؐ کا کونین میں جواب نہیں

اُسی نے جہدِ مسلسل کا ہم کو درس دیا
اُسی کی ذات ہے آئینہ دارِ عزم و یقیں

پیامِ امن کا ضامن ہے آخری خطبہ
ہر ایک لفظ ہے جس کا صداقتوں کا امیں

مرے کلام کی زینت ہے اسمِ پاک اُس کا
ہے ذکرِ سیدِ عالمؐ سے میری نعت حسیں

یہی ہے وجہِ شرف، وجہِ عظمت و شہرت
درِ حضورؐ کا سائل ہے حافظِ مسکیں

سلیم کوثر

طواف یوں سرِ شہرِ رسولؐ ہو جائے
میں خود سفر پہ رہوں، جسم دُھول ہو جائے

بکھر گئی مری بینائی اس تجسس میں
نگاہ روزنِ بابِ رسولؐ ہو جائے

جو صرف اُن کے لئے ہوں وہ قول بن جائیں
جو بات اُن کے لئے ہو، اصول ہو جائے

وہ آپ دیکھ لیں اک بار میری فردِ عمل
پھر اُس کے بعد جو رَد و قبول ہو جائے

یہ سوچتا ہوں تمھیںؐ یاد کرکے گھر سے چلوں
یہ چاہتا ہوں کہ رستے میں بھول ہو جائے

تمہاری یاد سے غافل نہیں ہوں پھر بھی حضورؐ
معاف کرنا اگر مجھ سے بھول ہو جائے

سلیم عشقِ محمدؐ میں خاک ہوجاؤں
اور ایسی خاک کہ جو بے حصول ہو جائے

○

امر سنگھ عارج

قدم قدم پہ جلے تیری رہبری کے چراغ
نفس نفس تری تطہیر سے معطر ہے

عطاء الحق قاسمی

ارض و سما کا مالک، سب کا پالن ہار
تیرے گھر سے جس کا گھر دو گام محمدؐ

تجھ کو سُننے والے تجھ کو دیکھنے والے
کانوں کا رَس، آنکھوں کا انعام محمدؐ

تیرا ہونا ہم سب کے ہونے کی نشانی
صبح تیری ہے، تیری ہے شام محمدؐ

آنکھوں میں بس جائے تیری سوہنی صورت
ہونٹوں پہ رہ جائے تیرا نام محمدؐ

○

عنبر شمیم

نعتیہ ہائکو

حدیثِ دل

نہ کچھ سود و زیاں کرتے
اُڑا کر طائرِ تخیل لے چلتا مدینے تو
حدیثِ دل بیاں کرتے

سفر

سفر یوں مختصر کب تھا
مگر چلتا رہا کارواں در کارواں ان کے اشارے پر
سفر یوں مختصر جب تھا

سینریو

وہ انگشتِ رسالت ہے
قمر دو نیم ہوجائے
یہ اعجاز نبوت ہے

اگر طیبہ کی بارش ہو
کبھی صحرائے ہستی پر
تو روح بندگی آئے

مظفر وارثی

یارحمۃ للعالمیں
الہام جامہ ہے ترا
قرآں عمامہ ہے ترا
منبر ترا عرشِ بریں
یارحمۃ للعالمیں
آئینۂ رحمت بدن، سانسیں چراغِ علم و فن
قُربِ الٰہی تیرا گھر، الفقر و فخری تیرا دَھن
خوشبو تری جوئے کرم، آنکھیں تری بابِ حرم
نورِ ازل تیری جبیں
یارحمۃ للعالمیں
تیری خوشی بھی اذاں، نیندیں بھی تیرے رتجگے
تیری حیاتِ پاک کا ہر لمحہ پیغمبر لگے
خیر البشر رُتبہ ترا، آوازِ حق خطبہ ترا
آفاق تیرے سامعیں
یارحمۃ للعالمیں
قبضہ تری پرچھائیں کا، بینائی پر، ادراک پر
پیروں کی جُنبش خاک پر اور آہٹیں افلاک پر
گردِ سفر، تاروں کی ضو، مَرکب بُراقِ تیز رَو
سائیس جبریلِ امیں
یارحمۃ للعالمیں
تُو آفتابِ غار بھی، تُو پرچمِ یلغار بھی
عجز و وفا بھی، پیار بھی، شہ زور بھی، سالار بھی
تیری زرہ، فتح و ظفر، صدق و صفا، تیری سپر
تیغ و تبر، صبر و یقیں
یارحمۃ للعالمیں

شبنم رومانی

نام اُن کا حرزِ جاں نہیں ہے
سمجھو کہ کہیں اماں نہیں ہے

سرکارؐ کا جو نہیں ہے قاری
قرآن کا نکتہ داں نہیں ہے

ہُشیار کہ بابِ مصطفیؐ میں
گنجائشِ این و آں نہیں ہے

ہے سایۂ دامنِ رسالتؐ
سَر پر مرے آسماں نہیں ہے

"چُپ" میں بھی ہے کیفِ نعت گوئی
مدحت کی کوئی زباں نہیں ہے

دھڑکن ہے "محمدؐ و محمدؐ"
اک لمحہ بھی رائگاں نہیں ہے

دل پر تو ہے داغِ عشقِ سرکارؐ
ماتھے پہ اگر نشاں نہیں ہے

O

جاذب قریشی

چراغ اندھیرے میں جَل گیا ہے
کہ مَیں نے دل پر لکھا محمدؐ

حسن اکبر کمالؔ

نعت لکھنے کو تو ہر شعر گو لکھتا ہے یہاں
کم ہیں وہ، عشق کو لکھنا جنہیں آتا ہے یہاں

بس اُسی نورِ مجسم کی محبت کے طفیل
ایک چھوٹا سا دیا روح میں جلتا ہے یہاں

ابرِ رحمت کو کوئی نام بھی دیں لوگ مگر
یہ تو بس اُن کا کرم ہے جو برستا ہے یہاں

لوگ کہتے ہیں کہ سورج سے ہے دنیا روشن
نہیں، یہ عکس ہے اُن کا جو چمکتا ہے یہاں

ہے مدینے کے سوا بھی کوئی منزل اپنی
ایک رستے کے سوا بھی کوئی رستہ ہے یہاں

دہر میں نام بھی اُس کا نہیں رہتا باقی
جو غلامانِ محمدؐ سے اُلجھتا ہے یہاں

ہاتھ رکھ لوں کبھی سینے پہ تو آتا ہے خیال
دل دھڑکتا ہے کہ وہ نام دھڑکتا ہے یہاں

میرے آقا کو یقیناً وہ خبر بھی ہے کمالؔ
دید کو، خاک نشیں ایک ترستا ہے یہاں

شوکتؔ واسطی

یہ ہم لوگ، وہ چاند تارے ترے
یہ نظریں تری، وہ نظارے ترے

بیاباں بیاباں ترا آسرا
سمندر سمندر سہارے ترے

کُل انسانیت کو ہے تجھ سے شرف
سب اخلاقِ انساں سنوارے ترے

ہمیں حق نما ہے تری ذاتِ پاک
ہیں ارکانِ دیں استعارے ترے

تری مہربانی زماں در زماں
کوئی کیسے احساں اُتارے ترے

نہیں ڈر ہمیں کوئی منجدھار سے
دِکھائے ہوئے ہیں کنارے ترے

یہ عاصی، یہ دیندار، یہ پارسا
شفاعت کے محتاج سارے ترے

پھرا ہے یہ شوکتؔ بہت دَر بدر
بس اب زندگی گھر گذارے ترے

محسن نقوی

نعتیہ قطعات

دل میں چاہت ہے پیمبرؐ کی تو دوزخ کیسی
پھر سرِ حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو! مرے اعمال نہ دیکھو، ٹھہرو!
پہلے پوچھو کہ محمدؐ کا ارادہ کیا ہے

○

محمدؐ کی چاہت دماغوں کی شاہی
محمدؐ کی نفرت دلوں کی تباہی
محمدؐ کی بخشش، خدا کا خزانہ
محمدؐ کی رنجش، عذابِ الٰہی

○

یہ بات مجھ پہ میرے عقیدے کا فیض ہے
یہ مسئلہ نہیں ہے فروع و اُصول کا
ہر چودھویں کا چاند ہے نقشِ کفِ نبیؐ
ہر دوپہر کی دھوپ ہے سایہ رسولؐ کا

○

نازاں ہوں مقدر پہ، ہے احسانِ محمدؐ
ہوں آئینہ بردارِ غلامانِ محمدؐ
چھیڑے نہ مجھے حشر کے سورج کی حرارت
حاصل ہے مجھے سایۂ دامانِ محمدؐ

○

اُس باغ پہ توحید کا پہرہ نہ ہو کیونکر
جس باغ کی پہچان ہی زہراؑ سی کلی ہو
اُس شخص کے رُتبے کی بلندی پہ نہ جاؤ
جس شخص کے ادنیٰ سے غلاموں میں علیؑ ہو

حسن رضوی

پیارے نبیؐ کی باتاں ہم سب کو پیاریاں ہیں
اُن کی مہک میں ہم نے عمراں گزاریاں ہیں

قدماں سے دُور رہ کر جینا بھی کیسا جینا
ہیں دن کڑے یہاں کے راتاں بھی بھاریاں ہیں

طیبہ کے سب مناظر خواباں میں آ رہے ہیں
راتاں دُرود والی اکھاں میں چھاریاں ہیں

روضے کی جالیوں کو تکتے ہیں حسرتاں سے
لب پر دعاواں سب کے اب ڈھیر ساریاں ہیں

لاہور ہو کہ دلّی، اجمیر ہو کہ مشہد
ہر اک جگہ پہ آقاؐ باتاں تمہاریاں ہیں

طیبہ کے زائروں پر آتا ہے رشک ہم کو
یہ قسمتاں الٰہی کس نے سنواریاں ہیں

اُڑتے ہوئے پرندے گُنبد کو دیکھتے ہیں
چڑیاں چہک چہک کر کیا گیت گاریاں ہیں

دنیا میں اس سے بڑھ کر اعزاز ہے حسنؔ کیا
مشہور ہر جگہ پر نعتاں ہماریاں ہیں

نسیم سحر

ذہن بھی روشن، آنکھ بھی روشن، دل بھی روشن ہے
بطحا والےؐ کے دَم سے منزل بھی روشن ہے

گہرے پانی میں بھی چمکیں روشنیاں اُن کی
اور اُنہی کے پرتَو سے ساحل بھی روشن ہے

جس خلوت میں ذکرِ نبیؐ ہو وہ بھی تابندہ
اور اُنہی کے نام سے ہر محفل بھی روشن ہے

دستِ سخیؐ کچھ اتنا فروزاں، اتنا تاباں تھا
دستِ سوال کے ساتھ دلِ سائل بھی روشن ہے

اُن کے نورِ علم و شعور کی جب سے زکوٰۃ ملی
اندر باہر سے مجھ سا جاہل بھی روشن ہے

جس نے مدینے کی دانش سے پایا فیض نسیمؔ
اُس کا رستہ بھی روشن، منزل بھی روشن ہے

○

انور مینائی

نعتیہ ماہیے

یہ تجربہ سچا ہے
اُس کا ہے یزداں بھی
خادم جو نبیؐ کا ہے

توقیرِ محمدؐ کی
لفظوں میں ہے میرے
تنویرِ محمدؐ کی

نبیوں میں ہیں وہ یکتا
پیکرِ روشن ہے
خود سایہ محمدؐ کا

ہر زخم کا مرہم ہیں
انساں کی خاطر
وہ محسنِ اعظم ہیں

منظر بھوپالی

سخنوری نے مدینہ دکھا دیا مجھ کو
مری نجات کا زینہ دکھا دیا مجھ کو

وہ جس کو دوش پہ طوفان لے کے چلتے ہیں
وہ رحمتوں کا سفینہ دکھا دیا مجھ کو

سر اپنا سبطِ محمدؐ نے رکھ کے نیزے پر
فرازِ دین کا زینہ دکھا دیا مجھ کو

مرے حضورؐ نے بن کر قرآن کی تفسیر
عمل سے سارا قرینہ دکھا دیا مجھ کو

بروزِ حشر جو کام آئے گا خدا کے حضور
نصیب نے وہ نگینہ دکھا دیا مجھ کو

نبیؐ جی اب مجھے دیدار بھی عطا کیجیے
یہ کیا کہ صرف مدینہ دکھا دیا مجھ کو

....

رئیس وارثی

قطعہ

ہر مسافر سے میں خاکِ رہِ طیبہ مانگوں
خشک صحرا ہوں مگر عشرتِ دریا مانگوں
دیکھتے ہیں یہ فرشتے مجھے حیرت سے رئیس
جب میں اللہ سے محبوب اُسی کا مانگوں

اظہر عنایتی

ایسا نہ ہو کہ ہونٹوں پہ نامِ نبیؐ نہ ہو
جو سانس لے رہے ہو کہیں آخری نہ ہو

جینے نہ دیں یہ دھوپ کی ظالم تمازتیں
اُن کے کرم کی سر پہ جو چادر تنی نہ ہو

اُس نام کو لبوں پہ فروزاں تو کیجیے
ممکن نہیں چراغ جلے ، روشنی نہ ہو

وہ زندگی خدا کی قسم زندگی نہیں
جس زندگی میں عکسِ حیاتِ نبیؐ نہ ہو

بس اک کرم یہ اور کہ میدانِ حشر میں
آقاؐ گناہ گار کو شرمندگی نہ ہو

اظہر جو نعت کہیے تو رکھیے گا یہ خیال
سیرت ہو، جذبِ عشق ہو، کاری گری نہ ہو

....

سردار سوز

آبِ زمزم کا یہ اک وصف ہی کچھ کم تو نہیں
ایک قطرے میں نہاں وسعتِ دریا دیکھی
آپ کی چشمِ عنایت کا ہے طالب یہ غلام
آپ نے سوز کی دولت مرے مولاؐ دیکھی

احمد ہمیش

کتنا ہے دل گداز نظامِ محمدی
بے لاگ، بے نیاز نظامِ محمدی

عالم تمام کس لئے محوِ تلاش ہے
سب کا ہے کارساز نظامِ محمدی

ہر چند دہشتوں کے ہیں سامان ہر طرف
تاہم ہے امن ساز، نظامِ محمدی

کیسی ریاستیں یہاں، کیسی حکومتیں
ہے کائنات ساز، نظامِ محمدی

....

ساغر خیامی

ہر طرف شمعیں ترقی کی جلا دیتا ہے کون
ہو کے اُمی علم کے دریا بہا دیتا ہے کون

اشرف المخلوق کہلائے بشر ہر دور میں
اس طرح انسان کو انساں بنا دیتا ہے کون

کس کی رحمت سے سمت جاتے ہیں رستے دوستو!
ہر قدم انسان کا منزل بنا دیتا ہے کون

درس ہے ساغر شبِ معراج دنیا کے لئے
فرش سے تا عرش یہ زینے اُٹھا دیتا ہے کون

خالد شریف

ترے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس طرح آقاؐ
نہ کچھ کہنے کی طاقت ہے، نہ کچھ لکھنے کا ہے یارا

اندھیروں کے تعاقب میں ستارہ بام سے اُترا
صدا آئی یہی تخلیقِ دو عالم کا مقصد تھا

بڑی مدت رہا مکے کی گلیوں میں یہی چرچا
کہ ایسا باحیا کوئی جوانی میں نہیں دیکھا

وہ اُمی تھا مگر عالم کے عالم دست بستہ تھے
بتایا اُس نے کہ وجہِ فضیلت ہے فقط تقویٰ

ہمیشہ ایک جیسے پھول شاخوں پر نہیں کھلتے
ہمیشہ ایک سا موسم زمانے میں نہیں رہتا

ہمیشہ ایک سی بارش پہاڑوں پر نہیں ہوتی
ہمیشہ ایک جیسا پھل درختوں پر نہیں لگتا

سزاوارِ کرم ہوں اُمتی ہونے کے ناطے سے
وگرنہ نامۂ اعمال میں کچھ بھی نہیں آقاؐ

OOO

ناہید قاسمی

جب بھی "محمدؐ" کہتی ہوں تو
یوں لگتا ہے
میں دنیا کا سب بڑا سچ بولی ہوں!

اختر شمار

آنکھوں کے لئے اور چمک مانگ رہا ہے
دل گنبدِ خضرا کی جھلک مانگ رہا ہے

اک ٹوٹتے تارے کو ہے درکار سہارا
آنسو مرا کرنوں کی پلک مانگ رہا ہے

آنگن میں اُتر آئے ہیں پُر نور پکھیرو
یہ کون مدینے کی مہک مانگ رہا ہے

کشکول بدست ایک فقط مَیں ہی نہیں ہوں
اُس در سے تو ہر جن و ملک مانگ رہا ہے

OOO

شاہدہ حسن

نہ کوئی رنگ، نہ آہٹ، نہ روشنی، نہ ہوا
سحابِ اسمِ محمدؐ دکھوں کی رُت سے بچا
بھلا کے نام ترا ہم بہت عذاب میں ہیں
سفر طویل ہے اب کوئی روشنی دکھلا
سمیٹ اپنے حصاروں میں ہم کو نورِ نبیؐ
ہمیں دنوں کی خبر ہے نہ کچھ شبوں کا پتا
مثالِ برگ یہ موسم اُڑا رہے ہیں ہمیں
مرے رسولؐ! ہوا کوئی اس نگر سے چلا
سفر کے دکھ میں یہ جانیں عذابِ ہجر میں ہیں
نظر میں دھول اَٹی ہے کوئی گلاب کھلا

عشرت آفریں

بے سایہ جسم کا توسط

وہ ابرِ رحمت
زمین کی تشنگی کا سچا جواب بن کر
وہ اپنے دامن میں نرم رُت کی بہار لے کر
وہ اپنی آنکھوں میں رحمتوں کے سمندروں کی نمی سمیٹے
وہ اپنے سینے میں چاہتوں کی اتھاہ
گہرائیاں سموئے
زمیں پہ اُترا
شدید صحرا کی چلچلاتی فضا میں بھٹکی
خبیث روحوں پہ نیکیوں کا پیام بن کر
محبتوں کا امام بن کر
وہ دشتِ آذر میں آگہی کی نوید ہو کر
جہانِ ظلمت میں روشنی کی کلید ہو کر
وہ ابرِ رحمت
فلک کی نایافت وسعتوں سے
زمیں کی حیران خواہشوں تک
اُداس مٹی کے خشک چٹخے ہوئے لبوں پر
کچھ ایسے اُترا
کچھ ایسے برسا
کہ خوشبوؤں کے تمام موسم
اُسی کے دامن میں آ سمائے

OOO

احتشام حیدر

نعت گوئی مجھے یارب جو عطا ہو جائے
ذکرِ احمدؐ میں کروں، میری عبادت ہو جائے

ستیہ پال آنند

حضورؐ میرے!
فقیر اک پائے لنگ لے کر
ہزار کوسوں سے آپؐ کے در پہ
حاضری دینے کی سعادت
نصیب کرنے کو آ گیا ہے

نبیؐ برحق!
یہ حاضری گرچہ نامکمل ہے
پھر بھی اس کو قبول کیجیے

حضورؐ، آقائے محترم!
یہ فقیر اتنا تو جانتا ہے کہ قبلۂ دید
صرف اک فاصلے سے اُس کو روا ہے
اُس کے نصیب میں مصطفیٰؐ کے در کی تجلیاں
دور سے لکھی ہیں

نبیؐ اکرم!
وہ سایۂ رحمت پیمبرؐ، جو
صف بہ صف سب نمازیوں کے سروں پہ ہے
اُس کا ایک پرتو
ذرا سی بخشش
ذرا سا فیضانِ عفو و رحمت
اُسے بھی مل جائے جو، شہِ مرسلیںؐ!
دستِ دعا اُٹھائے کھڑا ہے اک فاصلے پہ، لیکن
نمازیوں کی صفوں میں شامل نہیں ہے آقاؐ!

صلاح الدین ناصرؔ

نگاہِ محمدؐ جدھر ہوگئی
رضائے الٰہی اُدھر ہوگئی

اُجالا ہوا یہ اُسی نور سے
یہ تزئینِ شمس و قمر ہوگئی

اُنہیںؐ جب بُلایا گیا عرش پر
معطر ہر اک رہ گزر ہوگئی

وہ نبیوں میں افضل، مکرم ہوئے
کہ معراج خیرالبشرؐ ہوگئی

وہی رات بخشش کا موجب بنی
جو نعتِ نبیؐ میں بسر ہوگئی

اطاعت بھی اُن کی ہے حکمِ خدا
یہی بندگی معتبر ہوگئی

خدایا مدینہ دکھا دے ہمیں
تڑپ دید کی تیز تر ہوگئی

وہی آنکھ، ناصرؔ ہے مقبول اب
محبت میں اُن کی جو تر ہوگئی

محمد صلاح الدین پرویز

رسول اللہ کے نام ایک خط

اِدھر ایک شب ہے
عجیب شک ہے!
کہ میری آنکھوں کی جلوتوں میں بنامِ خلوت
کوئی
ایک مکتوب لکھ رہا ہے

گرامی!
"تو چیزے دیگری"
راز داں عجب ہے
کہ مَیں
کوئی عالی نسب نہیں ہوں
مگر تیرے شجرے میں جُڑ گیا ہوں
دُکھوں کی چادر
بدن پہ اوڑھے
کہیں کہیں تجھ میں سو گیا ہوں

گرامی!
تُو صاحبِ راز کیسا ہے
تیرا چہرہ تو کندن ہے
اک نگینہ ہے
اور آسماں پر قمر کا پرندہ چھپا پھر رہا ہے
اِدھر ایک شب ہے
عجیب شک ہے!
کہ مَیں شمس ہوں
اور تجھ میں طلوع ہو رہا ہوں۔۔۔!!!

ڈاکٹر شگفتہ شیریں

وہ اک سراپا
کہ جس کو سوچوں
تو دھندلی راہوں کے پار
اک روشنی کا منبع
اور اُس کی کرنوں کی طشتری سے
ہر ایک بھٹکی نگاہ پالے
ازل سے تا بہ ابد کا رشتہ

وہ اک سراپا
کہ جس کو سوچوں
تو رنگ و خوشبو بکھر سے جائیں
کنول کِھلیں اور گلاب مہکیں
ہوائیں مدحت کے گیت گائیں
مجھے بتائیں
درود سے لَم یزل کا رشتہ

......

شکور عالم

تیرے حُسن دی جو تعریف کرے
او زباں مَیں کتھوں لیاواں
تیرے عمل دی جو توصیف کرے
او بیاں مَیں کتھوں لیاواں
میرے فہم دی جھولی نک ڈُھکی
تیری نعت مَیں کتھوں لیاواں

ساحر شیوی

شفیعِ عاصیاں تم ہو، حبیبِ کبریا تم ہو
شہنشاہِ دوعالم ہو، محمد مصطفیٰؐ تم ہو

تمہارے دَم سے ہے روشن چراغِ خانۂ کعبہ
جو جلوہ طور پر چمکا، وہی نورِ خدا تم ہو

کہاں دیکھے کسی نے زندگی میں آسماں ساتوں
شرف تم کو یہ حاصل ہے، امیرالانبیاء تم ہو

وہ پچھتائیں گے جو لائے نہ ایماں تم پہ دنیا میں
مسلمانوں کا روزِ حشر بے شک آسرا تم ہو

تمہارے بعد کیا دعویٰ کرے کوئی نبوّت کا
تمہیں ہو سب سے اوّل اور ختم الانبیاء تم ہو

دکھائے معجزہ شق القمر کا اور کیا کوئی
بہر صورت یہ ثابت ہے کہ محبوبِ خدا تم ہو

فقیروں کی طرح رہ کر بھی تم نے بادشاہی کی
جو مدّھم ہو نہیں سکتی کبھی ایسی ضیاء تم ہو

یہی اک آرزو باقی رہی ہے قلبِ ساحر میں
وہاں مَوت آئے اس کو جس جگہ جلوہ نما تم ہو

باقر نقوی

ترا نور میری نگاہ ہے، ترا علم میرا شعور ہے
مَیں گناہگار کبھی ہوا تو مری انا کا قصور ہے

کوئی اہلِ علم و نگاہ ہو تو کتاب کون و مکاں پڑھے
ترا لفظ لفظ میں عکس ہے، ترا ذکر بین السطور ہے

ترا عزم ہو، ترا حُسن ہو، ترا اعتبار کلام ہو
کبھی دشت جوئے فرات ہے، کبھی جادہ ہے کبھی طور ہے

ترا شہر اور مرے قدم یہ شرف نہیں ہے تو اور کیا
یہ گناہگار، یہ بے نوا، یہ حقیر تیرے حضور ہے

......

وضاحت نسیم

کبھی زمین کبھی آسمان دیکھا ہے
مدینہ کیا کہوں اک سائبان دیکھا ہے

جو ہم نے دیکھا ہے قرآن میں وحی کا نزول
حضورؐ آپ کا طرزِ بیان دیکھا ہے

سلام پیش کیا اور مانگ لی جنّت
کسی نے ایسا کوئی خوش گمان دیکھا ہے

بڑا کرم ہے، بڑی عافیت مرے آقاؐ
کہ تپتی دھوپ میں اپنا مکان دیکھا ہے

کرشن بہاری نور

معراج نبوت پاتی ہے، پُر نور زمانہ ہوتا ہے
معبود سے باتیں ہوتی ہیں اور بیچ میں پردہ ہوتا ہے

آتے ہیں نبیؐ جاتے ہیں نبیؐ، بستر پہ شکن پڑتی ہی نہیں
کٹ جاتی ہے جب معراج کی شب عالم میں سویرا ہوتا ہے

یہ ربط نبوت اور وحدت ہر حال میں یکساں رہتا ہے
جھکتی ہے جبیں کعبے کی طرف اور دل میں مدینہ ہوتا ہے

گلزارِ محمدؐ کیا کہنا، بازارِ محمدؐ کیا کہنا
ایمان کے سکے چلتے ہیں فردوس کا سودا ہوتا ہے

وہ نورِ خدا کا ٹکڑا تھا کس طرح بھلا ہوتا سایہ
مٹی سے بنایا جاتا ہے جس جسم کا سایہ ہوتا ہے

اک تجربہ ذاتی ہے میرا اب اس کو دعا کہیئے یا دوا
جو یاد نبی کو کرتا ہے بیمار وہ اچھا ہوتا ہے

ooooo

وحیدہ تبسم

چاروں طرف تبسم درود و سلام ہو
وقتِ اجل لبوں پہ مرے تیرا نام ہو
دل میں ترے خیال پہ مَیں مرحبا کہوں
آنکھوں میں آئے جان تو صلِ علیٰ کہوں
کٹ جائے عمر ساری ترے ذکرِ پاک میں
مل جائے میری خاک مدینے کی خاک میں

استاد فقیر جیلانی

ہندکو نعت

عرشاں تے بلوا کے رب نے تیری شان ودھائی
عاشق تے معشوق نوں، آپڑے دل دی گل سُنوائی
تجی تیری خدائی

پاک نبیؐ دے سِر تے تاج شفاعت والا سجیا
اُس نے آ کے آپڑی اُمت دے عیباں نوں کجیا
اُس دے ذر تے ہر ہک آ کے بھیکھا ننگا رجیا
عرشاں تے بُلوا کے رب نے اس دی شان وَدھائی
عاشق تے معشوق نو آپڑے دل دی گل سُنوائی
تجی تیری خدائی

ooooo

شیخ بایزید انصاری

فرزند فاطمہؓ تے علیؓ مقبول دے
آپ نبیؐ رسولِ مقبول خدا دا

حسنؓ حُسینؓ نواسے پاک رسولؐ دے
نبیاں دا سُردار رسول خدا دا

اُمتیاں وچ کہائے او لت دھر
اُمت دے پُتر جیون، اُس دے جان مَر

وجیدا کون صاحب نوں آکھے
اِنج نئیں گر اِنج گر، اِنج نئیں گر اِنج گر

ooo

استاد نذیر احمد ردا

لامکاں دی دکان دا جوہری او
بن مہمان آ کے لگ جان بیٹھا

حفیظ تائب

ہر فصل میں پایا گلِ صحرا تر و تازہ
جب دیکھا لگا گنبدِ خضرا تر و تازہ

رہتا ہے شب و روز ہر اک منظرِ طیبہ
آراسہ، پیراستہ، اُجلا، تر و تازہ

اندازِ حیات اُن کا ہے قرآن سَراپا
ہرآن ہے وہ جلوۂ زیبا تر و تازہ

مفہوم کی خوشبو سے وہ مہکا ہوا ہر لفظ
ہے آج بھی اُن کا لب و لہجہ تر و تازہ

ہو جس کی اساس اُن کی وِلا، اُن کا تعلق
ہر دَور میں رہتا ہے وہ جذبہ تر و تازہ

مَیں لاکھ گرفتہ دل و آشفتہ نظر ہوں
رہتی ہے مگر اُن کی تمنا تر و تازہ

ہونٹوں پہ حُدی نعت کی ہے منزلِ شب میں
یوں رکھتا ہوں سامان سحر کا تر و تازہ

موسم کی تمازت سے ہرا ساں نہیں تائبؔ
سائے میں ہوں رحمت کے شگفتہ، تر و تازہ

ooooo

معجزہ شق القمر کا ہے مدینے سے عیاں
مہ نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

سید حباب ترمذی

ساحلِ مقصود پر دل کا سفینہ آگیا
اے خوشا صلِ علیٰ شہرِ مدینہ آگیا

ہوتے ہوتے آپ کے دَر تک رسائی ہوگئی
آتے آتے سَر جھکانے کا قرینہ آگیا

جب مدینے میں قدم رکھا تو یوں مجھ کو لگا
جیسے کچھ دن کے لئے مجھ میں مدینہ آگیا

روضۂ اطہر کا پَرتَو جب مرے دل پر پڑا
شکل میں اشکوں کی آنکھوں کو پسینہ آگیا

اب کہاں جاؤں دَرِ اقدس سے اُٹھ کر اے حباب
تابہ ساحل جب محبت کا سفینہ آگیا

....

بدرِ عالم بدر

نظر وہ نبیؐ کا دیار آرہا ہے
کہ قلب و نظر کو قرار آرہا ہے
مجھے آرہا ہے گناہوں پہ رونا
اُنہیں میرے رونے پہ پیار آرہا ہے
تیرے بحرِ رحمت میں دھونے کو عاصی
لئے دامنِ داغدار آرہا ہے
نگاہِ کرم بدرِ عالم پہ مولاً
کہ دَر پر غریب الدیار آرہا ہے

عنبر بھرائچی

یہ تمام عجز آقا! ترے دَر پہ یہ جبیں ہے
کوئی زُہد ہے نہ تقویٰ، ترے لطف پر یقیں ہے

کسی نور بار شب میں، سَرِ عرش وہ گئے تھے
یہ ہے گردِ کفشِ آقا، کوئی کہکشاں نہیں ہے

مرے پاس، گو بظاہر، ہے نہیں متاعِ دنیا
مرے دل میں تم ہو آقا، مرے پاس کچھ نہیں ہے

ہے یہ آرزو مری بھی، اُسی در پہ مَیں بھی پہنچوں
مری دھڑکنوں میں ہر پَل، جو حیات آفریں ہے

مرے آنسوؤں پہ سائے ہیں تری عنایتوں کے
مری صبح وجد آگیں، مری شام دلنشیں ہے

ہے دل و نگاہِ رضواں میں بسی بہارِ طیبہ
کہ لطافتوں کی جنت، بخدا یہیں کہیں ہے

یہ سکونِ روح پَروَر، یہ سَرورِ نطق آوَر
تجھے کیوں ملے نہ عنبر، تو گدائے شاہِ دیں ہے

....

فراز حامدی ماہیا

کہہ دوں گا قیامت میں
شافعِ محشر سے
ہوں آپ کی اُمت میں

حنیف اخگر ملیح آبادی

تصوّرِ دَرِ کعبہ میں وہ مزا ہے کہ بس
وہ لطفِ سجدہ مدینے میں آگیا ہے کہ بس

خدا کے بعد محمدؐ کا نام آتا ہے
سبق زباں کو وہ دل نے پڑھا دیا ہے کہ بس

دَرِ نبیؐ پہ مسرت کے آنسوؤں کے سوا
وہ سیلِ اشکِ ندامت کا سلسلہ ہے کہ بس

کلیدِ خُلد تو بے شک ہے اتباعِ رسولؐ
مگر خدا نے وہ مژدہ سنا دیا ہے کہ بس

نفس نفس ہے پئے نعتِ مصطفیٰؐ یارو
درود اتنا مجھے راس آگیا ہے کہ بس

شعورِ نعت نگاری عطا کیا ہے مجھے
خدا نے حمد کا ایسا صلہ دیا ہے کہ بس

ہمارا دین تو اسلام ہے مگر اخگر
نبیؐ ختمِ رسل بھی تو وہ ملا ہے کہ بس

....

نازاں فیضی

مری ہتھیلی کی قسمت جگائیے آقا!
مرے نصیب کی سیدھی لکیر کر دیجیے

افتخار امام صدیقی

تخلیقِ اوّل

خدا نے ایک پیکر میں
اپنا تمام تخلیقی نور بھر دینے کے بعد
جو کچھ بچ رہا اُس سے
ساتوں آسمان، سورج، چاند، ستارے، سیّارے
معلوم، نامعلوم انسان، فرشتے، حور، ملائک
اور بے شمار ہستیاں تخلیق کر دیں
تا کہ اُس نور پیکر کی عظمتوں
اور اُس کی توصیف کے لئے
چاروں دشاؤں سے
درود و سلام کی بارشیں ہوتی رہیں
خدا کا تخلیقی عمل ابھی جاری ہے۔

....

واصف حسین واصف

یہ نور رشکِ سحر تھا تمہیں پتہ بھی ہے
یہاں بہ شکلِ بشر تھا تمہیں پتہ بھی ہے

اُسی کے واسطے تخلیق مہر و ماہ ہوئے
مگر وہ خاک بسر تھا تمہیں پتہ بھی ہے

مجھے بتا یا ہے اک زائرِ مدینہ نے
وہ خوشبوؤں کا سفر تھا تمہیں پتہ بھی ہے

جو کربلا میں لہو ہوگیا بغرضِ وفا
اسی کا نورِ نظر تھا تمہیں پتہ بھی ہے

فضل الٰہی بہار

کافی

(پنجابی نعت کا ایک رنگ)

میرے دل وِچ تیری حُب سائیں
میرے لوں لوں دے وچ کھُب سائیں

اک نظر کرم دی ہوجاوے
بلدی تے وَس کے ٹھنڈ پاوے
تیری اکھ وچ جاواں ڈُب سائیں

میرے دل وِچ تیری حُب سائیں
میرے لوں لوں دے وچ کھُب سائیں

ایہہ بھانبڑ بلدے دِس جاون
ایہہ دید دے چھالے پھِس جاون
کجھ انج اکھیاں دی چُھب سائیں

میرے دل وِچ تیری حُب سائیں
میرے لوں لوں دے وچ کھُب سائیں

ایہہ روح تے جسم دا جھیڑا اے
ساہواں دا انت بکھیڑا اے
ساہواں دے کڈھ دے گُب سائیں

میرے دل وِچ تیری حُب سائیں
میرے لوں لوں دے وچ کھُب سائیں

اظہر جاوید

ہر گھڑی وِردِ زباں، صلی اللہ، صلی اللہ
ہو یہی تسکینِ جاں، صلی اللہ، صلی اللہ

جن و انساں کیا، کہ پیہم کر رہے ہیں اب صدا
یہ زمین و آسماں، صلی اللہ، صلی اللہ

مَیں ہی کیوں سرکارؐ کے دیدار سے محروم ہوں
آگئی لب پر فغاں، صلی اللہ، صلی اللہ

عمر بھر غزلیں کہیں، نظمیں لکھی تھیں شوق سے
اب ہو نعتِ جاوداں، صلی اللہ، صلی اللہ

مَیں مدینے کی گلی کوچوں میں رُل جاؤں کہیں
ہے یہ شوقِ بے کراں، صلی اللہ، صلی اللہ

کیا ضرورت ہے مَیں ڈھونڈوں اور کوئی آسرا
آپ ہیں جب مہرباں، صلی اللہ، صلی اللہ

ہو نہ اب ویران تُو، اظہر یہ رکھ ایمان تُو
سَر پہ رہے اک سائباں، صلی اللہ، صلی اللہ

....

مسرور جاوید

ہوا ہوں نعت نگاری سے زندۂ جاوید
مَیں ذکرِ سَرورِ عالمؐ سے ہوگیا مسرور

شوکت زیدی

جہاں تک خدا کی خدائی رہے گی
وہاں تک محمدؐ کی شاہی رہے گی

حدیں ہر نبی کی ہیں اگلے نبی تک
محمدؐ کی حد تو ابد تک رہے گی

ملائک اُترتے ہیں روضے پہ ہر دَم
مدینہ کی قسمت تو نوری رہے گی

عرب ایک صحرا تھا بس اور کیا تھا
گماں تک نہ تھا یاں پہ جنّت بنے گی

محمدؐ کو اپنا سا انساں نہ سمجھو
وحی کی تو تفریق باقی رہے گی

کہاں مَیں کہاں وہ مگر یہ یقیں ہے
پکاروں گا جب بھی حضوری رہے گی

یہ اک عام ہے نعت، خوشبو، نہ جذبے
پذیرائی شوکتؔ تمہیں کیوں ملے گی

....

عبدالرحمان عبدؔ

عبدؔ تکمیلِ بیانِ مصطفےٰؐ ممکن نہیں
شرح یہ ایسی ہے جس کی انتہا ممکن نہیں
ہیں محمدؐ مظہرِ نورِ خدائے لَم یزل
کر سکیں الفاظ اس کا حق ادا ممکن نہیں

مشکور حسین یادؔ

اخلاقِ ہر رسول، ہمارے نبیؐ میں ہیں
ہم معنئِ حیات کی ہر روشنی میں ہیں

ہم پر تمام کون سی نعمت نہیں ہوئی
ہم ہر طرح کی فرحت و آسودگی میں ہیں

اپنی خوشی ہے صاحبِ لولاکؐ کی خوشی
دونوں جہاں کے خواب ہماری خوشی میں ہیں

ہے طاعتِ خدا و نبیؐ میں ہمارا فخر
یہ فخر ہے تو ہم نجفِ ہر خودی میں ہیں

حُبِّ علیؑ کو حُبِّ نبیؐ سے جدا نہ جان
سب کیف اِس ولا کے ولائے علیؑ میں ہیں

اے شہرِ علمؐ! صدقہ ترے دَر کا ہے کہ آج
ہم اہلِ حق زمانۂ ہر آگہی میں ہیں

....

کالی داس گپتا رضاؔ

اے رسولؐ آپ کو اللہ کی رحمت کی قسم
عشقِ اللہ کی، اثباتِ نبوت کی قسم
دلِ معصوم کی، میراثِ رسالت کی قسم
نورِ دیں، نورِ ہُدیٰ، نورِ طہارت کی قسم
زیست کے راز کو انسان پہ افشا کر دیں
اہلِ دل کو حق و باطل سے شناسا کر دیں

نسیم فروغؔ

فروغؔ! عرضِ تمنّا، نہ مدّعا کہیئے
قلم اُٹھایئے اور نعتِ مصطفیٰؐ کہیئے

ملے جو لفظ مجھے اُن کی نعت کی خاطر
اسے بھی سَرورؐ کونین کی عطا کہیئے

بلا وسیلہ نہ دنیا ہے اور نہ عقبیٰ ہے
انہیں کو بندۂ و خالق کا رابطہ کہیئے

سمجھ سکے جو زمانہ رسولؐ کی باتیں
اسی کو آپ تمدّن کا ارتقاء کہیئے

بڑا سکون، بڑا دل کو چین ملتا ہے
فروغؔ! نعتِ رسولِؐ خدا سدا کہیئے

....

سلطانہ مہرؔ

نامِ احمدؐ کا ثانی کہاں ہے
جن کا پَرتو یہ سارا جہاں ہے
مجھ سے پوچھو کہ جنّت کہاں ہے
میرے سَرکارؐ کا آستاں ہے
گردِ راہِ نبیؐ ہیں ستارے
نقشِ پا آپؐ کا کہکشاں ہے
مہرؔ اللہ رے اپنی قسمت
نام اُن کا ہماری زباں ہے

رئیس امروہوی

ساقیا! ہاں، بادۂ مستانہ سازِ جبرئیل
جس سے دل میں ہو تپاں، سوزِ گدازِ جبرئیل

اُن کی خدمت پر نہ کیوں روح الامیں کو ناز ہو
جن پہ نازاں ہو خدائے بے نیازِ جبرئیل

نعت خوانوں کا ترنّم، لحنِ داؤدی کی شان
نغمۂ صلِّ علیٰ آہنگِ سازِ جبرئیل

منزلِ قرآں ہے قلبِ مصطفیٰؐ، خود مصطفیٰؐ
مُرشدِ روح الامیں، نکتہ نوازِ جبرئیل

اللہ اللہ! آپ کے بیت الشرف کی عظمتیں
جُبہ سائی ہے جہاں کی فخر و نازِ جبرئیل

نقشِ پائے صاحب اسریٰؐ یدِ بیضا کا رشک
عکس جس کا عارضِ جلوہ طرازِ جبرئیل

فطرتِ کونین اُن کے سامنے ہے سرنگوں
سر بہ زانو کیوں نہ فرقِ سرفرازِ جبرئیل

خضرِ صحرا کو بتا دینا ذرا اے پائے شوق
کس کے کوچے میں گئی عمرِ درازِ جبرئیل

O

آصفِ سابع عثماںؔ

(نظامِ دکن، عثمان علی خاں)

آستانِ مصطفیٰؐ پر مَیں نے جب سر رکھ دیا
رحمتِ باری نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ دیا

قُدسیوں نے جب شبِ معراج دیکھا آپ کو
پائے اقدس پر سرِ تسلیم جھک کر رکھ دیا

آگیا وقتِ تلاوت روئے حضرتؐ کا خیال
سامنے قرآں کے قرآں کس نے لا کر رکھ دیا

کاتبِ اعمال نے پا کر اشارہ آپؐ کا
طاقِ نسیاں پر مرے عصیاں کا دفتر رکھ دیا

ہوگئی عثماںؔ غم و اندوہِ دنیا سے نجات
روضۂ شاہِ عرب پر جا کے جب سر رکھ دیا

O

بیدمؔ وارثی

آئی نسیمِ کوئے محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ ہمارا سوئے محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفِ ایماں روئے محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
ہم سب کا رُخ سوئے کعبہ، سوئے محمدؐ روئے کعبہ
کعبے کا کعبہ روئے محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم
بھینی بھینی خوشبو مہکی، بیدمؔ دل کی دنیا لہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم

سید آلِ رضا

تہذیب عبادت ہے سراپائے محمدؐ
تسلیم کی خوشبو، چمن آرائے محمدؐ
تنظیم خدا ساز، تمنائے محمدؐ
منشا ہو خدا کا وہی منشائے محمدؐ
جس دل میں ہو اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی
جو کہتا ہے اللہ وہی کہتے ہیں یہ بھی

وہ وحی کے عالم میں کمالِ بشریّت
اللہ کا پرتو، خد و خالِ بشریّت
انوار کا آئینہ، جمالِ بشریّت
کیفیت مخصوص میں حالِ بشریّت
قرآن زباں، طرزِ گفتارِ محمدؐ
قرآن عمل، منزلِ کردارِ محمدؐ

محبوبِ خدا لطف و محبت کا علمدار
اخلاقِ ہمہ گیر کی وسعت کا علمدار
انسان سے انسان کی ملّت کا علمدار
اللہ کے رشتے سے اخوت کا علمدار
وہ پرچمِ احساں جو زمانے پہ کھلا ہے
رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ تُلا ہے

O

سلطانؔ سبحانی

محمدؐ

سر پر سورج
شعلوں کا اک برہم لشکر
آگ کی بارش
لیکن میرے چاروں جانب
تیرے نام کی چھاؤں

خلیل الرحمن اعظمی

مَیں غلامِ مصطفیٰؐ ہوں، مَیں ہوں شیدائے رسولؐ
میری نظروں میں بسا ہے روئے زیبائے رسولؐ

میری جاں اُس پر تصدق، اُس کے نامِ پاک پر
ہر بُنِ مُو سے نکلتی ہے صدا، ہائے رسولؐ

آپ رحمت لے کے آیا سارے عالم کے لئے
تشنہ لب جتنے بھی ہیں اُن کا ہے دریائے رسولؐ

گونجتی ہے جب کبھی کانوں میں آوازِ اذاں
پھرنے لگتا ہے نگاہوں میں سَراپائے رسولؐ

""""""""""

عابدؔ اللہ غازی

عمر کا یہ انعام بہت ہے
طیبہ کی اک شام بہت ہے
ساقیِ کوثر! تشنہ لبوں کو
کوثر کا اک جام بہت ہے
اہلِ جنوں کو صحرا صحرا
دھن ،دولت ،آرام بہت ہے
ذوقِ یقیں سے پُختہ کردے
عشق ابھی تک خام بہت ہے
عینِ یقیں کا نور عطا کر
ظلماتِ اوہام بہت ہے
عابدؔ کو گدڑی میں سمولے
مہجورِ آلام بہت ہے

بال مُکند عرشؔ ملیسانی

رُخِ مصطفیٰؐ کا جمال ، اللہ اللہ
زباں کا وہ حُسنِ مقال، اللہ اللہ

نگاہوں کا جادو دلوں پر تسلّط
جمال اللہ اللہ، جلال اللہ اللہ

جہاں کے لئے مُژدۂ عید عرفاں
عرب کے فلک کا ہلال، اللہ اللہ

جہالت کی ظلمت ہر اک دل سے بھاگی
یہ تنویرِ شمعِ خیال، اللہ اللہ

اُتر آئے خود عرش و کُرسی سے جلوے
نبوّت کا اوجِ کمال، اللہ اللہ

""""""""""

گلنارؔ آفریں

جلوے نہ عیاں ہوتے ،اگر آپؐ نہ ہوتے
سب وہم وگُماں ہوتے، اگرآپؐ نہ ہوتے
افلاک سے اُترے ہوئے فطرت کے صحیفے
ہردل پہ گراں ہوتے، اگر آپؐ نہ ہوتے
اے ختمِ رسلؐ وحدت وکثرت کے قرینے
محتاجِ بیاں ہوتے، اگر آپؐ نہ ہوتے
گلنارؔ خیابانِ عقیدت کے نظارے
دنیا میں کہاں ہوتے، اگر آپؐ نہ ہوتے

عبدالرحمن صدیقی

نور کا مینار ہیں خیرالبشرؐ
رہبرِ کُل، آخری پیغامبر

آپؐ کا ہر لفظ حکمِ ذوالجلال
آپؐ کی ہر بات حرفِ معتبر

وحدتِ آدم کا درسِ اوّلیں
صدیوں پہلے دے گئے خیرالبشرؐ

آپؐ ہی کے نام سے موسوم ہم
آپؐ ہی کے نام سے ہم معتبر

""""""""""

خالدؔ عرفان

قطعات

معراجِ محمدؐ نے کیا راز جو افشاء
وہ راز خلاؤں سے ہَوا پوچھ رہی ہے
پھیلائے ہوئے گوشۂ دامانِ تجسس
سائنس محمدؐ کا پتہ پوچھ رہی ہے

""""""""""

رسولؐ پاک کی سیرت سے روشنی پاکر
تمام چاند ستارے ہمارے جادہ ہیں
جہاز و راکٹ و سکائی لیب و طیارے
بُراقِ سَرورِ عالمؐ سے استفادہ ہیں

""""""""""

مرزا غفار بیگ آثر

پیمبر کوئی بھی سب کا نہیں ہے
مگر وہ رحمۃ للعالمیں ہے

کہیں ٹوٹے دلوں کا وہ مکیں ہے
کہیں وہ رونقِ عرشِ بریں ہے

بہ فیضِ آستاں کتنی حسیں ہے
جو تھی اب تک جبیں وہ مہ جبیں ہے

تمہارا آستاں کیا دل نشیں ہے
کہ اب میری جبیں میری نہیں ہے

ان آنکھوں سے کرم دیکھے ہیں میں نے
مجھے عین الیقیں سب کو یقیں ہے

ستاروں میں ہو جیسے ماہِ کامل
مرا آقا امامُ المُرسلیں ہے

جہاں وہ ہیں وہاں اب تک کسی کا
تخیّل بھی آثر پہنچا نہیں ہے

....

عرفان صدیقی

ہم تو اک دھوپ کا صحرا تھے جہاں اوس نہ پھول
ہم پہ برسا یہ ترا ابرِ عنایت ہی تو ہے
پیش کرنا ہے یہی داورِ محشر کے حضور
میرا سرمایہ ترے نام سے نسبت ہی تو ہے

نجیب احمد

تصویریں تجھ سے ہیں، خاکے تجھ سے ہیں
پھول سے خوشبوؤں کے رشتے تجھ سے ہیں

تُو نہ اگر ہوتا تو رنگ بکھر جاتے
یک جا میری ذات کے ذرّے تجھ سے ہیں

تونے بندوں کے بندوں کا ساتھ دیا
طَور طریقے، عشق سلیقے تجھ سے ہیں

ظالم سے ٹکرانا تیری سُنّت ہے
جہل کی رَو سے لڑنے والے تجھ سے ہیں

بھیک ملے اے آقا، اب تو بھیک ملے
تیری رحمت چاہنے والے تجھ سے ہیں

....

شکیل غوث

پیشوائی کو مکرّر نہیں آنے والا
اب محمدؐ سا پیمبر نہیں آنے والا
اب نہ شق ہوگا قمر اور نہ پلٹے سورج
معجزوں کا وہ سمندر نہیں آنے والا
اب کوئی کاہکشاں اور نہ بن پائے گی
اب وہ دَورِ مہ و اختر نہیں آنے والا
کاش اک بار بُلالیں مرے آقاؐ مجھ کو
مَیں مدینے سے پلٹ کر نہیں آنے والا

پرویز جعفری

تمام حمد و ثنا ذاتِ کبریا کے لئے
اور اُس کے بعد شہنشاہِ انبیاؐ کے لئے

درود لاکھ اُسی منبعِ سخا کے لئے
سلام لاکھ اُسی پیکرِ عطا کے لئے

کہ ہیچ اوجِ فلک جس فلک نما کے لئے
کہ گرد کاہکشاں جس کے نقشِ پا کے لئے

وہ جس کا ذکر خزانہ ہے علم و حکمت کا
تمام حرف اُسی حرف آشنا کے لئے

وہ ایک ذات شفاعت کو میری کافی ہے
وہ ایک نام وسیلہ مری دعا کے لئے

دلوں کی نذر گزارو حضورِ آلِ پاک
زباں کو وقف کرو نعتِ مصطفیٰؐ کے لئے

تپاک روح سے لکھی ہے نعت، اے پرویز
خلوصِ دل سے طلبگار ہیں عطا کے لئے

....

سید عزیز الحسن عزیز

جمالِ گنبدِ خضرا ہے، ہر نظر وحشی
نگاہ لوٹ کے آئی نہیں طواف کے بعد
مدینے والے سے سب کچھ بتادیا میں نے
بہت سکوں ہے گناہوں کے اعتراف کے بعد

ڈاکٹر حسنؔ الدین ہاشمی

ابروئے یار کا، ارے شہکارِ زین کا
کرتا ہوں میں طواف سدا قبلتین کا

مکّے کو سر جھکا تو مدینے کو دل جھکا
دیکھا تو حسنِ یار ہے دل کعبتین کا

وہ پیشوائے خلق، وہ اللہ کے حبیبؐ
ثانی نہیں ہے آمنہ کے نورِ عین کا

سامان ہے پیامِ محمدؐ میں دوستو
تسکینِ فکر اور ہر اک دل کے چین کا

اُن کی زباں نے درسِ مساوات ہے دیا
ظاہر کیا مقام ہر اک حُر و قین کا

اب پھر مقابلے میں صف آرا ہوئے عدو
قصہ بُھلا چکے ہیں یہ بدر و حنین کا

آئے حسنؔ ہزاروں نبی اس جہان میں
اپنی مثال آپ ہے نانا حسین کا

OOOOOO

نیّر جہاں

نعتیہ ماہیا

سانسوں میں چھپا ہے غم
یہ معجزہ تیرا ہے
اب آنکھ نہیں پُرنم

غوثؔ متھراوی

سوئے معراج جو تھا نبیؐ کا سفر
یوں سمجھئے کہ تھا روشنی کا سفر

جستجوئے حضوری میں ایسا نہ ہو
ختم ہوجائے یہ زندگی کا سفر

اُسوۂ شاہِ بطحا کی تقلید کر
اتنا مشکل نہیں پیروی کا سفر

دل کا ہونا منوّر ضروری ہُوا
ہم نے جب جب کیا آگہی کا سفر

جز نبیؐ آپ کے اور کس نے کیا
ایک لمحے میں دیدہ وری کا سفر

حُسن تدبیر سے طے کیا آپؐ نے
خلق کونین کی رہبری کا سفر

عام انسان ہی کی طرح دیکھئے
مصطفےٰؐ نے کیا زندگی کا سفر

غوثؔ کو لے گیا جو درِ شوق پر
لمحہ لمحہ تھا وہ عاجزی کا سفر

OOOOOO

یعقوب تصورؔ

نعتیہ ھائیکو

رحمت ہو اُس پر
تشنہ ہو جو جلوے کا
سرکارِ کوثر

ایسا حُکم اُن کا
جاتے جاتے مغرب سے
سورج بھی پلٹا

سایہ اُس کا کیا
جس کی کرنوں سے روشن
سورج کا چہرہ

یہ اعجاز اُن کا
اُنگلی کی اک جنبش سے
دو ٹکڑے چندا

قولِ یزداں ہے
کردار و سیرت اُن کی
عکسِ قرآں ہے

اُن سے مخفی کیا
اُن کی نظروں کی حد میں
سب دین و دنیا

OOOOOO

ف۔س۔اعجاز

(چراغوں کو ڈر ہے سے اقتباس)

وہ نبیوں میں جو سب سے اونچے ہوئے ہیں
جو عرشِ معلّٰی پہ پہنچے ہوئے ہیں
جو سارے حجابوں کو سمجھے ہوئے ہیں
وہ قول و عمل میں جو سچے ہوئے ہیں
وہ خوشبو ہیں اور پھول سارا جہاں ہے

وہ جن سے خدا کی خدائی ہوئی ہے
کہانی انہی کی سنائی ہوئی ہے
یہ تقدیر اُن کی لکھائی ہوئی ہے
جو کاوش مری روشنائی ہوئی ہے
انہی سے تو منقول سارا جہاں ہے

ہمیں علم دو، حوصلہ دو، نظر دو
جو منزل پہ پہنچے وہ اذنِ سفر دو
فنا ہوں یہ راتیں، ہمیں اک سحر دو
جو زندہ ہیں ہم تو ہمیں یہ خبر دو
وگرنہ تو مجہول سارا جہاں ہے

****

شمیم رحمان

آج ظاہر ہوئی شانِ خیرالبشرؐ
ماند کیسے ہوئے ہیں یہ شمس و قمر
جس طرف دیکھئے نور ہی نور ہے
آگئے آگئے ہیں وہ نورالبصرؐ
سارے غم مٹ گئے جب پکارا انہیں
ہو سلام آپ پر شاہِؐ جن و بشر
ہے شمیم آپ کے در کی ادنیٰ کنیز
ہو کرم آپ کا مجھ پہ خیرالبشرؐ

رسول احمد کلیمی

اُن کے حضور قلب پہ جو کچھ عیاں ہُوا
لفظوں میں کب وہ تجربہ ہم سے بیاں ہوا

ہوش و حواس، عقل و خرد حیرتی ہوئے
نطق و زباں کا حوصلہ اشکِ رواں ہوا

حدِ ادب کلیمی کہ طیبہ ہے وہ زمیں
ہر گام سجدہ ریز جہاں آسماں ہوا

****

حسن کاظمی

صبح لکھوں گا، شام لکھوں گا
میں درود و سلام لکھوں گا

چاہے دنیا کی بادشاہی ملے
خود کو اُنؐ کا غلام لکھوں گا

ذکر جب اُنؐ کی آل کا ہوگا
کربلا اور شام لکھوں گا

ایسے الفاظ ہی نہیں ملتے
کس طرح اُنؐ کا نام لکھوں گا

ایک درخواست جب لکھوں گا حسن
ساری اُمت کے کام لکھوں گا

حسن اختر جلیل

زیست تعزیر ہے، احساس سزا ہے آقاؐ
اب تو ہر موئے بدن دستِ دعا ہے آقاؐ

جسم آسودہ ہیں اور کرب سے پاگل روحیں
یہی فطرت سے بھٹکنے کی سزا ہے آقاؐ

جو زمیں گل تھی بشر کے لئے جنت کا بدل
آج انساں کے لئے دشتِ بلا ہے آقاؐ

میں نہ صوفی ہوں، نہ علامہ، نہ زاہد، نہ خطیب
میرا سرمایہ مری جنسِ وفا ہے آقاؐ

قصرِ شاہی کے مکینوں سے اُلجھتا ہے جلیل
کیوں نہ اُلجھے، ترے کوچے کا گدا ہے آقاؐ

****

منصور اعجاز

چاروں اُور

حدیں ہجرت کی کعبے سے
مدینے آتے آتے ختم ہو جاتی ہیں
غلط۔۔۔یکسر غلط!
مدینے سے چلو تو ایک بستی اور ہے، کوفہ
شہیدوں نے لہو سے جو زمیں سیراب کردی تھی
جہاں ہجرت کے سب رستے نکلتے، ختم ہوتے ہیں
جہاں جائیں، جدھر جائیں
کسی بھی دور میں منصور، اپنے پاؤں کے نیچے
وہی دھرتی رہے گی۔

انور جلال پوری

خود ہی خدائے پاک ہے شیدا رسولؐ کا
کیا لکھ سکے گا کوئی قصیدہ رسولؐ کا

دل آئینہ ہے روح کو نسبت نبیؐ سے ہے
آنکھیں ہیں میری اور اُجالا رسولؐ کا

تخلیقِ دوجہاں ہے اُنہی کے طفیل میں
یہ ساری کائنات ہے صدقہ رسولؐ کا

سب کے لئے ہو علم، برابر ہوں سارے لوگ
یہ درس دے رہا ہے مدینہ رسولؐ کا

انسانیت کو صرف مساوات چاہئے
اعلان کر رہا ہے یہ نکتہ رسولؐ کا

تفریقِ رنگ و نام و نسب ہے فضول سب
یہ کہہ رہا ہے آخری خطبہ رسولؐ کا

رضیہ فصیح احمد

مرے دل میں بھی اک غارِ حرا ہے
چراغِ نور جس میں جَل رہا ہے
سَراپا خیر ہو، خیرالوریٰ ہو
تبھی تو سایہ تم سے چھپ گیا ہے
وہ کیا معجز نُما گھڑیاں تھیں رضیہ
کہ جس میں نعت کا القا ہوا ہے

باصر سلطان کاظمی

جنہوں نے روشنی پائی مرے پیمبرؐ سے
صدا چمکتے رہے مہر و ماہ و اختر سے

چلے جو آپؐ کے ہمراہ پا گئے منزل
نہیں چلے تو جھگڑتے رہے مقدر سے

وگرنہ مجھ کو تہی دامنی ہی زیبا ہے
کہ چاہئے مجھے خیرات ایک ہی دَر سے

وہ آنکھ جس کا کہ سُرمہ ہو خاکِ راہِ رسولؐ
وہ ہو سکے گی نہ خیرہ زَر و جواہر سے

نبیؐ کی مدح سَرائی وہ فرض ہے باصر
ادا ہوا نہ کبھی جو کسی سُخنور سے

مامون ایمن

قرآن کی تصویر، صداقت جانا
رحمت کبھی اُلفت، کبھی عزّت جانا
انسان نہیں صرف کہ رَب نے خود بھی
احمدؐ ہی کو تخلیق کی مدحت جانا

خالد یوسف

اک شخص کہ تھا رسولِ مقبول
اُس شخص کو رہنما بناؤ
ثانی نہیں کوئی فرد اُس کا
سورج کو چراغ مت دکھاؤ

حافظ مظہر الدین

اب بُلا لو شہِ کونین مدینے مجھ کو
اب گوارا نہیں دُوری کے قرینے مجھ کو

یادِ محبوبؐ دو عالم مری دمساز رہی
غم و آلام میں پوچھا نہ کسی نے مجھ کو

مَیں کسی رہبرِ کامل کا نہیں ہوں محتاج
خود بُلا لیں گے وہ اک روز مدینے مجھ کو

کیا بتاؤں مجھے کیا ہادیٔ برحق سے ملا
عشقِ سَرکارؐ دیا ایک ولی نے مجھ کو

مصطفیٰ شہاب

ملا جو سَرورِ کونین سے دیا مجھ کو
دکھا رہا ہے اندھیروں میں راستہ مجھ کو

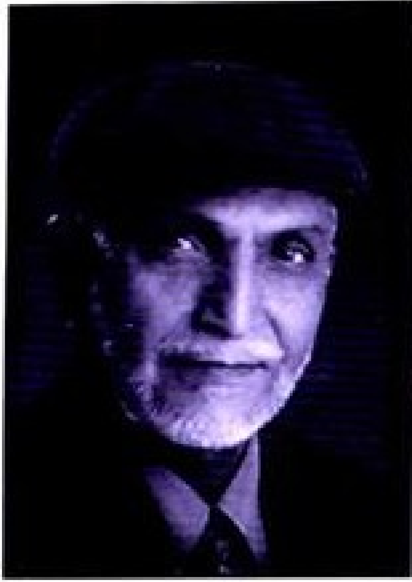
سفر نصیب تھا مَیں، اور وہ رہ نما تھا عجیب
ہر اک مقام، ہر اک موڑ پر ملا مجھ کو

مجھے یقین ہے کہ اُن کے گھر کے آنگن تک
اُٹھا کے لے گئی ماں باپ کی دعا مجھ کو

وہ خوش نصیب ہوں چوما تھا جب درِ کعبہ
تو چھو رہی تھی مدینے کی بھی ہوا مجھ کو

مہمان شاعر

خواہ مخواہ حیدرآبادی



خواہ مخواہ حیدرآباد

نعت

جب نکل کر مَیں مکاں سے لامکاں میں آگیا
ذکر میرا بھی حدیثِ دیگراں میں آگیا

کہہ نہیں سکتا کہ کتنی دُور چل پاؤں گا مَیں
آبلہ قدموں کا چل کر اب زباں میں آگیا

چشمِ بینا ہو تو اعجازِ محبت دیکھیے
دل کو آرام و سکوں دردِ نہاں میں آگیا

تنگیٔ ارض و سماں میں گھٹ رہا تھا میرا دَم
سانس لینے وسعتِ کون و مکاں میں آگیا

موت بھی آئی اچانک اور وہ بھی آگئے
اک انوکھا لطف مرگِ ناگہاں میں آگیا

زادِ رہ لے کر چلے تھے لوگ جب سُوئے حرم
قلبِ مضطر لے کے مَیں بھی کارواں میں آگیا

گنبدِ خضرا کو دیکھا دُور سے تو یوں لگا
اک نیا مہتاب جیسے آسماں میں آگیا

بے نوا و بے ہنر احمدؔ سے ہوتا اور کیا
نعت لے کر نذر، بزمِ عاشقاں میں آگیا

عکسِ تحریر

نعت

جب نکل کر مَیں مکاں سے لامکاں میں آگیا
ذکر میرا بھی حدیثِ دیگراں میں آگیا
کہہ نہیں سکتا کہ کتنی دور چل پاؤں گا میں
آبلہ قدموں کا چل کر اب زباں میں آگیا
چشمِ بینا ہو تو اعجازِ محبت دیکھیے
دل کو آرام و سکوں دردِ نہاں میں آگیا
تنگیٔ ارض و سما میں گھٹ رہا تھا دم مرا
سانس لینے وسعتِ کون و مکاں میں آگیا
موت بھی آئی اچانک اور وہ بھی آگئے
اک انوکھا لطف مرگِ ناگہاں میں آگیا
زادِ رہ لے کر چلے تھے لوگ جب سوئے حرم
قلبِ مضطر لے کے میں بھی کارواں میں آگیا
گنبدِ خضریٰ کو دیکھا دور سے تو یوں لگا
اک نیا مہتاب جیسے آسماں میں آگیا
بے نمازی بھی مدینے میں نمازی بن گئے
جب بلالی سوز آوازِ اذاں میں آگیا
بے نوا و بے ہنر احمدؔ سے ہوتا اور کیا
نعت لے کر نذر بزمِ عاشقاں میں آگیا

نیاز مند
خواہ مخواہ

مہمان شاعرہ

ذکیہ غزل



ذکیہ غزلؔ

غزل

مَیں تیرے ہجرزدہ موسموں کی زَد میں ہوں
پسِ خیال تری قُربتوں کی حد میں ہوں

مَیں چاہتی ہوں اُجالا مری زمیں پہ ہو
مَیں اک دیا ہوں مگر روشنی کی مدّ میں ہوں

یہ نسل تو مرے لہجے سے متفق کب ہے
مَیں اک سوال ہوں لیکن قبول و رَد میں ہوں

کشاں کشاں لئے پھرتی ہے جستجو کوئی
خبر نہیں کہ جنوں میں ہوں یا خرد میں ہوں

کدورتیں ہیں یہاں، نفرت و عداوت ہے
مگر میں پھر بھی یہاں فکرِ نیک و بد میں ہوں

مرا ہُنر، مرا اپنا ہے مستعار نہیں
مَیں جس قدر بھی، جہاں بھی ہوں، اپنے قد میں ہوں

وہ دوستی میں غزلؔ حد سے گر گئے لیکن
میں دشمنی کو نبھا کر بھی اپنی حدّ میں ہوں

عکسِ تحریر

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سرکارِ دو عالم کا کرم ہو تو بہت ہے
یہ نام مرے دل پہ رقم ہو تو بہت ہے

میں تو درِ اقدس کی کنیزوں میں ہوں شامل
نسبت میں مری حسنِ حرم ہو تو بہت ہے

پردہ سرِ محشر مجھے کملی کا عطا ہو
بس روزِ جزا میرا بھرم ہو تو بہت ہے

سرکار کی خوشبو مری نعتوں میں بسی ہو
ہر شعر مرا اشک سے نم ہو تو بہت ہے

ہوں گریہ کناں آپؐ سے دوری پہ بہت میں
رونے کو تو بس ایک یہ غم ہو تو بہت ہے

ہونگے دمِ رخصت مرے آقاؐ یہ یقیں ہے
بس آنکھ میں ٹھہرا ہوا دم ہو تو بہت ہے

ذکیہ غزل

طارق سبزواری



طارق سبزواری

شبِ معراج

کوہِ فاراں سے اُٹھا ابرِ عطا آج کی رات
چھاگئی رحمتِ باری کی گھٹا آج کی رات

آکے جبریل نے حضرتؐ سے کہا آج کی رات
چلئے سرکارؐ بُلاتا ہے خدا آج کی رات

کیوں نہ مقبول ہو ہر ایک دعا آج کی رات
جس نے جو مانگا وہی اُس کو مِلا آج کی رات

اللہ اللہ، بُراقِ نبوی کی رفتار
گردشیں چرخِ کہن بھول گیا آج کی رات

اُٹھ گئے سارے حجابات سرِ عرشِ بریں
عبد و معبود میں پردہ نہ رہا آج کی رات

ایسا رُتبہ نہ کسی اور نبی نے پایا
زینتِ عرش تھا محبوبؐ خدا آج کی رات

صرف طارق کی زباں پر ہی نہیں نعتِ رسولؐ
پڑھتے ہیں جن و مَلک صلِ علیٰ آج کی رات

عکسِ تحریر — غزل

سلسلہ خواب کا آنکھوں سے جڑا رہنے دے
اس جزیرے کو سمندر سے ملا رہنے دے

تیرے چہرہ پہ کھلا ہے جو یہ خوش رنگ گلاب
میرے کاندھے پہ بس کچھ دیر سجا رہنے دے

سر جھکا کر ملوں اے دل مجھے منظور نہیں
وہ اگر مجھ سے خفا ہے تو خفا رہنے دے

دکھ اٹھائے ہیں بہت میں نے شناسائی کے
میرے مالک مجھے رشتوں سے کٹا رہنے دے

شاید آ جائے وہ درویشِ دعا گو طارق
گھر کے دروازہ کو کچھ دیر کھلا رہنے دے

طارق سبزواری

مہمان شاعر

شین کاف نظامؔ



شین کاف نظام

غزل

مکانوں کے تھے یا زمانوں کے تھے
عجب فاصلے درمیانوں کے تھے

سفر یوں تو سب آسمانوں کے تھے
قرینے مگر قید خانوں کے تھے

کھلی آنکھ تو سامنے کچھ نہ تھا
وہ منظر تو سارے اُڑانوں کے تھے

پکڑنا اُنہیں کچھ ضروری نہ تھا
پرندے سبھی آشیانوں کے تھے

مسافر کی نظریں بلندی پہ تھیں
مگر راستے سب ڈھلانوں کے تھے

اُنہیں ڈھونڈنے تم کہاں چل دیے
وہ کردار تو داستانوں کے تھے

عکسِ تحریر

غار لکھوں کبھی معراج و مدینہ لکھوں
موج ہر موج محمد کو سفینہ لکھوں

رات دن مدحتِ سرکارِ مدینہ لکھوں
بس اسی بات کو فردوس کا زینہ لکھوں

خواب ہر خواب پڑھوں نقشِ کفِ پا ان کے
ایک اک نقطہ کو خوابوں کا خزینہ لکھوں

ہجر کو ہجرتِ محبوب سے تعبیر کروں
وصل کے شوق کو کوثر کا قرینہ لکھوں

دھوپ کو لکھوں نظامؔ ان کے کرم کا پرتو
اور بارش کو محمد کا پسینہ لکھوں

شین کاف نظام

سید شمیم رجز

جب محمدؐ کی زیارت ہوگئی
سارے قرآں کی تلاوت ہوگئی

آپ نے جس کے لئے جو کہہ دیا
وہ تو گویا اُس کی قسمت ہوگئی

دہر کو آکر دیا ایسا نظام
ساری دنیا محوِ حیرت ہوگئی

اللہ اللہ عظمتِ ناخواندگی
خواندگی مرہونِ منّت ہوگئی

بھیجتا ہوں مَیں محمدؐ پر درود
مجھ کو یارب تیری عادت ہوگئی

جاں بحق جو آپ کے دیں پر ہُوا
موت گھبرا کر شہادت ہوگئی

یا نبیؐ خوش ہوں اجل کو دیکھ کر
آپ سے ملنے کی صورت ہوگئی

اے رجزؔ محبوبِ حق پر ہوں فدا
میری خالق سے رقابت ہوگئی

سید فضل الضیاء سحر

مشکوٰۃِ محمدؐ

مَیں کہ پہنائیِ گنبدِ افلاک میں گُم
کوئی انجم ہے، نہ مہتاب، نہ شمس
رہِ تاریک کو روشن کردے
اور مجھے تیرا پتہ مِل جائے

ہفت افلاک میں، بھٹکا ہوا راہی ہوں مَیں
گھر سے نکلا تھا کہ پاؤں تجھ کو
یاد اب مجھ کو نہیں کتنی صدیاں گزریں
نوری سالوں میں ہی ہوگا شاید
گھر سے یہ میری مُسافت کا حساب

ماورا کی ہے تلاش
مَیں حواسوں کے حصاروں میں مُقیّد
سمت گمنام ہیں، راہیں ہیں نہاں
وقت کی دھول تلے!

اب خدا تجھ کو پاؤں کیسے؟
ہاں مگر
میرے ادراک کا عرفان کا ذریعہ اک ہیں
گنبدِ سبز تلے محوِ خواب
مرے آقا! مرے مولا!
وہی یثرب والے!

اے خدا تجھ کو پانے کے لئے
اب مَیں نکلوں گا وہ مشکوٰۃِ محمدؐ کو لئے
جس میں جلتا ہے نبوّت کا دیا!
سامنے جس کے ہر اک بے مایہ
کوئی انجم، کوئی مہتاب، کوئی شمس سہی!!

سید اسد اللہ حُسینی چاکرؔ

اگر جان بھی دی تو کیا ہوگیا
محمدؐ کا حق کیا ادا ہوگیا؟

الٰہی یہ کیا معجزہ ہوگیا
ایک اُمّی حبیبِ خدا ہوگیا

جو دیکھی شبیہِ نبیؐ خواب میں
مرا دل تو بس آئینہ ہوگیا

محمدؐ کی بعثت ہوئی تھی جہاں
وہ مُلکِ عرب آج کیا ہوگیا؟

جو تھا ایک بچّہ یتیم و یسیر
بزرگی میں بعدِ خدا ہوگیا

نبیؐ سے محبت جسے ہوگئی
وہ بندہ رقیبِ خدا ہوگیا

نہ جائے گا سَودائے عشقِ نبیؐ
اگر سَر بھی تَن سے جُدا ہوگیا

تھا نامِ محمدؐ جو وِردِ زباں
اسدؔ اب محمدؐ ہی کا ہوگیا

سید احمد جعفری

محمد کی تنہائی

مَیں تمہارا ہوں، خدا اور تم سے کرتا ہوں خطاب
مشکلیں جو ہیں تمہاری وہ تو ہیں مثلِ سَراب

مُرسلین و انبیا کے امتحان جیسے ہوئے
انتہا اُن کی ہوئی جب آخری بھیجی کتاب

فکر کی یکتائی، صحرا جہل کا، کیسے ہو بات
گرم صحرا کی ہَوا، تنہائی، جب اُترا نصاب

ایک اُمّی دشمنوں میں تھا اکیلا اور غریب
کس طرح تنہا ہی جھیلا کافروں کا بھی عتاب

اُس کی تنہائی کو روئیں انفس و آفاق سب
پھر بھی ہو سکتا نہیں بے باق اُس کا کچھ حساب

وہ مرا نورِ نظر، محبوب، فخرِ کائنات
دیکھا جاتا ہی نہ تھا وحشت میں اُس کا اضطراب

وہ سَراسیمہ پھرا صحرا میں یوں میرے لئے
چھالے اُس کے پھوٹتے تھے ریت میں مثلِ حُباب

یوں وضاحت سے بیاں اُس نے کیا پیغام کو
پیش کی قرآن کی صورت میں کیا میری کتاب

جعفر عباس انسان

ہر ایک درد کے درماں، محمدِ عربی
ہیں دوجہان کے خوباں، محمدِ عربی

عمل سے آپ ؐ نے تفسیر کی ہدایت کی
خدا ہے آپ پر نازاں، محمدِ عربی

جہل کو علم کے سانچے میں کس طرح ڈھالا
جہانِ عقل ہے حیراں، محمدِ عربی

خیال آپ کا، جیسے گلاب کی خوشبو
جمال، نور کا ساماں، محمدِ عربی

کہاں ہے فرق رہا، فرض میں یا نیت میں
بشر کی شکل میں قرآں، محمدِ عربی

مدینہ علم کا ہیں آپؐ، درِ علیؑ حیدر
مَیں صرف علم کا درباں، محمدِ عربی

....

مُرشد بُڑوی

بے زبانوں کی زباں ہیں، ہاں محمد مصطفیٰؐ
چارۂ دردِ نہاں ہیں، ہاں محمد مصطفیٰؐ
مالکِ ہر دوجہاں ہیں، ہاں محمد مصطفیٰؐ
آخری جائے اماں ہیں، ہاں محمد مصطفیٰؐ
ہاں محمد مصطفیٰؐ ہیں منبعِ فیض و کرم
ہاں محمد مصطفیٰؐ ہیں چارۂ رنج والم

نیّر جہاں

سعیِ ناکام

نعت مَیں کیسے لکھوں
میرے سَرکار۔۔۔محمدؐ میرے
کس طرح آپ کو مَیں یاد کروں
جتنے انداز مرے ذہن میں ہیں
جتنے الفاظ مرے نُطق میں ہیں
سارے فنکار، قلم کار انہی لفظوں سے
زلف ورخسار کے افسانے لکھا کرتے ہیں
اب یہ الفاظ ہیں بوسیدہ پُرانے کپڑے
کتنے جذبوں کو یہ پہنائے گئے

میرے سَرکار۔۔۔محمدؐ میرے
آپ کو یاد مَیں ان لفظوں میں اب کیسے کروں
سارے بَرتے ہوئے الفاظ ہیں یہ
کتنی بے بس ہوں مَیں
لاچار ہوں، مجبور ہوں مَیں
میرے اللہ! مرے ذہن کو تُو کردے عطا
جگمگاتے ہوئے الفاظ نئے
جھلملاتے ہوئے انداز نئے
اپنے احساس کی دنیا کو سجادوں اُن سے
اور پھر بڑھ کے کہوں
میرے محبوب، مرے پیارے نبیؐ
سیر کیجئے مرے غم خانے کی
میرے اللہ! مگر اب اس وقت
نئے الفاظ کہاں سے لاؤں!!!